اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

ترجمہ: اللہ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف

۷ دن

روشنی کے جزیرے پر

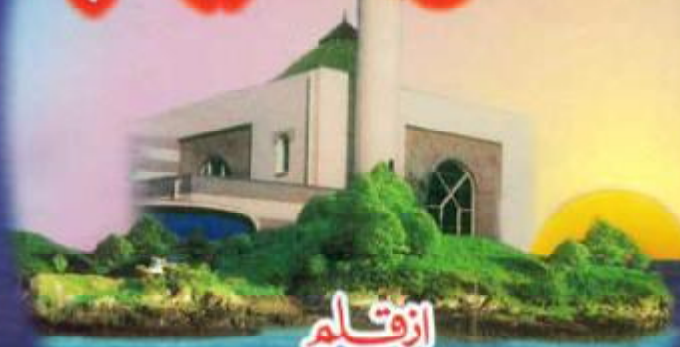

از قلم

مولانا محمد مسعود ازہر

مکتبہ رحمانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۷ دن
روشنی کے جزیرے پر

ازقلم
مولانا محمد مسعود ازہر حفظہ اللہ

ناشر:
مکتبہ عرفان

www.rangoonar.com

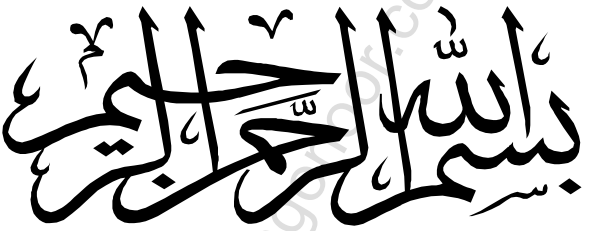

www.rangoon.com

فہرست

۱۔ فہرست ۴
۲۔ تعارف ۱۰
۳۔ دورہ تربیت کے طریقے ۲۸
۴۔ مسلمان ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے نام ۳۰
۵۔ دورہ تربیت کے نظام الاوقات ۳۲
۶۔ چالیس اعمال ۳۶
چالیس معمولات اوران کے فضائل
۷۔ **معمول نمبر** ۱۔نماز باجماعت ۴۰
۸۔ جماعت سے نماز پڑھنا ہدایت وسعادت والا طریقہ ہے ۴۰
۹۔ جماعت سے نماز چھوڑنے میں گمراہی کا خطرہ ہے ۴۱
۱۰۔ جماعت کی نماز ستائیس گنا افضل ۴۱
۱۱۔ نابینا صحابہ کو جماعت میں شرکت کا حکم ۴۱
۱۲۔ جماعت کی حقیقت معلوم ہو تو لوگ گھسٹ گھسٹ کر آئیں ۴۲
۱۳۔ جماعت سے نماز نہ پڑھنے والوں کے گھروں کے لئے آگ ۴۲
۱۴۔ جماعت کی برکت، نور تام کی بشارت ۴۳
۱۵۔ فرشتوں کی طرف سے رحمت کی دعا ۴۴
۱۶۔ جماعت چھوڑنے والوں پر شیطان کا غلبہ ۴۴
۱۷۔ **معمول نمبر** ۲۔تہجد عاشقوں کی نماز ۴۶
۱۸۔ اللہ تبارک وتعالیٰ خود پکارتے ہیں ۴۶
۱۹۔ تہجد مقربین کی علامت ہے ۴۷
۲۰۔ حضور پاک ﷺ تہجد کے لئے خود اٹھاتے تھے ۴۷

www.rahnamaor.com

۲۱۔ اللہ کا خصوصی قرب ۴۷
۲۲۔ فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز ۴۸
۲۳۔ تہجد کے چار خواص، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخلہ ۴۸
۲۴۔ آقا مدنی ﷺ کا اہتمام ۴۸
۲۵۔ رات کی مقبول گھڑی ۴۹
۲۶۔ خاوند اور بیوی کا ایک دوسرے کو تہجد کے لئے جگانا ۴۹
۲۷۔ تہجد کی قضا ۴۹
۲۸۔ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کی ایک جھلک ۵۱
۲۹۔ **معمول نمبر ۳**۔مسجد کا ماحول ۵۲
۳۰۔ زمین پر اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین جگہ ۵۳
۳۱۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ، مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ۵۴
۳۲۔ مسجد میں بیٹھنا عبادت ہے ۵۴
۳۳۔ مسجد آباد کرنے والوں کے لئے ایمان کی گواہی ۵۵
۳۴۔ مسجد کے بدلے جنت کا گھر، نور تام کی بشارت ۵۵
۳۵۔ فرشتوں کی دُعا، جنت کی مہمانی، حضور پاک ﷺ کا اہتمام ۵۶
۳۶۔ **معمول نمبر ۴**۔قرآن مجید کی تلاوت ۵۹
۳۷۔ قیامت کے دن کی شفاعت ۶۰
۳۸۔ قرآن پڑھنے اور پڑھانے والے لوگ بہترین ۶۰
۳۹۔ اٹک اٹک کر پڑھنے والوں کے لئے دو اجر ۶۱
۴۰۔ مسجد میں جمع ہو کر تلاوت کا اجر، دل کا زنگ اتر جاتا ہے ۶۱
۴۱۔ ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ۶۲
۴۲۔ قرآن پاک کے ذریعے عروج وزوال ۶۲
۴۳۔ خوب قران پاک پڑھنے والے پر رشک ۶۲
۴۴۔ تلاوت سے حاجات خوب پوری ہوتی ہیں ۶۲
۴۵۔ قرآن پڑھنے والے کے والدین کا اعزاز ۶۳

www.ataunoor.com

۴۶۔ **معمول نمبر۵**۔مسنون اذکار ۶۶

۴۷۔ دعا کا اجر ۶۶

۴۸۔ حدیث شریف پڑھنے اور یاد کرنے کا اجر، قبولیت کے قریب تر ۶۷

۴۹۔ خیر ہی خیر، اتباع سنت کا اجر ۶۷

۵۰۔ آداب کے عین مطابق ۶۸

۵۱۔ الفاظ کی جامعیت، اللہ تعالیٰ کی خصوصی محبت ۶۸

۵۲۔ سنت کا احیاء، محبت کا تقاضا ۶۹

۵۳۔ **معمول نمبر۶**۔سورۃ یٰس کی تلاوت ۷۰

۵۴۔ گناہوں کی بخشش، حوائج کا پورا ہونا ۷۰

۵۵۔ ہر حرف کے بدلے دس فرشتے ۷۱

۵۶۔ سورۃ یٰس کی دس برکتیں ۷۱

۵۷۔ دعا کی قبولیت، اہل جنت بھی یٰس پڑھیں گے ۷۲

۵۸۔ فرشتوں کا فرمان، جنت کا منظر ۷۲

۵۹۔ ہشاش بشاش، ہزار نور ۷۴

۶۰۔ **معمول نمبر۷**۔مراقبہ ۷۵

۶۱۔ **معمول نمبر۸**۔دل کو زندہ کرنے والی دعا ۸۰

۶۲۔ **معمول نمبر۹**۔سبحان اللہ وبحمدہٖ ۸۱

۶۳۔ **معمول نمبر۱۰**۔اورادِ فتیحہ ۸۷

۶۴۔ **معمول نمبر۱۱**۔منزل شریف ۸۹

۶۵۔ **معمول نمبر۱۲**۔اور۲۲۔اشراق اور اوّابین ۹۲

۶۶۔ فرائض کی کمی کوتاہی کا کفارہ اور ازالہ ۹۳

۶۷۔ گناہوں کی معافی ۹۳

۶۸۔ بارہ سال کی عبادت کا اجر ۹۵

۶۹۔ اشراق کی فضیلت، گناہوں کی معافی ۹۵

۷۰۔ کفایت کرنے والی نماز، محبوب کی وصیت ۹۶

www.rangoli.com

۷۱۔ **معمول نمبر ۱۳**۔افضل الذکر۔لا الہ الا اللہ ۹۷
۷۲۔ سب سے افضل ذکر، عرش تک جا پہنچا ۹۸
۷۳۔ ایمان کی تجدید ۹۸
۷۴۔ آسمانوں اور زمینوں سے بھاری ۹۸
۷۵۔ سب سے پہلے شفاعتِ نبوی کا مستحق ۹۹
۷۶۔ جہنم کی آگ حرام، لا الہ الا اللہ کے ورد کو غنیمت جانو ۹۹
۷۷۔ جنت کی کنجیاں، برائیاں مٹا دینے والا کلمہ ۱۰۰
۷۸۔ براہ راست پہنچنے والا کلمہ ۱۰۰
۷۹۔ ورد کا طریقہ ۱۰۱
۸۰۔ **معمول نمبر ۱۴**۔کلمہ طیبہ ۱۰۲
۸۱۔ **معمول نمبر ۱۵**۔درود شریف مقبول ترین عمل ۱۰۴
۸۲۔ خصوصی قرب، خاص رحمتیں ۱۰۵
۸۳۔ گناہ بھی معاف، آقا مدنی ﷺ کا دمکتا چہرہ ۱۰۶
۸۴۔ دنیا و آخرت کے غم ختم ۱۰۷
۸۵۔ **معمول نمبر ۱۶**۔اور ۳۳۔استغفار ۱۰۸
۸۶۔ ایک ضروری تنبیہ ۱۰۹
۸۷۔ ایک لازمی نسخہ ۱۱۳
۸۸۔ سید الاستغفار ۱۲۰
۸۹۔ مقبول استغفار ۱۲۱
۹۰۔ نماز والا استغفار ۱۲۲
۹۱۔ جامع استغفار ۱۲۲
۹۲۔ حضرت خضر علیہ السلام کا استغفار ۱۲۳
۹۳۔ استغفار مع تسبیح ۱۲۴
۹۴۔ ایک گزارش ۱۲۵
۹۵۔ **معمول نمبر ۱۷**۔کلمہ تمجید ۱۲۶

www.angoor.com

۹۶۔ **معمول نمبر۱۸**۔ایک جامع اور مفید دعا ۱۳۰
۹۷۔ **معمول نمبر۱۹**۔اسم اعظم .....اللہ کا ورد ۱۳۲
۹۸۔ **معمول نمبر۲۰**۔یا آخر جل شانہ ۱۳۶
۹۹۔ الآخر جل شانہ کے خواص ۱۳۷
۱۰۰۔ **معمول نمبر۲۱**۔یا خبیر جل شانہ ۱۳۹
۱۰۱۔ **معمول نمبر۲۳**۔جائزہ ۱۴۰
۱۰۲۔ **معمول نمبر۲۴**۔مذاکرہ ۱۴۲
۱۰۳۔ **معمول نمبر۲۵**۔تجدید ایمان ۱۴۷
۱۰۴۔ **معمول نمبر۲۶**۔نفل روزے ۱۵۴
۱۰۵۔ **معمول نمبر۲۷**اور ۳۸۔کثرتِ دعا ۱۵۷
۱۰۶۔ دعا ہی اصل عبادت ہے ۱۶۰
۱۰۷۔ دعا عبادت کا مغز ہے، رحمت کے دروازے کھل گئے ۱۶۲
۱۰۸۔ معزز ترین چیز، نا مانگنے والوں سے ناراضی ۱۶۲
۱۰۹۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو ۱۶۳
۱۱۰۔ دعا کی قبولیت، دعا مومن کا ہتھیار ہے، مصیبتوں کا علاج دعا ۱۶۳
۱۱۱۔ لبیک میرے بندے، دعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے ۱۶۴
۱۱۲۔ دعا ہلاکت سے بچاؤ کا ذریعہ ہے ۱۶۴
۱۱۳۔ دعا آسمان اور زمین کا نور ہے، دعا کے تین نتیجے ۱۶۵
۱۱۴۔ اللہ تعالیٰ دعا کرنے والوں کے ساتھ ہے ۱۶۵
۱۱۵۔ جتنا مانگو اس کے خزانے میں کمی نہیں ہوگی ۱۶۶
۱۱۶۔ ایک عظیم الشان تحفہ ۱۷۳
۱۱۷۔ **معمول نمبر۲۸**۔ورزش اور چہل قدمی ۱۷۶
۱۱۸۔ **معمول نمبر۲۹**۔فضائلِ جہاد اور زادِ مجاہد کی تعلیم ۱۷۸
۱۱۹۔ **معمول نمبر۳۰**۔محاسبہ ۱۷۹
۱۲۰۔ **معمول نمبر۳۱**۔زبان کی حفاظت ۱۸۵

www.jangoo.com

۱۲۱۔ ایک ضروری نکتہ ۱۹۰
۱۲۲۔ **معمول نمبر ۳۲**۔دوسروں کے عیوب سے چشم پوشی ۱۹۳
۱۲۳۔ **معمول نمبر ۳۴**۔نماز میں تکبیر اولیٰ کا اہتمام ۱۹۷
۱۲۴۔ جہنم اور نفاق سے برأت، اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ۱۹۷
۱۲۵۔ **معمول نمبر ۳۵**۔کم کھانا ۲۰۰
۱۲۶۔ پیٹ بھرنے کے چھ نقصانات، تقلیل طعام کا نصاب ۲۰۹
۱۲۷۔ **معمول نمبر ۳۶**۔نظر کی حفاظت ۲۱۳
۱۲۸۔ **معمول نمبر ۳۷**۔طہارت کا اہتمام ۲۱۸
۱۲۹۔ گناہوں کا جسم سے نکل جانا ۲۱۹
۱۳۰۔ اعضاء کی گناہوں سے پاکی ۲۱۹
۱۳۱۔ قیامت کے دن کا اعزاز، درجات کی بلندی ۲۲۰
۱۳۲۔ وضو کا اہتمام مومن کی شان ۲۲۰
۱۳۳۔ وضو کے اہتمام میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی شان ۲۲۱
۱۳۴۔ وضو پر وضو، مغفرت کا اعلان ۲۲۱
۱۳۵۔ ساری رات فرشتے کی دعائے مغفرت، دعا کی قبولیت ۲۲۲
۱۳۶۔ **معمول نمبر ۳۹**۔تکبر سے احتراز ۲۲۴
۱۳۷۔ **معمول نمبر ۴۰**۔سورۃ الملک، شفاعت کرنے والی سورت . ۲۳۴
۱۳۸۔ آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول، عذاب قبر سے نجات دلانے والی ۲۳۴
۱۳۹۔ آگ سے نجات ۲۳۵
۱۴۰۔ جنت کے باغات نور کے سمندر ۲۳۸
۱۴۱۔ سورۃ مزمل کا نصاب ۲۴۹
۱۴۲۔ ایک عجیب نکتہ ۲۵۴
۱۴۳۔ نکتہ ۲۶۰
۱۴۴۔ ایک وجد آفرین نصیحت ۲۶۱
۱۴۵۔ حرفِ آخریں ۲۷۳

www.angoni.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارف

اس کتاب کا نام پڑھ کر آپ کو تعجب ہوگا..... ۷ دن نور کے جزیرے پر..... یہ تو تفریح کی دعوت معلوم ہوتی ہے..... جی ہاں بالکل یہ ایک تفریح کی دعوت ہے مگر بالکل انوکھی تفریح..... آپ نے تجربہ کیا ہوگا کہ لوگ اپنی مصروفیات سے اکتا کر..... جنگلوں، پہاڑوں اور جزیروں کا رخ کرتے ہیں..... وہاں جا کر اپنی تھکاوٹ اتارتے ہیں..... خوب مزے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں..... تو کیا ہم ابھی تک اپنے گناہوں سے نہیں تھکے؟..... ابھی تک اپنے جرائم اور نافرمانیوں سے نہیں اکتائے؟..... حالانکہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے زمین ہی کیا سمندروں میں بھی فساد برپا ہیں..... ہر طرف اندھیرے اور ظلمت کا راج ہے..... ظلم اور دہشت کی چکی سے امت مسلمہ کا خون ٹپک نہیں رہا..... بہہ رہا ہے..... گھر بے سکونی سے اور قبریں عذاب سے جل رہی ہیں..... ہر طرف گناہ ہی گناہ..... جرائم ہی جرائم..... غفلت ہی غفلت..... کیا ہم تھکے نہیں؟..... اکتائے نہیں؟..... جوانی کو گناہوں نے بوڑھا کر دیا..... گناہوں نے بچوں کا بچپن چھین لیا..... گناہوں نے ہمیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا..... گناہوں نے ہم پر کافروں اور منافقوں کو مسلط کر دیا..... کیا ہم ابھی تک نہیں تھکے..... ابھی تک نہیں اکتائے؟..... ہاں تھک چکے ہیں..... کمر ٹوٹ رہی ہے..... مستقبل میں انگارے اور آگ نظر آرہی ہے..... تو پھر چلو..... تھکاوٹ اتارنے..... اکتاہٹ ختم کرنے..... دلوں کی سیاہی دھونے..... اپنے نصیب کی بدبختی ختم کرنے کے

لیے..... تفریح پر چلتے ہیں..... مگر کہاں؟..... ایک کچی مسجد کی طرف..... اپنے پیارے رب کے گھر کی طرف..... نور کے خوبصورت جزیرے کی طرف..... آؤ دوڑتے ہیں..... فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ (القرآن) دوڑو اللہ کی طرف۔ آؤ دوڑتے ہیں..... سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر..... اپنے رب کی طرف..... نور پانے کے لیے..... ظلمت مٹانے کے لیے..... اے میرے رب! میں آرہا ہوں..... تیرے نبی ﷺ کا سچا فرمان ہے۔ بندہ چل کر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوڑ کر آتا ہے..... یا اللہ میں چل پڑا ہوں..... لنگڑا کر ہی سہی..... شرما کر ہی سہی مگر چل پڑا ہوں..... مالک اب تو آجا اپنی مغفرت کے ساتھ..... رحمت کے ساتھ..... نصرت کے ساتھ.....

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

☆.....☆.....☆

ہم کچی مسجد کی طرف نہ جائیں تو کدھر جائیں؟..... ہم نور کے جزیرے کا رخ نہ کریں تو کس طرف کا رخ کریں؟ وہ دیکھو! آفاق شہید کا بچپن اپنے جسم کے ٹکڑوں کا حساب مانگ رہا ہے..... اور وہ خوبصورت..... بلند ہمت..... ہمالہ سے بلند بلال شہید..... مسکرا کر کہہ رہا ہے..... بس ڈر گئے آپ لوگ..... گھبرا گئے..... وہ دیکھو بابری مسجد کے پڑوس سے..... حذیفہ، طلحہ..... اور پاملا..... بابری مسجد کی گود میں..... جنت کے کھلونوں سے کھیل رہے ہیں..... اور ہماری حالت پر حیران ہیں..... وہ دیکھو..... عظمتوں کے تاج پہنے..... ارسلان شہید، عمار شہید..... یوسف شہید کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم نے ہر رکاوٹ توڑ ڈالی..... اور تم پابندیوں کا رونا رو رہے ہو..... ہم نے کہاں جا کر شہادت کی لیلیٰ کو دبوچا..... اور تم فانی زندگی بچانے کے لیے..... نظریات بیچ رہے ہو..... اسلام کو چھپا رہے ہو..... آج سے پانچ سال پہلے..... جموں میں ایک لاوارث جنازہ اٹھا تھا..... کمانڈر سجاد شہیدؒ کا حسین جسم..... لاٹھیوں

سے رنگین تھا..... مگر اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی..... جبکہ ہم زندہ ہو کر بھی خوف سے مرے جا رہے ہیں..... وہ دیکھو قندوز سے سلطان شہید مسکرا کر فاتحانہ انداز میں کچھ کہہ رہا ہے..... مولانا اکرم شہید اور ان کے رفقاء بھی..... دجال کی بے بسی پر خوشی سے ہنس رہے ہیں..... وہ جل کر راکھ ہوئے..... آسمان سے آواز آئی کہ وہ زندہ ہیں..... پھر کیا تھا ان شہیدوں کی کشش دیکھو کہ شیخ احمد یٰسین بھی معذور ہونے کے باوجود..... انہیں کی طرف دوڑے..... اور بالآخر انہیں جا پایا..... دیکھو..... عبدالعزیز رنتیسی بھی ان کے پیچھے جا پہنچے..... مگر ہم..... لرز رہے ہیں..... ڈر رہے ہیں..... گھبرا رہے ہیں..... کیوں میرے یارو کیوں؟..... کس کا ڈر ہے..... کرائے کے قاتلوں کا..... یا ان کے آقاؤں کا..... یہ سب مر جائیں گے..... اسلام باقی رہے گا..... یہ سب گل سڑ جائیں گے..... جہاد تا بندہ وسلامت رہے گا۔ ان کی کرسیاں کمزور اور ان کی حکومتیں فانی ہیں..... جہاد کی مخالفت کر کے انہوں نے..... اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے..... اور جو ان کے ڈر سے..... دین بدل دیں گے..... وہ بھی انہی کی طرح ناکام ہو جائیں گے۔ آؤ..... شہادت کے حسین سفر کی طرف..... آؤ شہداء کے معطر قافلے کی طرف..... آؤ حقیقی زندگی کی طرف.....

وہ دیکھو..... چھوٹا سا سیف اللہ شہید..... کہاں جا پہنچا..... اور ہم کہاں کھڑے ہیں..... یہ سب گناہوں کی شامت ہے کہ بزدلی کی چربی ہمیں شیر سے گیدڑ بنا رہی ہے..... آؤ سات دن کے لیے۔ نور کے جزیرے پر چلتے ہیں..... جہاں ذکر اللہ کے سمندر میں غوطے لگائیں گے، لمبے لمبے غوطے..... سب کچھ بھلا کر اپنے رب کی یاد میں ڈوب جائیں گے..... پھر رو رو کر..... بلک بلک کر معافیاں مانگیں گے..... راتوں کو لمبے لمبے سجدے کریں گے..... جب رب راضی ہو کر پوچھے گا..... بندے..... او میرے بندے! کیا مانگتا ہے؟..... اس وقت ہم تڑپ کر..... اسلام اور مسلمانوں کے لیے عظمت..... اور اپنے لیے شہادت مانگ لیں گے.....

☆.....☆.....☆

ہم لوگ جو مجاہدین کہلاتے ہیں..... (اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی مجاہد بنائے) ہمیں جب بھی شکست ہوتی ہے اپنے برے اعمال کے ہاتھوں ہوتی ہے..... سوویت یونین ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکا..... بلکہ..... ٹوٹ پھوٹ کر بکھر گیا..... امریکہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا..... اسے دن میں تارے نظر آ رہے ہیں..... ہندوستان ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا..... اس کی لاکھوں فوج چند ہزار مجاہدین کے سامنے بے بس ہے..... اسرائیل ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا..... وہ دوسروں کے سہارے جی رہا ہے..... ہاں ہمارا جب بھی کچھ بگڑا ہے تو اپنے ہاتھوں سے بگڑا ہے یا اپنوں کے ہاتھوں بگڑا ہے..... اپنوں سے مراد وہ مسلمان حکمران..... اور مخبر ہیں جو غیروں کے لیے کام کر رہے ہیں..... یہاں ان کا تذکرہ مقصود نہیں ہے..... یہاں تو اپنے ہاتھوں کا رونا ہے..... شیطان اور نفس..... مجاہدین کے سب سے خطرناک اور طاقتور دشمن ہیں..... انہوں نے ہمیں اندر سے کمزور اور کھوکھلا کر دیا ہے..... اگر ہمارے دشمن کھل کر گناہ کریں اور ہم چھپ چھپ کر کریں تو فرشتوں کو کیا پڑی ہے کہ ان کے مقابلے میں ہماری نصرت کے لیے اتریں..... اور خود ہمیں کیا حق ہے کہ..... دوسروں کے گلے کاٹتے پھریں..... اسلامی نظام کا نعرہ..... زبان سے لگانا آسان ہے..... لیکن خود کو اس کا عملی نمونہ بنانا بے حد مشکل ہے..... میرے بھائیو! ہمارے لیے معاملہ کافی خطرناک ہے..... ہم نے بھاری ذمہ داری کا پتھر اٹھایا ہے..... اس لیے شیطان ہم پر زیادہ حملہ آور ہوتا ہے..... کیونکہ ہمارے بگاڑ میں..... اس کی کامیابی ہے اور ہماری ناکامی اس ملعون کا مشن ہے۔ اب ہم کیا کریں..... جہاد چھوڑ دیں؟..... ایسا تو سوچنا ہی گناہ ہے..... تو پھر آیئے! ہمت کر کے توبہ کرتے ہیں..... اور اس توبہ کے بعد اپنی زندگی کے رخ کو ایمان، اور تقویٰ کی طرف موڑنے کے لیے..... سات دن کا دورہ تربیت کرتے ہیں..... یہ دورہ تربیت اللہ تعالیٰ کے

انعامات میں سے.....ایک بڑا انعام ہے..... یہ ایک ایسی عمدہ ترتیب ہے جو غفلت کے پردے چاک کر دیتی ہے.....اور انسان کو خود آگاہی کے بعد خدا آگاہی.....یعنی معرفت کے رستے پر ڈال دیتی ہے.....اچھا تو یہ ہے کہ فوراً زندگی کے سات دن فارغ کر کے..... دورہ تربیت کے لیے دوڑ پڑیں.....اور اگر ابھی تک دل مضبوط نہیں ہوا تو کسی ایسے ساتھی سے مل لیں جس نے اس دورے کا مزہ خود چکھا ہو۔

☆.....☆.....☆

حضور اکرم ﷺ نے امت کو کتاب وسنت کا علم سکھایا تو امت نے اس علم کی حفاظت کے لیے خوب محنتیں کیں.....علم کے حلقے قائم ہوئے.....کتابیں اور امالی لکھی گئیں.....مدارس بنائے گئے.....ان مدارس کے لیے نصاب مقرر کیا گیا..... بڑے اور اصلی علوم کی حفاظت کے لیے کئی معاون علوم ترتیب دیئے گئے.....اور معلوم نہیں کیا کچھ کیا گیا.....اور الحمد للہ کیا جا رہا ہے.....اللہ تعالیٰ دینی علوم کا سلسلہ جاری رکھے.....اہل علم کی حفاظت فرمائے.....مراکز علم کو ترقی اور قبولیت نصیب فرمائے.....اور دشمنانِ علم سے علماء.....اور مدارس کی حفاظت فرمائے.....اور ہمیں بھی اپنے خاص فضل سے.....دینی علوم میں سے وافر حصہ عطا فرمائے.....

اَللّٰھُمَّ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً.....

معلوم ہوا کہ کسی بھی مطلوب چیز کے لیے.....شرعی حدود میں رہتے ہوئے کوئی نصاب اور تربیت بنانا.....بدعت نہیں.....بلکہ ضرورت ہے.....اصلاح نفس بھی اسلام کا لازمی تقاضہ ہے.....حضور اکرم ﷺ نے جس طرح.....ایمان اور اسلام کو بیان فرمایا ہے.....اس طرح آپ نے احسان کو بھی بیان فرمایا ہے..... ایمان کی تفصیلات کے لیے علماء کرام نے علم عقائد.....علم کلام جیسے علوم مرتب فرمائے اور اسلام کی تشریح وتفصیل کے لیے.....علم فقہ وجود میں آیا.....بس اس طرح احسان اور تزکیہ کے لیے.....علم سلوک کی بنیاد رکھی گئی ہے.....جہاد.....الحمد

للہ خود ایک بہت بڑا مبارک عمل ہے..... اور اس عمل کے ذریعے آدمی کی بہت جلد اصلاح ہو جاتی ہے..... اور اللہ تعالیٰ مجاہد کو اپنا خاص قرب عطا فرماتے ہیں..... میدان جنگ میں جب معرکہ گرم ہوتا ہے تو مجاہدین کا مقام فرشتوں سے بھی بلند ہونے لگتا ہے..... لیکن جن ایام میں جنگ نہیں ہوتی اور مجاہدین کو دنیا کے عام ماحول کا سامنا ہوتا ہے تو ان ایام میں اپنے ایمان، اعمال اور نظریات کی حفاظت کے لیے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے..... بس اسی ضرورت کے تحت ایک مختصر سا اصلاحی نصاب بنایا گیا ہے جو سات دن میں مکمل ہوتا ہے..... اس نصاب کا نام..... دورہ تربیت رکھا گیا ہے..... یہ نصاب ان معمولات پر مشتمل ہے جن کی ترغیب قرآن وسنت میں دی گئی ہے..... اور ان معمولات میں سے کوئی بھی عمل ایسا نہیں ہے جس کا ثبوت اور تعلق شریعت سے نہ ہو.....

☆.....☆.....☆

دل میں کچھ پریشانی تو ہوتی ہے..... تنگی بھی پیدا ہوتی ہے..... گھٹن، بے چینی اور بے قراری کا احساس بھی ہوتا ہے..... جس اخبار کو اٹھا کر دیکھیں..... وہ خوف اور دہشت پھیلا رہا ہے..... دین کے دشمن خوشی سے پھولے نہیں سما رہے..... اور حکومت کو اکسا رہے ہیں کہ مزید سختی کرے..... دینداروں کو مزید کچلے..... حکومت ان لوگوں کو وفادار سمجھ رہی ہے۔ حالانکہ یہ مفاد پرست ٹولہ کسی کا وفادار نہیں ہے..... اگر خدانخواستہ ہمارے ملک پر کسی یہودی یا بھارتی ہندو کا قبضہ ہو جائے تو یہی لوگ سب سے پہلے اس کی تائید کریں گے..... ان کو بس اپنے پیٹ اور اپنی عیاشی سے غرض ہے..... ان لوگوں نے ملک کی خاطر کسی قربانی کا تصور بھی نہیں کیا..... وہ ملک میں رہتے ہوئے..... غیروں کے ایجنٹ ہیں..... ان کا قبلہ ڈالر اور ان کا نظریہ پونڈ ہیں..... یہ لوگ ایک خاص ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں..... ان کا پہلا ہدف پاکستان کا جہادی طبقہ..... دوسرا ہدف پاکستان کا دینی طبقہ..... تیسرا ہدف

پاکستان کی ایٹمی صلاحیت..... چوتھا ہدف پاکستان کی فوج..... اور پانچواں ہدف خود پاکستان ہے..... چونکہ آج کل سیکولرازم پاکستان کی حکومت کا مرغوب نعرہ ہے اس لیے یہ لوگ اپنی فحاشی اور کھلے پن کی وجہ سے..... بہت مقرب ہیں..... انہیں ہر طرح کی آزادی حاصل ہے اور اب ان کا لہجہ جارحانہ ہوتا جا رہا ہے..... یہ لوگ یورپ، امریکا اور انڈیا کے سفارت خانوں کے ساتھ باقاعدہ رابطے میں ہیں..... غیر ملکی ایجنسیوں کے ایجنٹ صحافیوں کے روپ میں ان کے پاس آتے جاتے ہیں..... ان لوگوں کو معلوم ہے کہ یورپ اور امریکا کے حکمران..... کن باتوں سے خوش اور متاثر ہوتے ہیں..... چنانچہ آج القاعدہ..... طالبان اور جیش محمد ﷺ کا نام ان لوگوں کی کمائی اور ترقی کا ذریعہ ہے..... انہیں لوگوں کی کوششوں سے آج فوج اور کچھ مجاہدین ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہیں..... انہیں لوگوں نے کشمیر کی تحریک کے راز فروخت کیے ہیں..... یہی لوگ مساجد اور مدارس کے فوٹو غیر ملکی سفارت خانوں میں بھیانک تبصروں کے ساتھ پہنچا رہے ہیں..... یہی لوگ صحافت کے ذریعے فحاشی، بددینی اور انڈیا کی محبت کا زہر لوگوں میں منتقل کر رہے ہیں۔

ان لوگوں کی حرکتیں کچھ نئی نہیں ہیں..... تاریخ ایسے میر جعفروں اور میر صادقوں سے بھری پڑی ہے..... یہ لوگ اپنی قوم کے دشمن اور غیروں کے یار ہوتے ہیں..... مگر تھوڑے سے وقتی مفاد کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کر سکتے..... این جی اوز اور صحافت کو سیڑھی بنا کر یہ لوگ حکومت کے کانوں تک پہنچ چکے ہیں..... اور انہوں نے حکومت کو..... پاکستان کے دینی طبقے کے خلاف کھڑا کر دیا ہے..... کیونکہ یہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر تماشا دیکھنا چاہتے ہیں اور ہماری حکومت کی مثال جیل کے ان قیدیوں جیسی ہے..... جو جیل حکام کی خوشنودی اور چاپلوسی کے لیے اپنے دوسرے قیدی بھائیوں کو مارتے ہیں..... پیٹتے ہیں اور ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتے ہیں..... مگر ایک دن اچانک انہیں بتایا جاتا ہے کہ..... کل تمہاری پھانسی کا

دن ہے.....اس لیے تیاری کرلو.....تب کال کوٹھڑی میں آخری رات وہ بہت کچھ سوچتے ہیں..... بہت سا روتے ہیں.....جیل کے سنتری کے سامنے اپنی وفاداری کے قصے دہراتے ہیں.....مگر ہر کوئی مجبوری کا عذر کرتا ہے.....اور اگلے دن انہیں پھانسی پر لٹکا دیا جاتا ہے۔آج ہماری حکومت کے ذریعے.....مجاہدین کو مارا جارہا ہے۔دینی طبقے کو ستایا جارہا ہے.....دینی جماعتوں کو پامال کیا جارہا ہے.....اور جب یہ کام پورا ہو جائے گا.....تو پھر خود ان کا نمبر آئے گا.....انہیں ان کے پرانے جرائم یاد دلائے جائیں گے.....تم مسلمان ہو.....تمہاری فوج نے ماضی میں اسرائیل کو دھمکی دی تھی.....تم لوگوں نے روس کے خلاف مجاہدین کا ساتھ دیا تھا.....کارگل کی جنگ تم نے برپا کی تھی.....دنیا میں اسلامی ممالک کو ہمارے خلاف تم نے متحد کرنے کی کوشش کی تھی.....تم نے ہمیشہ بنیاد پرستی کو بڑھاوا دیا.....تم ماضی میں اسامہ بن لادن کے میزبان تھے.....تم نے کشمیر میں شورش برپا کی.....تم نے مشرقی پنجاب کے حریت پسندوں کا ساتھ دیا.....تم خود جہاد اور دہشت گردی کے درمیان فرق پر تقریریں کرتے تھے.....اور چھوڑو، تمہارا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ ہمارا محبوب بیٹا اسرائیل تم سے خوف محسوس کرتا ہے.....تب صفائیاں دینے سے بھی کام نہیں چلے گا اور اپنی روشن خیالی کے گیت سنانے سے بھی کسی کے دل میں ہمدردی پیدا نہیں ہوگی.....کتابوں میں لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب انگریزوں نے مسلمانوں سے انتقام لینا شروع کیا تو اس کی زد میں مرزا غالب بھی آگئے.....حکومت نے ان کا وظیفہ بھی بند کر دیا.....مرزا غالب نے حکومت کو درد بھرا خط لکھا جس میں یہ جملہ بھی تھا.....اگر میں نے کسی دن ایک نماز پڑھی ہو تو کافر اور اگر ایک دن شراب نہ پی ہو تو گناہ گار ہوں.....مگر انگریز کو اتنی صفائی پر بھی ترس نہ آیا..... کیونکہ مرزا جی مسلمان کہلاتے تھے.....خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کے گرد گھیرا تنگ کیا جارہا ہے اور مجاہدین کو خوب ستایا جارہا

ہے جس سے دل میں غم، غصہ اور گھٹن کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے۔ مشرکین مکہ کے خوفناک..... اور شرمناک مظالم اور ان کی بیہودہ باتوں سے حضور اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچتی تھی تب آسمانوں کے اوپر سے یہ صدا آئی۔

"وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ o فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ o وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ o

اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے پس آپ اپنے رب کی تسبیح کہتے اور خوبیاں بیان کرتے رہیں اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں، یہاں تک کہ موت آجائے۔

الحجر (۹۷ تا ۹۹)

حضرت علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں۔

یعنی اگر ان کی ہٹ دھرمی سے دل تنگ ہو تو آپ ان کی طرف سے توجہ ہٹا کر ہمہ تن اللہ کی تسبیح و تمجید میں مشغول رہیں۔ اللہ کا ذکر، نماز، سجدہ، عبادت الٰہی وہ چیزیں ہیں جن کی تاثیر سے قلب مطمئن و منشرح رہتا ہے اور فکر و غم دور ہوتے ہیں اسی لیے نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ جب کوئی مہم یا فکر کی بات پیش آتی آپ نماز کی طرف جھپٹتے.....

(تفسیر عثمانی ص ۳۵۴)

ان مشکل حالات میں..... دورہ تربیت کی طرف متوجہ ہونا اپنے نظریات چھوڑنے کا نہیں..... اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے..... پس اے زخمی دل ساتھیو! آؤ..... کچھ دن اللہ اللہ کر کے..... توبہ کر لیں..... اپنے گناہ بخشوا لیں..... مالک کے ساتھ معاملہ درست کر لیں..... اپنے دلوں کی تنگی اور پریشانی پر مرہم رکھ لیں..... تب انشاء اللہ نصرت اترے گی اور حالات بدلیں گے۔

☆.....☆.....☆

وہ بہت اونچے آدمی تھے..... اللہ تعالیٰ نے انہیں اونچا علم اور اونچا مقام دیا تھا..... انہوں نے بہت اونچی زندگی گزاری..... ان کی زندگی سعادت ہی سعادت تھی..... اور موت ان کے لیے شہادت بن گئی..... وہ مسند تدریس پر..... ماہر مدرس تھے..... صدر المدرسین اور شیخ الحدیث تھے..... طلباء ان کے سامنے کتاب کھول کر بیٹھنے کو سعادت سمجھتے تھے..... وہ منبر پر..... دلوں کو مٹھی میں لینے والے..... اور نظریات کی تعمیر کرنے والے خطیب تھے..... وہ میدان جنگ کے نامور سپاہی..... اور بہادر کمانڈر تھے..... وہ یاروں کے یار..... اور دوستوں کے دلنواز تھے..... ان کی زندگی..... زندگی سے بھرپور تھی..... اور ان کی ادائیں قاتل تھیں..... وہ حق بولتے تھے تو کالے اور سفید محلات لرز اٹھتے تھے..... وہ فتویٰ دیتے تھے تو لوگوں کو امام شافعیؒ یاد آجاتے تھے..... وہ حق کی ہر آواز کے ساتھ تھے..... انہیں ملا محمد عمر مدظلہ جیسے..... مجدد جہاد کا احترام نصیب تھا..... اور زمانے کے نامور لوگ ان کے جوتے سیدھے کرنے کو فخر سمجھتے تھے..... وہ اپنوں کے لیے..... مہکتا پھول، بہتا دریا..... برستا بادل اور ہمت کا مینار تھے..... تو دشمنوں کے دلوں میں پیوست خار تھے..... انہیں بارہا ڈرایا گیا..... مگر وہ نہیں ڈرے..... انہیں باز رہنے کے لیے کہا گیا مگر وہ..... جہادی عشق بازی سے باز نہ آئے..... انہیں مصلحت بینوں نے بہت سمجھایا مگر وہ زندگی کے آخری لمحات تک..... یہودیوں کو للکارتے رہے..... حالانکہ وہ جانتے تھے کہ جہاں ہم رہتے ہیں..... وہاں آج کل یہودیوں کو مکمل تحفظ حاصل ہے..... ان کے ایجنٹ ہر طرف دندناتے پھرتے ہیں..... اور ان کے ادارے یہاں کے سفید و سیاہ کے مالک ہیں..... مگر جو رب کو پہچانتا ہو..... وہ یہودیوں سے نہیں ڈرتا..... دو دن پہلے انہوں نے یہودیوں کے خلاف تقریر کی..... میں یہ تقریر سن چکا ہوں..... یہ تقریر نہیں ایک تاریخی خطبہ ہے..... جو صدیوں تک سنا جائے گا..... اور مستقبل پر اثر انداز ہوگا.....

۳۰ مئی ۲۰۰۴ء اتوار کے دن صبح سویرے وہ اپنے گھر سے نکلے..... آقا مدنی ﷺ کی حدیث شریف کا سبق پڑھانے..... راستے میں گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی..... انہوں نے اپنے اونچے مقام کے مطابق..... سینے پر گولیاں کھائیں..... اور ہمیں تنہا چھوڑ کر اونچے سفر پر چلے گئے..... میں ان کے جنازے میں شریک ہونا چاہتا تھا..... مگر نہ ہو سکا..... انہیں اس کی ضرورت نہیں تھی.....

حجاج بن یوسف کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ برا حال ہے..... ماریں پڑ رہی ہیں..... عذاب ہی عذاب ہے..... پوچھنے والے نے حال پوچھا تو کہنے لگا..... میں نے جتنے لوگوں کو بے گناہ قتل کیا ان کے سب کے بدلے مجھے قتل کیا گیا..... مگر سعید بن مسیّبؒ کے بدلے مجھے ستر بار قتل کیا گیا..... سعید بن مسیّب، حدیث شریف کے امام اور اپنے زمانے میں اہل حق کے رہبر تھے..... وہ بہت بڑے مجاہد بھی تھے..... اسلاف میں سے کون ہے جو مجاہد نہیں تھا؟..... صحابہ کرامؓ میں سے کون ہے جو مجاہد نہیں تھے؟ جہاد کو جرم کہنے والو..... کچھ شرم کرو..... کچھ غیرت کرو..... جن کی خوشنودی کی خاطر تم یہ سب کچھ کر رہے ہو..... وہ نہ دنیا کے مالک ہیں نہ آخرت کے..... کچھ عرصہ پہلے..... حدیث شریف کے امام..... اور اہل حق کے رہبر..... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی..... نور اللہ مرقدہ..... کو شہید کر دیا گیا..... اور اب..... حدیث شریف کے امام..... اہل حق کے رہبر..... اور مجاہدین کے سرپرست..... حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی..... نور اللہ مرقدہ..... کی محبوب و بلند شخصیت کو نشانہ بنایا گیا..... کاش حجاج بن یوسف کے انجام کو یاد رکھا جاتا تو زمین پر اتنے بڑے گناہ نہ ہوتے..... قتل و غارت کے لیے ایک لمبی فہرست تیار ہے..... آگے معلوم نہیں کس کس کا نمبر لگتا ہے۔ مگر یہ خوف کا نہیں حوصلے کا مقام ہے..... میں انڈیا کی جیل میں تھا۔ وہاں میں نے ایک عجیب خواب دیکھا تھا..... مجھے خواب بہت کم آتے ہیں..... سچے اور اچھے خواب نبوت کا

چھیالیسواں حصہ ہیں..... حضور پاک ﷺ کی نبوت کا کل عرصہ ۲۳ سال ہے..... ۲۳ سال میں چھیالیس..... ششماہیاں (چھ چھ مہینے) ہوتی ہیں..... پہلے چھ مہینے آپ کو خواب آتے تھے..... یوں خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں..... اور حدیث شریف میں سچے خواب کو ''مبشرات'' کا نام دیا گیا ہے..... مجھ جیسے کم عمل کو خواب کم آتے ہیں..... اور کبھی کبھار آتے ہیں..... میں نے خواب میں دیکھا کہ..... جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن..... کے شمالی کونے میں حضرت بنوریؒ کی مرقد پر ہوں..... وہاں چند اور قبریں بھی ہیں..... ایک قبر سے سیڑھیوں کے ذریعے اندر کی طرف راستہ جا رہا تھا..... میں سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا..... وہاں دیکھا تو عالیشان بڑے بڑے کمرے ہیں..... ایسے جدید اور خوبصورت کمرے سعودی عرب کی کوٹھیوں میں دیکھے تھے..... ان کمروں میں قالینیں بچھی ہوئی ہیں اور ہر کمرے میں محراب بھی ہے اور ائر کنڈیشنر چل رہے ہیں..... میرے حضرت مفتی ولی حسن صاحب نور اللہ مرقدہ ایک ہال نما کمرے میں خاموش بیٹھے ہیں..... کچھ اور حضرات بھی اپنے اپنے کمروں میں تشریف فرما ہیں..... حضرت مفتی نظام الدین صاحب..... نور اللہ مرقدہٗ بھی ایک جگہ بیٹھے ہیں..... طلباء ان کے لیے کھانے پینے کی اشیاء لا رہے ہیں..... میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا..... میں نے عرض کیا اتنی بڑی اور ٹھنڈی قبر کس عمل کی بدولت ملتی ہے، فرمانے لگے..... آدمی میں عُجبُ نہ ہو تو اسے وسیع قبر ملتی ہے..... اس وقت حضرت بقید حیات تھے..... رہائی کے بعد ان سے خوب ملاقاتیں اور قربتیں رہیں..... اور انہوں نے بھرپور سرپرستی فرمائی..... ان سے ہر ملاقات کے دوران یہ خواب مجھے یاد رہتا تھا..... آج وہ..... کھلی اور ٹھنڈی قبر میں چلے گئے..... ان کی گردن جھکی نہیں، کٹ گئی..... میری تمنا تھی کہ میں یہ کتاب ان کی خدمت میں بھجواؤں گا..... اور حسب سابق دعائیں لوٹوں گا..... مگر وہ تشریف لے گئے..... دشمنان دین نے بظاہر بڑی کامیابی حاصل

کر لی ہے..... مگر..... اندھوں کو کیا پتہ کہ آگے کیا کچھ ہونے والا ہے؟..... جس اسلام اور جہاد کو چودہ سو سال کے فتنے ختم نہ کر سکے..... اس اسلام اور جہاد کا اس زمانے کے..... ڈرپوک چوہے بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے..... مرنا ہر کسی نے ہے مگر قسمت اپنی اپنی ہے..... ہر آدمی صرف ایک بار اپنے گریبان میں..... اور دوسری بار اپنی قبر میں جھانک کر دیکھے..... اور پھر فیصلہ کرے کہ اسے کس راستے کو اختیار کرنا چاہیے..... اور کس طرح کی موت کے لیے کوشش کرنی چاہیے..... دورہ تربیت کو اللہ تعالیٰ عام فرمائے، یہ دورہ انشاء اللہ..... حضرت لدھیانوی شہیدؒ..... اور حضرت شامزی شہیدؒ کے مشن کو..... زندہ رکھے گا..... تابندہ رکھے گا..... جہاد اور ذکر کا جوڑ..... فلاح لاتا ہے..... اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا ..... وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ..... جب جہاد میں کسی سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو..... اور خوب اللہ کا ذکر کرو تا کہ کامیابی پاؤ..... جہاد..... ثابت قدمی..... کثرت ذکر..... اور سات دن نور کے جزیرے پر.....

کچی مسجد کی دیواریں..... اللہ اللہ کے ذکر سے جھوم رہی ہیں..... اور بہت سارے پکے محلات لرز رہے ہیں..... کانپ رہے ہیں.....

☆.....☆.....☆

اپنی اور اپنے رفقاء کی اصلاح..... اور روحانی آسودگی کے لیے..... کوئی اصلاحی نصاب مقرر کرنے کی تجویز کافی عرصہ سے زیر غور تھی..... اس سلسلے میں دورۂ نور کے نام سے ایک ترتیب شروع کی گئی..... جو الحمد للہ مفید اور موثر رہی لیکن بندہ کی نظر بندی سے اس کا نظام درہم برہم ہو گیا..... رہائی کے بعد بندہ نے دوبارہ اس سلسلے میں کام شروع کیا اور طویل فکر و مشاورت کے بعد..... دورہ اساسیہ کا آغاز کیا..... دورہ اساسیہ ۳۰ دن میں مکمل ہوتا ہے..... اور اس میں دینی اور علمی تربیت کا خاطر خواہ انتظام ہے..... الحمد للہ..... اب تک ہزاروں افراد اس دورے سے فیض

یاب ہو چکے ہیں..... اور اس وقت بھی یہ دورہ..... پورے ملک میں پانچ مقامات پر جاری ہے..... اور اب اسے مزید منظّم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے..... اس دورے میں..... تین کتابیں..... تعلیم الاسلام، تاریخ اسلام اور تعلیم الجہاد..... مکمل پڑھائی جاتی ہیں..... نیز..... نماز، اذان، نماز جنازہ اور وضو، طہارت کی اصلاح کرائی جاتی ہے..... اور اسلام کے محکم فریضے جہاد فی سبیل اللہ کے متعلق کچھ احادیث زبانی یاد کرائی جاتی ہیں۔ 'دورہ اساسیہ' شروع ہونے کے باوجود..... خالص اصلاحی اور روحانی دورے کی کمی شدت سے محسوس کی جا رہی تھی..... اس دربدری کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت بھی اپنے فضل و کرم سے عطا فرما دی..... اور ذہن میں ایک ایسی ترتیب آ گئی جو اصلاح کے تقریباً ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہے..... بندہ نے یہ ترتیب چار صفحات پر لکھ دی اور جماعت کے ذمہ دار ساتھیوں سے اس کے بارے میں مشاورت کی..... الحمد للہ..... تمام رفقاء نے خوشی کا اظہار کیا اور اسے جلد نافذ کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا..... اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر پہلے دورہ تربیت کا اعلان کر دیا گیا..... اس دورے میں نوے کے قریب ساتھیوں نے شرکت کی..... تین ساتھی دورے کے نگران تھے..... اور یہ دورہ بہاولپور میں ہمارے مرکز..... جامع مسجد عثمانؓ و علیؓ..... میں منعقد ہوا..... دورے کے دوران ہی ساتھیوں نے..... اس دورے کی افادیت کے بارے میں عجیب و غریب احوال بھیجے جنہیں پڑھ کر خوشی ہوئی..... الحمد للہ ان ساتھیوں نے خوب خوب فائدہ اٹھایا..... اور اپنے زخمی دلوں پر مرہم محسوس کیا..... اس کے بعد سے اب تک چار بار یہ دورہ ہو چکا ہے اور اب چند دن بعد پانچویں مرتبہ..... اس کا انعقاد ہو رہا ہے..... دورے میں شرکت کرنے والے ہر ساتھی نے اسے بے حد مفید اور ضروری قرار دیا..... کئی ساتھیوں کو..... الحمد اللہ..... سچی توبہ نصیب ہوئی..... اور کئی رفقاء کو اللہ تعالیٰ نے مبشرات سے نوازا..... اس پوری صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے اس

بات کا ارادہ کیا گیا ہے کہ اب اس دورے کو آہستہ آہستہ عام کیا جائے..... تا کہ ہر مسلمان اس سے فائدہ اٹھا سکے..... اور اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکے.....

جبکہ اب تک یہ دورہ جماعت کے مخصوص احباب کے ساتھ خاص تھا..... اس مبارک نصاب کو عام کرنے کے لیے ضروری تھا کہ اس کا پورا تعارف شریعت کی روشنی میں سامنے آجائے..... چنانچہ اسی مقصد کے تحت زیر نظر کتاب..... مرتب کی گئی ہے۔ بنیادی طور پر اس کتاب میں دورہ تربیت کے دوران ہر روز کیے جانے والے چالیس اعمال کے فضائل کا بیان ہے..... جبکہ اسی دورے کی مناسبت سے تین دیگر مضامین بھی کتاب کی ابتداء میں شامل کیے گئے ہیں..... اللہ کرے یہ کتاب جلد قارئین کرام کے ہاتھوں تک پہنچے اور اس کتاب کا نفع مسلمانوں میں عام ہو..... اور ہر مسلمان اپنی اصلاح کی طرف..... اور اسلام کے اصلی نظریہ جہاد کی طرف متوجہ ہو.....

- اللہ کرے میں خود..... اور تمام مجاہدین ایسے بن جائیں کہ فطرت کو ہم پر پیار آئے..... اور قدرت ہم پر فیاضی کرے..... ہم بخشے جائیں..... اور کامیاب ہوں.....
- اللہ کرے مسلمانوں میں دورہ تربیت عام ہو..... ہر کوئی فرائض کا پابند..... حرام سے بچنے والا اور خوب خوب ذکر کرنے والا بنے..... ہر مسجد آباد ہو..... اور گناہ کا ہر اڈہ ویران ہو.....
- اللہ کرے..... امت مسلمہ پر رب تعالیٰ کی نصرت، مغفرت اور رحمت نازل ہو..... اس کے دکھ درد دور ہوں..... اور اسے دوبارہ غلبہ، عظمت اور امارت وقیادت نصیب ہو.....
- اللہ کرے..... مسلمانوں کو ایسا حکمران نصیب ہو..... جو قرآن پاک کو سمجھتا ہو..... قرآن پاک کو مانتا ہو..... قرآن پاک پر عمل کرتا ہو..... جس کے دل میں اپنوں کا درد ہو اور جسے اسلام سے عشق اور پیار ہو.....

- اللہ کرے..... شہداء کرام کی شہادت قبول ہو جائے..... زخمی شفاء پا جائیں..... جہاد کے راستے میں قید ہو جانے والے رہائی پا جائیں..... اسلامی تحریکیں کامیاب انجام سے ہمکنار ہو جائیں..... دنیا میں دین کا بول بالا ہو جائے..... زمین پر اسلام نافذ ہو جائے..... عراق، افغانستان فلسطین، کشمیر اور انڈیا آزاد ہو جائیں..... برما، فلپائن، تھائی لینڈ، چیچنیا، بوسنیا، قبرص، اریٹیریا، افریقہ، سنکیانگ کے مسلمانوں کو امن، چین..... اور انصاف ملے..... حجاز مقدس محفوظ رہے..... بابری مسجد دوبارہ تعمیر ہو جائے..... اور مسجد اقصیٰ کے گرد زمین کی برکتیں واپس لوٹ آئیں.....
- اللہ کرے..... میں سچا اور کامیاب مسلمان بن جاؤں..... دنیا میں دین کے ساتھ جڑا رہوں..... حق کے ساتھ چمٹا رہوں..... مقبول نیکیاں کر سکوں..... گناہوں سے بچ سکوں..... شہادت کی موت نصیب ہو..... اور رب کا پیار اور اس کا دیدار مقدر ہو..... میرے والدین..... بہن بھائی..... بیوی بچے..... جملہ عزیز و اقارب..... جملہ رفقاء و احباب..... سب سچے اور کامیاب مسلمان بن جائیں..... انہیں رب کی رحمت، نصرت اور مغفرت نصیب ہو..... اور انہیں وہ زندگی ملے..... جس سے رب راضی ہو..... اور انہیں وہ موت ملے..... جو راحت و کامیابی والی ہو..... یہی دعا..... دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے ہے۔

اللہ کرے..... میرے نانا جی جناب الحاج محمد حسن چغتائیؒ..... میرے دادا جی جناب الحاج اللہ دتہ عطاءؒ میری دادی اماں محترمہ..... میرے مرحوم چچا..... نجیب اللہؒ..... حبیب اللہؒ، کلیم اللہؒ..... اور تمام مرحوم رشتے داروں کی بخشش ہو جائے..... ان کی قبریں جنت کا باغ بن جائیں..... ان کے درجات بلند ہو جائیں..... اور میرے خاندان کے زندہ افراد..... تمام کے تمام..... پکے سچے مؤمن، مجاہد اور

دیندار بن جائیں..... یہی دعا..... تمام امت مسلمہ کے لیے بھی ہے.....

اللہ کرے..... میرے شیخ و مرشد حضرت مفتی ولی حسن صاحبؒ..... حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ..... حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی صاحبؒ..... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ..... حضرت مولانا قاری عرفان صاحبؒ..... حضرت مولانا بدیع الزمان صاحبؒ..... حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع شہید..... حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ..... حضرت مولانا قاری عبدالحق صاحبؒ..... حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ..... حضرت مولانا محمد ولی صاحبؒ..... حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ..... وغیرہم..... اور میرے رفیق شہداء..... کمانڈر عبدالرشیدؒ سے لے کر..... وقاصؒ تک..... سب کے درجے بلند ہوں..... سب کی قبریں روشن ہوں..... اور سب کے صدقات قیامت تک جاری رہیں۔

- اللہ کرے..... وہ تمام لوگ..... دنیا و آخرت میں خوب خوب کامیاب ہوں..... اونچی سے اونچی نعمتیں حاصل کریں..... اور حیات طیبہ پائیں..... جنہوں نے مجھ حقیر و فقیر پر کوئی احسان کیا..... کوئی بھلائی کی..... کوئی دعا دی..... کوئی خیر خواہی کی..... اور کسی درجے میں محبت کی..... میں کسی کو کوئی بدلہ کہاں دے سکتا ہوں؟ میرا رب اپنی شایان شان ان کو بدلہ عطاء فرمائے۔
- اللہ کرے..... میرے محسن اساتذہ کرام اور مشائخ..... صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر پائیں..... ان کی شش جہات سے حفاظت ہو..... ان کے درجے ہر آن بلندی پائیں..... اور ان کے فیوض جاری و ساری رہیں.....
- اللہ کرے..... یہ کتاب..... اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جائے..... اور اللہ تعالیٰ خاص اپنے فضل سے اس کے روسیاہ مؤلف کی خطاؤں، لغزشوں اور

گناہوں کو بخش دے.....اور اس کتاب کو مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے ہونے والی مقبول محنتوں کا.....حصہ بنائے.....دل چاہتا ہے.....اور بہت کچھ مانگوں اور بس اپنے جواد و فیاض رب سے مانگتا ہی چلا جاؤں.....

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ.....

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

محمد مسعود ازہر

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ یوم الاربعاء

بمطابق ۱۶ جون ۲۰۰۴ء

www.rangonoor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دورہ تربیت کے طریقے

جو خوش نصیب حضرات اس بابرکت دورے کا فائدہ اٹھانا چاہیں تو درج ذیل طریقوں سے..... یہ نعمت عظمیٰ حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱) ہماری جماعت کے مراکز یا ضلعی منتظمین سے رابطہ فرمائیں وہ آپ کو جماعت کی طرف سے منعقدہ دوروں کی تفصیل، بتادیں گے اور سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ آپ ''جماعت'' کے زیر انتظام دورے میں شرکت کریں اس میں انشاء اللہ زیادہ فائدہ ہوگا..... الحمدللہ اب تک سینکڑوں افراد ان دوروں کی برکات حاصل کر چکے ہیں پہلے ہم نے یہ دورہ اپنے اراکین اور کارکنوں کے ساتھ خاص رکھا ہوا تھا مگر اب ہر مسلمان اس دورے میں شرکت کر سکتا ہے۔

(۲) اگر کسی وجہ سے آپ جماعت کے زیر انتظام دورے میں شریک نہیں ہو سکتے تو چند ساتھی مل کر جن میں ایک فرد عالم یا کم از کم دین کا موٹا موٹا علم رکھنے والا ہو..... اس کتاب میں بیان کردہ طریقے کے مطابق کسی مسجد میں سات دن کا دورہ کر لیں..... تاکہ نفس کی اصلاح ہو اور زندگی کا رخ گناہوں اور غفلتوں سے مڑ کر..... حسنات اور برکات کی طرف ہو جائے۔

(۳) اگر کسی کو یہ سہولت بھی میسر نہ ہو تو اسے چاہئے کہ پوری کتاب اچھی طرح پڑھ کر اور سمجھ کر سات دن کسی مسجد میں قیام و اعتکاف کے ساتھ یہ تمام

معمولات ادا کرے انشاء اللہ فائدہ ہوگا البتہ اگر اسم اعظم اللہ کے ذکر سے گرمی، خشکی یا کوئی اور عجیب حالت پیدا ہو تو کثرت سے درود شریف پڑھے انشاء اللہ اعتدال پیدا ہو جائے گا۔

(۴) اگر کسی نے خود کو دنیا کے کاموں میں اتنا مشغول کر لیا ہے کہ سات دن نکالنا مشکل ہوتے ہیں تو تین دن کیلئے خود کو ان اعمال کا پابند بنائے انشاء اللہ پھر آخرت کے اعمال کیلئے وقت نکالنا آسان ہو جائے گا۔

(۵) اگر کوئی صاحب دورہ کے لئے وقت فارغ نہیں کر سکتے تو انہیں چاہئے کہ کتاب کا مطالعہ کر لیں اور بار بار اسے پڑھتے رہیں اور اس میں مذکورہ اعمال میں سے جس قدر پر ممکن ہو عمل کرتے رہیں خصوصاً اصلاح نفس والے اعمال کرتے رہیں تب انشاء اللہ آگے چل کر طبیعت دین اور اعمال کی طرف مائل ہو جائے گی۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ.....
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

www.rangoli.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مسلمان ماؤں بہنوں.....اور بیٹیوں کے نام

آپ بھی دورہ تربیت کرسکتی ہیں.....نور کے جزیرے کا سفر آپ کی زندگی کا رخ بھی..... اللہ تعالیٰ کی طرف..... صراط مستقیم کی طرف..... ہدایت کی طرف.....سکون کی طرف.....اور بلندیوں کی طرف موڑ سکتا ہے..... بلکہ اگر آپ چاہیں تو مردوں سے زیادہ.....دورہ تربیت کا فائدہ اٹھا سکتی ہیں..... کیونکہ آپ کے پاس مردوں سے زیادہ.....حیاء کی صفت ہے.....آپ کے دل زیادہ نرم ہیں.....اور آپ کیلئے رونا آسان ہے.....کاش یہ رونا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خشیت سے.....اور اس کی رضا کیلئے ہو.....آپ کو اسلام نے جو تحفظ اور مقام دیا ہے اس کی بدولت آپ ان بے شمار فتنوں سے بچی رہتی ہیں.....جن سے مردوں کا اکثر سامنا رہتا ہے.....

آپ کیلئے دورہ تربیت کی ترتیب یہ ہے:

(۱) سب سے پہلے اس کتاب کو اوّل تا آخر پڑھ لیں.....یا کسی سے پڑھوا کر سن لیں.....

(۲) اپنے گھر والوں اور دیگر اہل حقوق سے اجازت لے کر سات دن فارغ کریں اور ان سات دنوں میں یہ تمام معمولات پابندی سے کریں..... جو.....دورہ تربیت میں شامل ہیں.....سات دن کے بعد کچھ صدقہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیں.....اور ان چالیس معمولات میں سے بعض کو اپنی زندگی کا مستقل حصہ بنالیں..... ہر سال ایک مرتبہ سات دن کیلئے اس دورے کا اہتمام کرتی رہیں.....آپ کیلئے ضروری ہے کہ آپ ذکر آہستہ آواز ہی سے کریں۔

www.rangoaor.com

(۳) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک گھر کی چند خواتین مل کر سات دن کا یہ دورہ تربیت کریں..... اگر کوئی صاحبہ علم خاتون ان کی نگرانی کریں اور بیانات وغیرہ وہ کرلیا کریں تو اس کا بے حد فائدہ ہوگا۔

اس طرح آس پاس کے گھروں کی خواتین بھی مل کر یہ دورہ کرسکتی ہیں..... البتہ اس کیلئے لمبے سفر نہ کریں اور نہ ہی گھر سے زیادہ باہر نکلنا ہو اور نہ ہی پردے میں کوئی فرق پڑے۔

(۴) تیسرا طریقہ ان خواتین کیلئے ہے جو گھریلو مصروفیات، بچوں کی دیکھ بھال یا بیماری کی وجہ سے پورا دورہ تربیت نہیں کرسکتیں ان کیلئے مناسب ہے کہ وہ اس کتاب کو پڑھ کر یا سن کر اپنے حالات اور اوقات کے مطابق کچھ معمولات کو منتخب کرلیں..... اور پھر پابندی کے ساتھ ان کا اہتمام کریں..... خصوصاً تہجد کے معاملے میں خواتین کی سستی اور غفلت حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے خصوصاً جوانی کی عمر جو اصل عبادت کی عمر ہوتی ہے اس میں خواتین تہجد کا اہتمام نہیں کرتیں بلکہ نعوذ باللہ فرض نمازوں میں بھی سستی اور تکاسل سے کام لیتی ہیں..... اس لئے تہجد، استغفار، تلاوت اور تسبیحات کا خاص طور سے اہتمام کریں..... اور تسبیحات اور ذکر کا تو ان دنوں میں بھی ناغہ نہ کریں جن دنوں وہ نماز نہیں پڑھ سکتیں.....

(۵) چوتھا طریقہ یہ ہے کہ اپنے گھروں میں اس کتاب کی تعلیم کا خاص اہتمام کریں..... بار بار پڑھنے اور سننے سے خود ہی اعمال کی طرف رغبت پیدا ہوجائے گی ورنہ کم از کم اپنی غفلتوں پر ندامت تو رہے گی اور کسی نہ کسی دن یہ ندامت..... انشاء اللہ۔ عمل کے میدان میں لے آئے گی.....

اللہ تبارک وتعالیٰ دورہ تربیت کو..... اور اس کتاب کو ہماری مسلمان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کیلئے بھی..... مفید بنائے اور انہیں اپنی محبت، معرفت اور ہدایت کے راستوں پر چلائے..... آمین یارب العالمین.....

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دورہ تربیت.....نظام الاوقات

- بیداری.....صبح صادق سے سوا دو گھنٹے پہلے
- تہجد.....آدھا گھنٹہ
- مراقبات.....آدھا گھنٹہ
- تلاوت.....ایک گھنٹہ
- دو رکعت سنت فجر.....اس کے بعد چالیس مرتبہ یہ دعاء

یَاحَیُّ یَا قَیُّوۡمُ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اَنۡتَ بِرَحۡمَتِکَ اَسۡتَغِیۡثُ

- پھر اپنے لئے، امت مسلمہ کیلئے، والدین واہل وعیال کیلئے، اپنی جماعت کیلئے، دورہ تربیت کی کامیابی اور عنداللہ مقبولیت کیلئے.....دعائیں کریں۔
- نماز فجر باجماعت.....تکبیر اولیٰ کے ساتھ
- نماز فجر کے بعد مسنون اذکار اور سورۂ یٰسین، منزل، اوراد فتحیہ.....
- ایک ہزار بار سبحان اللہ وبحمدہ
- نوافلِ اشراق ودعاء
- مذاکرہ.....(نماز، تلاوت وغیرہ کی تصحیح وتعلیم کا)
- انفرادی تقاضے.....ناشتہ
- جمع.....ناشتہ کے بعد

www.rangonoor.com

o بیان.....تجدید ایمان، تجدید توبہ اور تجدید عہد کے موضوع پر.....

o **افضل الذکر لا الہ الا اللّٰہ** .....بارہ سو مرتبہ.....بین الجہر والسّر یعنی نہ تو بہت زیادہ بلند اور نہ ہی بالکل پست بلکہ درمیانہ آواز کے ساتھ..... ہر ایک سو کے بعد کلمہ مکمل کریں اور درود شریف پڑھیں اور ہر بار ''الا اللہ'' کی ضرب کے ساتھ یہ تصور کریں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا نور دل میں اتر رہا ہے.....

o جائزہ

o کھانا

o قیلولہ

o نماز ظہر باجماعت.....تکبیر اولیٰ کے ساتھ۔

o اسم اعظم.....اللہ.....کا ذکر پندرہ ہزار بار اوّل آخر سات سات بار درود شریف

o **یَاخَبِیْرُ یَاالْاٰخِرُ** ایک ہزار بار.....آخر میں اپنی اصلاح کی دعاء

o نماز عصر باجماعت.....تکبیر اولیٰ کے ساتھ

o پہلا کلمہ، درود شریف، استغفار اور تیسرا کلمہ.....سو سو بار.....

o **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی**..... ایک سو بار

o ورزش.....چہل قدمی

o نماز مغرب باجماعت.....تکبیر اولیٰ کے ساتھ

o نوافل اوّابین.....۲۰ رکعت

o کھانا

o نماز عشاء باجماعت.....تکبیر اولیٰ کے ساتھ

o فضائل جہاد.....اور زاد مجاہد کی تعلیم

www.rangoonpur.com

o محاسبہ

o مراقبہ موت

o آرام

دورہ تربیت کے دس التزامات

(۱) بلا ضرورت گفتگو سخت منع ہے (۲) کسی اور کے عیب نہ دیکھیں (۳) نمازوں کے بعد (جب وقت ملے) صلوٰۃ توبہ پڑھ کر اپنے گناہوں کو یاد کر کے خوب آہ وبکاء کے ساتھ استغفار کریں (۴) نماز کا تکبیر اولیٰ کے ساتھ اہتمام کریں (۵) کھانا کم کھائیں (۶) نظر کی بے حد حفاظت کریں (۷) عصر کے بعد جو وقت بچے اس میں ورزش یا کم از کم چہل قدمی کریں (۸) زیادہ وقت باوضو رہنے کی کوشش کریں یعنی طہارت کا اہتمام کریں (۹) فرض نمازوں کے بعد امت مسلمہ کیلئے رحمت کی دعائیں مانگیں اور اپنے لئے دین کی مقبول خدمت کی دعاء مانگیں (۱۰) اپنے اعمال کو کمتر اور خود کو حقیر سمجھیں (یعنی تکبر اور خود نمائی سے خوب خوب بچیں) اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اسکی توفیق سے یہ اعمال ہو رہے ہیں.....

ملاحظات

ملاحظہ (۱)..... مذکورہ بالا نظام الاوقات عام دنوں کیلئے ہے اگر نفل روزہ کی ترتیب ہو تو پھر اس کے مطابق نظام الاوقات بنالیں۔

ملاحظہ (۲)..... کوئی بھی اجتماعی کام بغیر امیر اور ذمہ دار کے ادا نہیں ہو سکتا ہے اس لئے دورہ تربیت میں بھی ایک ساتھی نگران ہوتا ہے اور دو ساتھی اس کے ساتھ معاون ہوتے ہیں۔ یہ تینوں ساتھی دورے کو منظّم رکھتے ہیں اور ساتھیوں کو اعمال میں جوڑتے ہیں۔ ان کے جملہ امور کی نگرانی کرتے ہیں..... ان کا جائزہ لیتے ہیں..... اور خود بھی جملہ اعمال میں شریک رہتے ہیں.....

ملاحظہ (۳).....اس پورے دورے میں پندرہ ہزار بار اسم اللہ کا ورد اصل ترین عمل ہے۔ ابتداء میں یہ تعداد بوجھ معلوم ہوتی ہے مگر ایک دو دن میں اس کی افادیت سمجھ آ جاتی ہے اس لئے ساتھیوں سے گزارش ہے کہ اس میں تخفیف نہ کریں.....تاکہ.....دورے کا مکمل فائدہ اٹھا سکیں۔

ملاحظہ (۴).....تسبیحات فاطمی..... ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت.....۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمدللہ، ۳۴ بار اللہ اکبر..... بہت عجیب اور بلند پایہ عمل ہے دورہ کے دوران اس کا خاص اہتمام کریں اور پڑھتے وقت توجہ کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں.....

ملاحظہ (۵).....اعمال تواضع.....مثلاً بیت الخلاء کی صفائی.....وضو خانے کی صفائی، ساتھیوں کے جوتے سیدھے کرنا..... وغیرہ بھی حسب موقع کرتے رہیں.....

ملاحظہ (۶).....موسم کی تبدیلی سے دن رات چھوٹے بڑے ہوتے رہتے ہیں اس لئے نگرانِ دورہ اگر ضروری سمجھے تو نظام الاوقات میں تبدیلی کر سکتا ہے.....

ملاحظہ (۷).....دورہ سے پہلے اور دورہ کے دوران اس کتاب کی تعلیم اور مطالعہ کا اہتمام کرنے سے دورہ کی افادیت دل نشین ہوگی اور انشاء اللہ زیادہ جذبے اور لگاؤ کے ساتھ اعمال کی ادائیگی ہوگی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چالیس اعمال

سات روزہ دورہ تربیت کے نصاب میں.....کم و بیش..... روزانہ چالیس خاص اعمال کئے جاتے ہیں.....ہم ذیل میں ان اعمال کی فہرست پیش کرتے ہیں اور آگے چل کر انشاء اللہ..... ہر عمل کے کچھ فضائل ذکر کریں گے.....تا کہ رغبت بڑھ جائے.....اعمال کی قدر و قیمت معلوم ہو جائے.....اجر و ثواب پانے کی نیت پکی ہو جائے.....اور حوصلہ بلند ہو جائے..... لیجئے چالیس اعمال کی فہرست ملاحظہ فرمائیے:

یاد رکھئے یہ اعمال.....فرائض کے علاوہ ہیں۔

(۱) نماز با جماعت کا اہتمام (۲) تہجد (۳) مسجد کا التزام (۴) تلاوت (۵) مسنون اذکار (۶) صبح سورہ یٰسٓ کی تلاوت (۷) مراقبات (۸) فجر کی سنتوں کے بعد چالیس بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ بِرَحۡمَتِکَ اَسۡتَغِیۡثُ (۹) ایک ہزار بار سبحان اللہ وبحمدہ (۱۰) اوراد فتحہ (۱۱) منزل (۱۲) اشراق (۱۳) لا الہ الا اللہ بارہ سو مرتبہ (۱۴) کلمہ طیبہ ایک سو بار (۱۵) اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الۡھُدٰی وَالتُّقٰی وَالۡعَفَافَ وَالۡغِنٰی..... ایک سو بار (۱۹) اسم اعظم اللہ کا ورد پندرہ ہزار بار (۲۰) یا اخر ایک ہزار بار (۲۱) یَا خَبِیر ایک ہزار بار (۲۲) اوّابین (۲۳) جائزہ (۲۴) مذاکرہ (۲۵) تجدید ایمان تجدید توبہ اور تجدید عہد کے بیانات (۲۶) نفل روزے (۲۷) کثرت دعاء (۲۸) ورزش و چہل قدمی (۲۹) فضائل جہاد اور زاد مجاہد

کی تعلیم (۳۰) محاسبہ (۳۱) زبان کی حفاظت (۳۲) دوسروں کے عیوب سے چشم پوشی (۳۳) صلوٰۃ توبہ وآہ وزاری (۳۴) تکبیر اولیٰ کا اہتمام (۳۵) قلت طعام (۳۶) نظر کی حفاظت (۳۷) طہارت کا اہتمام (۳۸) امت مسلمہ کیلئے دعائیں (۳۹) تکبر وخودنمائی سے احتراز (۴۰) رات کو سورہ ملک کی تلاوت۔

www.rangonoor.com

دورہ تربیت کے

چالیس معمولات

اور

ان کے فضائل

www.rangoonoor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنّما المؤ مِنُوۡنَ اِ خوَۃٌ

فَاَ صۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ

(سورۃ الحجرات:۱۰)

بیشک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں

سو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو

www.rangpoor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ا

نماز.....باجماعت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف نماز پڑھنے کا نہیں بلکہ نماز قائم کرنے کا حکم فرمایا ہے..... اور اقامۃ صلوٰۃ کا اہم حصہ یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جائے..... دورہ تربیت میں نماز باجماعت کی پابندی کرائی.....اور سکھائی جاتی ہے.....تاکہ اسلام کے اس اہم حکم کی حقیقی اہمیت دلوں میں بیٹھ جائے.....ہم اس اہم موضوع پر دس احادیث مبارکہ ذکر کررہے ہیں..... ہر حدیث کو اس نیت سے پڑھیے اور سنئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے خطاب فرمارہے ہیں۔

(ا) جماعت سے نماز پڑھنا ہدایت وسعادت والا طریقہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے خود کو (یعنی مسلمانوں کو) اس حال میں دیکھا ہے کہ نماز باجماعت میں شریک نہ ہونے والا یا تو بس کوئی ایسا منافق ہوتا تھا جس کا نفاق سب کو معلوم ہوتا تھا یا کوئی مریض ہوتا.....(جبکہ) بعض مریض بھی دو آدمیوں کے سہارے چل کر آتے تھے اور نماز میں شریک ہوتے تھے.....حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ''سنن الھدیٰ'' (یعنی ہدایت وسعادت والے طریقوں اور راستوں) کی تعلیم دی اور انہی سنن الہدیٰ میں سے یہ بھی ہے کہ جس مسجد میں اذان دی جاتی ہو اس میں جماعت سے نماز ادا کی جائے..... (مسلم ص ۲۳۲، ج ۱)

(۲) جماعت سے نماز چھوڑنے میں گمراہی کا خطرہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کیلئے یہ بات باعث مسرت ہو کہ کل وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حالت اسلام میں حاضر ہو تو اسے چاہئے کہ جس وقت ان نمازوں کیلئے بلایا جائے تو ان نمازوں کی حفاظت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہدایت کے طریقے مقرر فرمائے ہیں اور نمازوں کی حفاظت بھی انہیں طریقوں میں سے ہے اگر تم نے پیچھے رہ جانے والے کی طرح اپنے گھروں میں نماز پڑھنا شروع کر دی تو تم نبی کے طریقے کو چھوڑنے والے بنو گے اور اگر تم نبی کے طریقے چھوڑو گے تم یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔

(مسلم ص ۲۳۲، ج ۱)

(۳) جماعت کی نماز ستائیس گنا افضل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جماعت کی نماز اکیلے آدمی کی نماز سے ستائیس درجہ افضل ہے۔　　(بخاری، مسلم ص ۲۳۱، ج ۱)

(۴) نابینا صحابی کو جماعت میں شرکت کا حکم

ایک نابینا صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے ایسا کوئی آدمی میسر نہیں ہے جو مجھے مسجد تک لا سکے پس مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت عطا فرما دی پھر جب وہ جانے لگے تو آپ نے انہیں بلا کر پوچھا کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو انہوں نے جواب دیا، جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذان کی پکار پر لبیک کہا کرو..... یعنی مسجد میں آیا کرو۔

(مسلم: ص ۲۳۲، ج ۱)

(۵) جماعت کی حقیقت معلوم ہوتو لوگ گھسِٹ گھسِٹ کر آئیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

منافقوں پر کوئی نماز بھی فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ بھاری نہیں ہے اور اگر وہ جانتے کہ ان دونوں میں کیا (اجر وثواب) ہے تو وہ ضرور ان نمازوں کیلئے (مساجد میں) حاضر ہوتے اگر چہ انہیں گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑتا..... میرے دل میں آتا ہے کہ میں موذن کو حکم دوں کہ وہ اقامت کہے پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے پھر میں آگ کا شعلہ لے کر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نماز (کی جماعت میں شرکت) کیلئے نہیں نکلتے۔

(بخاری ومسلم: ص۲۳۲، ج۲)

(۶) جماعت سے نماز نہ پڑھنے والوں کے گھروں کیلئے آگ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں کو چاہئے کہ وہ جماعت چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ میں ان کے گھروں میں آگ لگادوں گا۔

(کنز العمال بحوالہ ابن ماجہ)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں آپ سراپا رحمت تھے۔ یقیناً جماعت سے نماز نہ پڑھنا..... امت کیلئے اتنا خطرناک ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بے تاب ہوکر اتنی سخت وعید فرمارہے ہیں..... محبت کرنے والی ماں..... بچے پر ہاتھ تبھی اٹھاتی ہے جب وہ اپنا کوئی بڑا نقصان کررہا ہو..... حدیث مبارکہ کی تشریح میں حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانیؒ لکھتے ہیں:

اللہ اکبر! کتنی سخت وعید ہے اور کیسے جلال اور غصہ کا اظہار ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان لوگوں کے حق میں جو آپ کے زمانے میں جماعت

میں غیر حاضر ہوتے تھے..... یہ تارکین جماعت جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے سخت غصہ کا اظہار فرمایا خواہ عقیدے کے منافق ہوں یا عمل کے منافق (یعنی دینی اعمال میں سستی اور کوتاہی کرنے والے) بہرحال اس وعید اور دھمکی کا تعلق ان کے عمل ''ترک جماعت'' سے ہے اسی بنا پر بعض ائمہ سلف (جن میں سے ایک امام احمد بن حنبل بھی ہیں) اس طرف گئے ہیں کہ ہر غیر معذور شخص کیلئے جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے۔ یعنی ان کے نزدیک جس طرح نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح اس کو جماعت سے پڑھنا ایک مستقل فرض ہے اور جماعت کا تارک ایک فرض عین کا تارک ہے..... لیکن محققین احناف نے ''جماعت'' سے متعلق تمام احادیث کو سامنے رکھ کر یہ رائے قائم کی ہے کہ اس کا درجہ واجب کا ہے اور اس کا تارک گنہگار ہے۔ اور مندرجہ بالا حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ایک طرح کی تہدید اور دھمکی ہے واللہ اعلم.....

(۷) جماعت کی برکت..... آگ اور نفاق سے نجات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص چالیس دن تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز (باجماعت) ادا کرے تو اس کیلئے دو براتیں لکھ دی جاتی ہیں..... جہنم سے برات اور نفاق سے برات۔ (ترمذی)

(۸) نور تام کی بشارت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان لوگوں کو قیامت کے دن کے پورے پورے نور کی خوشخبری سنا دو جو لوگ اندھیرے میں بکثرت مسجدوں میں جاتے رہتے ہیں..... (ابن ماجہ)

(۹) فرشتوں کی طرف سے رحمت کی دعاء

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

آدمی کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی ہو اس نماز سے جو گھر یا بازار میں پڑھی ہو پچیس گنا افضل ہے اور یہ اس لئے کہ آدمی جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف صرف نماز کیلئے نکلتا ہے (کسی اور ارادے سے نہیں) تو جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس پر اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور اس کا ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور پھر جب نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک اس کا وضو نہیں ٹوٹتا، فرشتے اس کیلئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جتنی دیر آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے۔

(بخاری)

(۱۰) جماعت چھوڑنے والوں پر شیطان کا غلبہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے پس جماعت کو لازم پکڑو، بھیڑیا اکیلی بکری ہی کو کھاتا ہے (جو ریوڑ سے الگ ہو)۔　　(احمد، ابوداؤد، نسائی)

.....

اس موضوع پر اور بھی بہت ساری احادیث و روایات..... موجود ہیں..... ہم نے ان دس روایات پر اکتفا کیا ہے..... جو آنکھیں کھولنے..... اور غفلت کو دور کرنے کیلئے کافی ہیں..... مجاہدین کرام کو خصوصی طور پر..... نماز باجماعت کا اہتمام کرنا چاہئے..... تب ان کے کام میں مزید قوت اور ان کے دل میں مزید نور.....

پیدا ہوگا..... محاذوں کے مشکل حالات اپنی جگہ..... مگر ہنگامی حالات میں اپنی عادات کو خراب ہونے سے بچایا جائے..... اور امن ملتے ہی..... مساجد و با جماعت نماز کا اہتمام کیا جائے..... تنظیمی مشغولیات کی وجہ سے..... مساجد اور جماعت سے محروم رہنے میں..... اپنا بھی خسارہ ہے اور تنظیم کا بھی..... یا اللہ..... ہم سب کو..... مرتے دم تک..... با جماعت نماز قائم رکھنے کی..... توفیق عطا فرما..... آمین یا ارحم الراحمین۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آدمی کے کانوں میں رانگ پگھلا کر بھر دیا جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اذان سنے اور مسجد کو نہ آئے.....

(احیاء العلوم جلد اوّل)

یا اللہ..... ہمارے لئے با جماعت نماز..... اور مسجد میں حاضری..... آسان فرما

آمین..... یَا رَبَّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ

www.rangmoor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر۲

تہجد.....عاشقوں کی نماز

فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز.....تہجد کی نماز ہے.....یہ عشق ومحبت.....اور خصوصی رحمت ومغفرت والی عبادت ہے.....دورہ تربیت میں اس کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے.....اوراس بات کی تلقین بھی کہ.....زندگی کی آخری رات تک.....عشق ومحبت کے یہ سجدے اور.....راز و نیاز والی یہ مناجات.....جاری وساری رہیں.....آیئے.....تہجد شریف کے بارے میں دس احادیث مبارکہ پڑھتے ہیں.....کیا بعید ہے.....ان احادیث شریفہ کی برکت سے بات دل میں اتر جائے.....اور یہ انمول نعمت ہمیں.....ہمیشہ کیلئے نصیب ہوجائے.....

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ خود پکارتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، اور ارشاد فرماتے ہیں کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطاء کروں کون ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے میں اسے بخش دوں۔

(بخاری، مسلم: ص ۲۵۸، ج ۱)

(۲) تہجد مقرّبین کی علامت ہے

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عبداللہ بہت ہی اچھا آدمی ہو جائے اگر رات کی نماز (تہجد) پڑھنے لگے حضرت سالم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

(۳) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کیلئے خود اٹھاتے تھے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ان کے اور حضرت فاطمہ کے پاس آئے اور فرمایا کیا آپ دونوں نماز نہیں پڑھ رہے.....

(بخاری۔ مسلم: ص ۲۶۵، ج ۱)

یعنی اپنی محبوب لخت جگر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تہجد کیلئے بیدار فرمایا.....

(۴) اللہ کا خصوصی قرب

حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری درمیانی حصے میں ہوتا ہے پس اگر تم سے ہو سکے کہ تم ان بندوں میں سے ہو جاؤ جو اس گھڑی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو تم ان میں سے ہو جاؤ۔

(ترمذی)

www.rangonoor.com

(۵) فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کے درمیانی حصے والی نماز ہے (یعنی تہجد) (مسلم)

(۶) تہجد کے چار خواص

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تہجد کو لازم پکڑو..... بے شک وہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ رہا ہے..... اور وہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے، اور وہ گناہوں کو مٹانے والی ہے..... اور گناہوں سے روکنے والی ہے..... (ترمذی)

(۷) جنت میں سلامتی کے ساتھ داخلہ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! سلام کو (آپس میں) پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی)

(۸) آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک

پھٹ جاتے تب میں عرض کرتی آپ اتنی مشقت کیوں فرماتے ہیں اے اللہ کے رسول! آپ کیلئے تو عمومی مغفرت ہو چکی (اور آپ معصوم بھی ہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے کیا میں (اللہ تعالیٰ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (بخاری، مسلم)

(۹) رات کی مقبول گھڑی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رات کو ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائیوں میں سے جو کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرما دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے۔ (مسلم: ص ۲۵۸، ج ۱)

(۱۰) خاوند اور بیوی کا ایک دوسرے کو تہجد کیلئے جگانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس بندے پر جو رات کو اٹھا پھر اس نے تہجد پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا اس نے بھی تہجد پڑھی اگر بیوی نے اٹھنے سے انکار کیا تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دیا (اور اسے جگا دیا) اور اللہ کی رحمت اس بندی پر جو رات کو اٹھی پھر اس نے تہجد پڑھی اور اس نے اپنے خاوند کو جگایا، اس نے بھی تہجد پڑھی اور اگر وہ نہ اٹھا تو اس نے اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا (اور اسے نماز کیلئے جگا دیا)

(ابوداؤد)

(۱۱) تہجد کی قضاء

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص رات کو اپنے مقررہ وظیفے یا اس کے کچھ حصے سے سوتا رہ گیا پھر اس نے اس کو نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لیا تو اس کے حق میں ایسے ہی لکھا جائے گا جیسے اس نے رات کو پڑھا ہے۔
(مسلم: ص ۲۵۶، ج ۱)

جو شخص تہجد کا اہتمام کرتا ہو پھر کسی دن اتفاقاً وہ نہ جاگ سکے تو فجر اور ظہر کے درمیان ادا کر لے اللہ تعالیٰ رحم فرمانے والا، درگزر فرمانے والے اور اجر دینے والا ہے۔

یہاں تک ہم نے تہجد کے بارے میں دس احادیث مبارکہ پڑھ لی ہے۔ تہجد کی فضیلت اور تفصیلات کے بارے میں اور بھی احادیث اور روایات ہیں اسی طرح قرآن پاک کی درج ذیل آیات میں تہجد کی فضیلت اور سحری کے وقت استغفار و تلاوت کی فضیلت کا بیان ہے۔

سورۂ آل عمران آیت نمبر ۱۷..... سورۂ الاسراء آیت نمبر ۷۹..... سورۂ السجدہ آیت نمبر ۱۶..... سورۂ الذاریات آیت نمبر ۱۷ اور ۱۸..... سورۂ الاسراء آیت نمبر ۷۸..... سورۂ المزمّل آیت نمبر ۲، ۳، ۴، ۶، ۲۰۔

.....

اللہ جل شانہ ہمیں ان تمام آیات و احادیث پر دل و جان سے صفتِ احسان کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری راتوں کو تہجد، تلاوت اور استغفار کے ذریعے..... حسین و خوبصورت بنائے.....

.....

تہجد کے بارے میں اگر مزید فضائل معلوم کرنے ہوں..... اپنی آتش شوق کو ہوا دینی ہو، اسلاف امت کی راتوں کا حال جاننا ہو اور تہجد میں اٹھنے کے طریقے

معلوم کرنے ہوں تو حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی کتاب احیاء العلوم جلد اوّل کا مطالعہ .....انشاء اللہ مفید رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کی ایک جھلک

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا..... جو کوئی (سونے کیلئے) اپنے بستر پر آتے وقت اس بات کی نیت رکھتا ہے کہ رات کو اٹھ کر نماز (تہجد) پڑھے گا پھر نیند اس پر صبح تک غالب آجاتی ہے (یعنی وہ جاگ نہیں سکتا) تو اس نے جس عبادت کی نیت کی تھی وہ عبادت اس کیلئے اس کے نامہ اعمال میں) لکھ دی جاتی ہے اور اس کی نیند اس کیلئے اس کے ربّ کی طرف سے صدقہ (اور تحفہ) ہو جاتی ہے۔ (نسائی، الترغیب والترہیب: ص:۲۳۱، ج۱)

اس طرح کی ایک روایت موطا امام مالک، ابوداؤد اور نسائی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر وہ شخص جو تہجد پڑھتا ہے اگر کسی رات کو نیند اس پر غالب آجائے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے نماز کا اجر لکھ دیتے ہیں اور اسکی نیند اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا صدقہ (اور احسان) بن جاتی ہے۔

(الترغیب والترہیب: ص۲۳۱، ج۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۳

مسجد کا ماحول

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی فکر فرمائی..... بلکہ راستے ہی میں.....قبا میں قیام کے دوران.....مسجد قبا کا قیام عمل میں آیا.....مسجد نبوی شریف کی تعمیر آپ نے جس جذبے، محنت، محبت..... اور لگن سے فرمائی.....اس کا تذکرہ آج بھی کتابوں میں زندہ ہے.....پھر یہی مسجد آپ کا مرکز بنی رہی اور اسی مرکز سے مسلمانوں نے ..... پوری دنیا میں اسلام کا جھنڈا بلند کیا.....مسلمان کا جسم جہاں بھی رہے.....اس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے.....مسلمان مسجد کی طرف یوں لپکتا ہے جس طرح چھوٹا بچہ ماں کی گود کی طرف.....مسلمان کا مسجد کے ساتھ تعلق جتنا مضبوط ہوتا ہے.....اسی قدر اس کے دل میں ایمان جڑ پکڑتا ہے اور دین کے وہ کام اور تحریکیں جن کی بنیاد مسجد میں پڑتی ہے .....اور مسجد جن کا مرکز ہوتا ہے..... وہ کام اور تحریکیں بے حد مضبوط ہوتی ہیں.....مسجد ہی مسلمانوں کا.....قصرِ حکومت و خلافت ہے..... اور مسجد ہی مسلمانوں کی علاج گاہ اور شفاء خانہ ہے.....مسلمان مسجد سے جس قدر قریب ہوگا.....اسی قدر.....وہ دین کے قریب ہوگا.....اور جوں جوں وہ مسجد سے دور ہوتا جائے گا.....اس کا دین کمزور.....اور عمل غیر محفوظ ہوتا جائے گا.....آج پھر اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو مسجد کے قریب لایا جائے..... بلکہ انہیں کھینچ

www.rangoonr.com

کھینچ کر..... اس روحانی ماں کی گود میں لایا جائے، جہاں ان کے دین، ایمان..... اور تشخص کا تحفظ موجود ہے..... یاد رکھیں..... اگر ہم نے مسجد کو آباد کیا..... تو..... ہماری دنیا اور آخرت..... سب کچھ آباد ہو جائے گا..... لیکن اگر خدانخواستہ..... ہم نے مساجد کو ویران کیا..... تو..... خود ہم اجڑ جائیں گے..... ہمارے دل بھی ویران ہو جائیں گے اور ہماری دنیا آخرت بھی..... قرآن وسنت میں مساجد کی فضیلت پر بہت کچھ موجود ہے..... ہم ..... اس مختصر کتابچے میں..... صرف دس احادیث مبارکہ پر اکتفا کر رہے ہیں..... اللہ کرے ان احادیثِ شریفہ کو پڑھ کر..... ہم سب مسجدوں کی طرف دیوانہ وار دوڑیں..... اور مساجد کی پرسکون..... اور پر تحفظ گود میں واپس آ جائیں ..... دنیا داروں کو تو چھوڑیں اب تو..... مجاہدین اور دوسرے دیندار طبقے بھی..... نعوذ باللہ..... مساجد سے دور ہوتے جا رہے ہیں..... دفاتر..... ہال..... اور کلب اب اُن دینی سرگرمیوں کا مرکز بن رہے ہیں..... جن سرگرمیوں کی آماجگاہ..... مسجد شریف..... ہوتی تھی..... اللہ کرے مسجد کے کام مسجد ہی میں ہوں..... اور تمام مسلمان..... مل جل کر مساجد کو آباد کر دیں.....

ہاں مساجد کے اپنے آداب بھی ہیں..... جن کا ملحوظ رکھنا از حد ضروری ہے، احادیث مبارکہ کے ذکر کے بعد ہم مختصر طور پر انکی طرف بھی اشارہ کریں گے، آیئے پہلے دس احادیث مبارکہ پڑھ لیتے ہیں.....

(۱) زمین پر اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین جگہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا..... شہروں اور بستیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب جگہ ان کی مساجد ہیں اور سب سے ناپسندیدہ جگہ ان کے بازار ہیں۔　　(مسلم: ص ۲۳۶، ج ۱)

(۲) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ.....جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا.....سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنا سایہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ رحمت کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا (۱) عدل و انصاف کرنے والا حکمران (۲) اور وہ نوجوان جس کی نشوونما اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوئی (۳) اور وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے جب وہ مسجد سے نکلتا ہے یہاں تک کہ مسجد میں واپس لوٹ آئے (۴) وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کی اسی پر جمع ہوتے ہیں اور اسی پر الگ ہوتے ہیں (۵) اور وہ آدمی جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کے آنسو بہہ پڑے۔ (۶) اور وہ آدمی جسے کسی حسب و جمال والی عورت نے گناہ کی دعوت دی تو اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۷) اور وہ آدمی جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ صدقہ دیا پھر اسے اتنا چھپایا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے..... (بخاری)

(۳) مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

مسجدیں اللہ کے گھر ہیں اور اس میں حاضر ہونے والے اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور میزبان کا حق ہے کہ وہ مہمان کا اکرام کرے۔ (کنز العمال)

(۴) مسجد میں بیٹھنا عبادت ہے

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمیں رہبانیت اختیار کرنے کی اجازت مرحمت فرمادیجئے اس پر رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کی رہبانیت نماز کے انتظار میں مساجد میں بیٹھنا ہے۔ (شرح السنہ)

(۵) مسجد آباد کرنے والے کیلئے ایمان کی گواہی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد سے تعلق رکھتا ہے (اس کی خدمت اور آبادی میں لگا رہتا ہے) تو اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ..... بے شک اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ (ترمذی)

(۶) مسجد کے بدلے جنت کا گھر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۷) نورِ تام کی بشارت

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

خوشخبری سنا دو قیامت کے دن نور کامل کی ان لوگوں کو جو اندھیرے میں مساجد کی طرف چلتے ہیں۔ (ترمذی)

www.ahlehaq.com

(۸) فرشتوں کی دعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
فرشتے اس شخص کیلئے جو نماز پڑھ کے اپنی جگہ بیٹھا رہتا ہے اس وقت تک یہ دعاء کرتے رہتے ہیں جب تک اس کا وضو نہیں ٹوٹتا (کہ) اے پروردگار اس کی مغفرت فرما اس پر رحم فرما۔ (نسائی)

(۹) جنت کی مہمانی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح یا شام مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی مہمانی تیار فرماتے ہیں جتنی بار وہ صبح یا شام کو مسجد کی طرف جائے۔ (بخاری)

(۱۰) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ سفر سے دن کو چاشت کے وقت واپس تشریف لاتے تھے جب آپ مدینہ پہنچ جاتے تو مسجد سے شروع فرماتے وہاں دو رکعت نماز پڑھتے اور (کچھ دیر) تشریف رکھتے۔ (بخاری)
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور خود آپ کے عمل کا اثر تھا کہ صحابہ کرام کو مسجد کے ساتھ عشق کی حد تک لگاؤ تھا چنانچہ نسائی شریف کی روایت ہے کہ
حضرت ابو سعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صبح بازار کی طرف جاتے تھے راستے میں جب ہم مسجد کے پاس

سے گزرتے تھے تو اس میں دو رکعت (نفل) پڑھ لیتے تھے۔ (نسائی)

فرائض تو اپنی جگہ..... یہ حضرات مسجد کے پاس سے بغیر نماز پڑھے گزرنا گوارہ نہیں کرتے تھے۔ بلکہ مسجد کو دیکھتے ہی اس کی طرف لپکتے.....اور اپنی جھولیاں رحمت ومغفرت سے بھر لیتے.....

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی..... مساجد کے ساتھ محبت، تعلق..... اور وابستگی عطا فرمائے.....اور ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائے جو مساجد کو آباد رکھتے ہیں..... مساجد کی تعمیر کرتے ہیں.....مساجد کی خدمت کرتے ہیں.....اور مساجد کو پورے عالم میں.....عزت وعظمت کے ساتھ پھیلاتے ہیں.....

دورۂ تربیت میں سات دن مسجد میں قیام واعتکاف رہتا ہے.....تاکہ مسجد کے ساتھ قلبی تعلق نصیب ہو جائے اور مسجد کے دروازے ہمارے لئے کھل جائیں..... یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ مسجد میں جتنا وقت بھی گزرے عظمت واحترام کے ساتھ گزرے اور ان آداب کا خیال رکھا جائے جو شریعت نے مساجد کے لئے مقرر فرمائے ہیں مثلاً:

مسجد میں دنیا کی باتیں سخت منع ہیں..... (کمافی روایۃ البیہقیؒ)

بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا منع ہے..... (کمافی روایۃ البخاری ومسلم)

مساجد کے بارے میں ایک دوسرے پر فخر کرنا منع ہے.....

(کمافی روایۃ ابوداؤد)

مساجد کی ظاہری شان وشوکت اور فضول ٹیپ ٹاپ پسندیدہ عمل نہیں ہے.....

(کمافی روایۃ ابی داؤد)

مساجد میں خرید وفروخت منع ہے..... (کمافی روایۃ ابی داؤد)

جمعہ کے دن مسجد میں گپ شپ کے حلقے لگانا ممنوع ہے.....

(کمافی روایۃ ابی داؤد)

مساجد میں آواز بلند کرنا.....شور شرابا کرنا.....آپس میں جھگڑنا.....نادان بچوں، دیوانوں کو لانا اور ایک دوسرے پر اسلحہ نکالنا ممنوع ہے.....

(کمافی روایۃ ابن ماجہ)

www.rangonoor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۴

قرآن مجید کی تلاوت

قرآن پاک کی تلاوت ایک..... پر کیف..... اور عظیم الشان عبادت ہے.....اور یہ بڑے لوگوں کا کام ہے.....قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفت ہے.....عرش، کرسی، لوح وقلم.....اولیاء کرام.....اور دنیا کی تمام مقدس چیزیں مخلوق ہیں.....ان کی اہمیت، مقام اور عظمت اپنی جگہ، مگر قرآن پاک کا مقام ہی کچھ اور ہے.....وہ مخلوق نہیں ہے.....بلکہ اللہ جل مجدہ کی صفت ہے.....اللہ اکبر.....کس قدر.....مبارک ہے وہ ذہن جس میں قرآن پاک ہو.....اور وہ دل جس میں قرآن پاک ہو.....قرآن پاک کی تلاوت مسلمان کو ان بلندیوں تک لے جاتی ہے.....جن کی اونچائی ناپنا ممکن نہیں ہے.....قرآن پاک کی تلاوت دلوں کے زنگ اتار کر.....انہیں شیشے کی طرح صاف کر دیتی ہے.....قرآن پاک کی تلاوت.....ظاہری اور باطنی امراض کیلئے شفاء.....اور آخرت کیلئے بہترین ذخیرہ ہے.....قبر کی وحشت اور تنہائی کو یاد کیجئے.....خوف سے چیخیں نکل جاتی ہیں.....اس وحشت اور تنہائی کا علاج بھی قرآن پاک ہے.....جو اپنے ماننے اور پڑھنے والے کے ساتھ.....قبر میں رہے گا.....ایک حسین، غمخوار.....دلنواز مونس بن کر..... جنت کی بلندیاں بھی.....تلاوت کے ساتھ طے ہونگی.....خود سوچئے جن کیلئے کائنات بنائی گئی.....سجائی گئی.....جی ہاں آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم.....آپ کو جو چار کام دیئے گئے.....ان میں پہلا کام.....قرآن پاک کی تلاوت.....

یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیَاتُہٗ .....امت کو قرآن پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں..... چنانچہ آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں تلاوت کا ایسا ذوق پیدا کیا کہ.....قرآن کے عاشقوں کی راتیں سمٹ گئیں.....اور یہ امت قرآن پاک کی بدولت..... ہر میدان میں..... غیروں پر سبقت پا گئی..... اگر فرصت ملے.....تو.....غفلت وسستی کے پردے چاک کرنے کیلئے.....اسلاف امت کے واقعات پڑھ لیجئے کہ.....انہوں نے کتنی تلاوت کی اور کس طرح سے تلاوت کی..... ان واقعات کو پڑھ کر حیرانی ہوتی ہے.....اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت پر دل عش عش کر اٹھتا ہے.....آیئے تلاوت قرآن کے فضائل پر مشتمل دس احادیث پڑھتے ہیں.....ویسے قرآن وسنت میں تلاوتِ قرآن پاک کے فضائل بہت زیادہ ہیں.....علماء کرام نے اس موضوع پر مستقل تصانیف فرمائی ہیں..... اللہ تعالیٰ توفیق دے تو انہیں بار بار پڑھئے..... تاکہ قرآن پاک کے ساتھ محبت میں ہر آئے دن بس اضافہ ہی ہوتا چلا جائے.....

(۱) قیامت کے دن کی شفاعت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو بے شک وہ قیامت کے دن اپنی تلاوت کرنے والوں کا سفارشی بن کر آئے گا۔ (مسلم)

(۲) قرآن پڑھنے اور پڑھانے والے لوگ بہترین

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں بہترین وہ ہیں جو قرآن پڑھیں اور پڑھائیں۔ (بخاری)

(۳) اٹک اٹک کر پڑھنے والوں کے لئے دو اجر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور وہ اس کا ماہر ہے وہ معزز و وفادار اور فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو شخص قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور اس میں اٹکتا ہے اور اسے دشواری پیش آتی ہے تو اس کیلئے دو اجر ہیں۔ (بخاری، مسلم)

(۴) مسجد میں جمع ہو کر تلاوت کا اجر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو لوگ اللہ کے گھروں (مساجد) میں سے کسی گھر (مسجد) میں جمع ہو کر قرآن پاک کی تلاوت یا باہمی درس تدریس میں مشغول ہوتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کے سامنے ان کا تذکرہ فرماتا ہے۔ (مسلم: ص ۳۴۵، ج ۲)

(۵) دل کا زنگ اتر جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک دلوں پر بھی اسی طرح زنگ چڑھ جاتا ہے جس طرح لوہے پر چڑھتا ہے جب اسے پانی لگ جائے،

عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس زنگ کو دور کرنے کا کیا طریقہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کو زیادہ یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

www.rahnamaa.com

(۶) ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کتاب اللہ (قرآن پاک) کا ایک حرف پڑھا تو اسے ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے (بلکہ) الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (یعنی الٓمٓ پڑھنے پر تیس نیکیاں ملیں گی) (ترمذی)

(۷) قرآن پاک کے ذریعے عروج وزوال

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن پاک) کی وجہ سے بہت سوں کو اونچا کرے گا اور بہت ساروں کو نیچے گرائے گا۔ (مسلم)

(۸) خوب قرآن پاک پڑھنے والے پر رشک

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صرف دو آدمی قابل رشک ہیں (کہ ان پر رشک کرنا بجا ہے) ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی نعمت عطا فرمائی پھر وہ رات دن اس میں لگا رہتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطاء فرمایا اور پھر وہ اس میں سے رات دن خرچ کرتا رہتا ہے۔ (بخاری)

(۹) تلاوت سے حاجات خوب پوری ہوتی ہیں

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا..... اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس شخص کو قرآن نے مشغول رکھا میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال کرنے سے تو میں اس کو اس سے افضل عطاء کروں گا جو دعاء کرنے والوں کو عطاء کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی فضیلت اپنی مخلوق پر۔ (جامع ترمذی)

(۱۰) قرآن پڑھنے والے کے والدین کا اعزاز

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کیا قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی جبکہ وہ روشنی دنیا کے گھروں میں ہو (یعنی اگر سورج گھروں میں اتر آئے) پھر تمہارا کیا گمان ہے اس شخص کے بارے میں جس نے خود یہ عمل کیا ہو؟

(یعنی جب اس کے والدین کو اتنا اعزاز مل رہا ہے تو خود اس کا اعزاز واکرام کس قدر ہوگا)　　(مسند احمد۔ ابوداؤد)

.....

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان تمام فضائل کو..... مکمل اخلاص و آداب کے ساتھ..... حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور تلاوت کلام پاک کو..... ہماری غذاء بنائے..... اس موضوع پر..... فضائل بے شمار ہیں..... نیز..... اسلافِ امت نے تلاوت قرآن پاک کے کئی حقوق اور آداب بھی لکھے ہیں..... حجۃ الاسلام امام غزالی نے..... اپنی مایہ ناز کتاب..... احیاء العلوم میں..... بہت تفصیل کے ساتھ ان آداب وحقوق کو بیان فرمایا ہے..... جبکہ..... حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد

زکریا..... المہاجر مدنی..... نور اللہ مرقدہ نے مختصر طور پر ان آداب کو بیان فرمایا ہے..... حضرت شیخ الحدیثؒ لکھتے ہیں.....

مشائخ نے تلاوت کے چھ آداب ظاہری اور چھ باطنی ارشاد فرمائے ہیں

ظاہری آداب (۱) غایت احترام سے باوضو رو بہ قبلہ بیٹھے (۲) پڑھنے میں جلدی نہ کرے ترتیل وتجوید سے پڑھے (۳) رونے کی سعی کرے چاہے بہ تکلف ہی کیوں نہ ہو (۴) آیاتِ رحمت اور آیات عذاب کا حق ادا کرے جیسا کہ پہلے گذر چکا..... (۵) اگر ریا کا احتمال ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی تکلیف وحرج کا اندیشہ ہو تو آہستہ پڑھے ورنہ آواز سے پڑھے (۶) خوش الحانی سے پڑھے کہ خوش الحانی سے کلام پاک پڑھنے کی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے۔

باطنی آداب (۱) کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیا عالی مرتبہ کلام ہے (۲) حق سبحانہ وتقدس کے علوِّ شان اور رفعت وکبریائی کو دل میں رکھے جس کا کلام ہے (۳) دل کو وساوس وخطرات سے پاک رکھے (۴) معانی کا تدبّر کرے اور لذّت سے پڑھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب تمام رات اس آیت کو پڑھ کر گزاری۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ (المائدہ ۱۱۸)

اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر مغفرت فرمادے تو تو عزت وحکمت والا ہے۔

سعید بن جبیرؒ نے ایک رات اس آیت کو پڑھ کر صبح کردی۔

وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یٰسٓ ۵۹)

او مجرمو! آج قیامت کے دن فرمانبردارو سے الگ ہوجاؤ

(۵) جن آیات کی تلاوت کررہا ہے دل کو ان کے تابع بنادے مثلاً اگر آیت

رحمت زبان پر ہے، دل سرور محض بن جائے اور آیت عذاب اگر آ گئی ہے تو دل لرز جائے۔ (فضائل قرآن صفحہ ۱۱)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو..... ان آداب کے ساتھ..... خوب خوب تلاوت کی توفیق عطا فرمائے..... اور ہماری اولاد در اولاد..... اور نسل در نسل میں قرآن پاک کی تلاوت..... حفظ..... تدّبر..... تعلیم..... تبلیغ..... اور نفاذ کو جاری و ساری رکھے.....

آمین یا ربّ العالمین.

www.rangonoor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۵

مسنون اذکار

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت پر جو..... عظیم الشان احسانات ہیں..... ان میں سے ایک انمول احسان..... وہ مسنون دعائیں ہیں..... جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کو سکھائی ہیں..... یہ دعائیں کیا ہیں..... حسنات اور برکات کا خزانہ ہیں..... اور ان دعاؤں میں وہ بڑے بڑے خزانے چھپے ہوئے ہیں، جن کے مقابلے میں دنیا بھر کی دولت ہیچ ہے۔

دورہ تربیت کے دوران ان دعاؤں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے..... تاکہ..... پوری زندگی ان مبارک خزانوں کا ساتھ رہے اور دین و دنیا کے وہ تمام فائدے حاصل ہوں جو ان دعاؤں میں موجود ہیں..... ان دعاؤں کے فضائل تو دعاء کو سمجھ کر پڑھنے سے خود ہی معلوم ہو جاتے ہیں..... ہم مزید شوق اور رغبت بڑھانے کے لئے ان مبارک دعاؤں کے چند فائدے مختصر طور پر ذکر کرتے ہیں۔

(۱) دعاء کا اجر

پہلا فائدہ ان مسنون دعاؤں کا یہ ہے کہ قرآن وسنت میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کے جو بے شمار فضائل مذکور ہیں وہ ان مسنون دعاؤں کو پڑھ کر بدرجہ اتم نصیب ہوتے ہیں..... دعاء کے کچھ فضائل ہم انشاء اللہ آگے چل کر ذکر کریں گے۔

(۲) حدیث شریف پڑھنے اور یاد کرنے کا اجر

یہ تمام دعائیں چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہیں اس لئے ان میں سے ہر ایک کے الفاظ ''حدیث شریف'' ہیں چنانچہ جو شخص ان دعاؤں کو پڑھتا ہے وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو پڑھتا ہے اور جو ان دعاؤں کو یاد کرتا ہے وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یاد کرتا ہے.....اور حدیث شریف کو یاد کرنے کے بہت سارے فضائل شریعت میں وارد ہوئے ہیں۔

(۳) قبولیت کے قریب تر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی اپنی طرف سے نہیں بولا آپ جو کچھ فرماتے تھے وہ وحی ہوتا تھا چنانچہ ثابت ہوا کہ یہ دعائیں جو آپ نے امت کو سکھائی ہیں یہ بھی وحی کا حصہ ہیں.....خود سوچئے کہ جب انسان وحی کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے گا تو وہ قبولیت کے کتنا زیادہ قریب ہوگا۔

(۴) خیر ہی خیر

ہم اور آپ جانتے ہیں کہ انسان کتنا کمزور ہے چنانچہ حالات سے گھبرا کر یا مجبور ہو کر وہ بعض ایسی چیزیں بھی مانگ لیتا ہے جنہیں وہ خیر سمجھتا ہے مگر حقیقت میں وہ اس کے حق میں شر والی اور نقصان دہ ہوتی ہیں.....جبکہ.....حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سوائے خیر کے اور کچھ نہیں نکلتا تھا.....پس آپ کی تعلیم فرمودہ دعاؤں میں خیر ہی خیر ہے.....اور شر کا خدشہ تک نہیں.....

(۵) اتباعِ سنت کا اجر

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں امت کو سکھائی ہیں پہلے آپ نے

خود یہ دعائیں اللہ تعالیٰ سے مانگی ہیں اور یہ دعائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول رہی ہیں اسی لئے تو انہیں مسنون دعائیں کہتے ہیں پس جو شخص ان دعاؤں کا معمول بنائے گا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کی پیروی کرے گا اور یوں اسے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا اجر بھی نصیب ہوگا۔

(۶) آداب کے عین مطابق

اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگنے کے بہت سارے آداب ہیں.....ان آداب کا لحاظ نہ رکھنے سے بعض اوقات نقصان بھی ہو جاتا ہے پس انسان اپنے الفاظ میں جو کچھ مانگتا ہے اس میں آداب کے خلاف کوئی بات ہو سکتی ہے جبکہ مسنون دعائیں اس طرح کے ہر اندیشے سے پاک ہیں۔

(۷) الفاظ کی جامعیت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''جوامع الکلم'' عطا فرمائے ہیں یعنی ایسے جامع الفاظ جو مختصر ہونے کے باوجود اپنے مقصد کے لئے بھرپور اور کافی ہوں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک لفظ میں معانی کے سمندر چھپے ہوتے ہیں۔ جوامع الکلم کی یہ شان آپ کی دعاؤں میں بھی نظر آتی ہے کہ آپ نے مختصر ترین الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے وہ سب کچھ مانگ لیا جس کی حقیقت میں ایک انسان کو ضرورت ہو سکتی ہے۔

پس ان دعاؤں میں بے حد جامعیت اور وسعت ہے اور یوں انسان مختصر الفاظ کے ذریعے بے شمار سعادتوں سے اپنی جھولی بھر لیتا ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ کی خصوصی محبت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب یعنی محبوب خاص ہیں اللہ

تعالیٰ آپ سے بہت محبت فرماتا ہے..... ظاہر ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کے کلام سے بھی محبت ہوتی ہے..... مسنون دعائیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہیں جو یقیناً اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پسندیدہ ہے پس ایسے کلام کو زبان سے ادا کرنا خود ایک سعادت ہے۔

(۹) سنت کا احیاء

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو زندہ کرنے پر بے شمار اجر کا وعدہ ہے آپ کی ہر دعاء آپ کی سنت بھی ہے پس جو انہیں پڑھے گا اور زندہ کرے گا اسے سنت کو زندہ کرنے کا اجر ملے گا..... اور اگر ان دعاؤں کو امت میں بھی عام کرے گا تو احیاء سنت کا وہ خاص مقام نصیب ہوگا جس کی طرف حدیث شریف مَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ میں اشارہ ہے۔

(۱۰) محبت کا تقاضا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ آپ کی اداؤں اور الفاظ کو اختیار کیا جائے..... مسنون دعائیں بھی اس کا بہترین ذریعہ ہیں اور ان کے واسطے سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت میں اضافہ ہوتا ہے.....

مسنون دعاؤں کے فضائل و مناقب بے شمار ہے..... بندہ کے ذہن میں فوری طور پر جو دس فائدے آئے وہ بطور ''مذاکرہ'' لکھ دیئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی پوری زندگی..... حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق بنائے اور ہمیں مسنون دعاؤں کے خزانوں سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۶

سورۃ یٰسٓ کی تلاوت

فجر کی نماز کے بعد کا وقت.....انتظامی طور پر.....سورہ یٰسٓ شریف کی تلاوت کیلئے.....مقرر کیا گیا ہے.....یہ سورت ہر مسلمان کو.....روزانہ پڑھنی چاہئے۔اس میں دین دنیا کے بہت سارے فائدے.....اور بے شمار فضائل ہیں۔آیئے سورہ یٰسٓ شریف کے کچھ فضائل پڑھتے ہیں۔

(۱) گناہوں کی بخشش

حضرت معقل بن یسار المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے سورۂ یٰسٓ پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے پس یہ سورۃ اپنے مرنے والوں کے پاس پڑھا کرو۔　　(شعب الایمان بیہقی)

(۲) حوائج کا پورا ہونا

حضرت عطاء بن ابی رباح تابعی سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص دن کے ابتدائی حصے میں سورۂ یٰسٓ پڑھے گا اس کی حاجات (من جانب اللہ) پوری کر دی جائیں گی۔

(الدارمی مرسلاً)

(۳) ہر حرف کے بدلے دس فرشتے

جب کسی مسلمان کے پاس موت کا فرشتہ اتر آئے اور اس کے سامنے سورۂ یٰس پڑھی جائے تو اس سورت کے ہر حرف کے بدلے دس فرشتے اترتے ہیں جو میت کے سامنے صف بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور اس کی بخشش کیلئے دعاء کرتے ہیں پھر اس کے غسل کے وقت حاضر رہتے ہیں اور اس کے جنازہ کے پیچھے جاتے ہیں اور اس پر رحمت بھیجتے ہیں پھر اس میت کے دفن میں حاضر رہتے ہیں اور اس کے جنازہ کے پیچھے جاتے ہیں اور اس پر رحمت بھیجتے ہیں پھر اس میت کے دفن میں حاضر رہتے ہیں اور برابر اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اس کیلئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

(تفسیر جمل، فضائل حفاظ القرآن: ص۹۳۴)

(۴) سورۂ یٰس کی دس برکتیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم یٰس پڑھا کرو کیونکہ یٰس میں دس قسم کی برکتیں ہیں (۱) جو بھوکا پڑھتا ہے وہ سیر ہو جاتا ہے (۲) جو پیاسا پڑھتا ہے وہ سیراب ہو جاتا ہے (۳) جو برہنہ پڑھتا ہے وہ لباس پہنا دیا جاتا ہے (۴) جو غیر شادی شدہ پڑھتا ہے اس کی شادی ہو جاتی ہے (۵) جو خوفزدہ پڑھتا ہے اس کو امن مل جاتا ہے (۶) جو قیدی پڑھتا ہے رہا ہو جاتا ہے (۷) جو مسافر پڑھتا ہے اس کی سفر پر مدد کی جاتی ہے، (۸) جو مقروض پڑھتا ہے اس کا قرض ادا ہو جاتا ہے (۹) جو کسی گمشدہ چیز کیلئے پڑھتا ہے اسے پالیتا ہے (۱۰) کسی قریب المرگ کے پاس پڑھی جائے تو اس پر نزع کی آسانی ہو جاتی ہے۔

(ابن مردویہ، کنز العمال، فضائل حفاظ القرآن: ص۹۳۷)

(۵) دعاء کی قبولیت

ابن النجار نے اپنی تاریخ میں نہشل بن سعید وردانی کے ذریعہ ضحاک سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ذریعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ یٰسٓ اور صافات پڑھے پھر اللہ سے دعا مانگے اس کو اللہ تعالیٰ اس کا سوال عطاء فرما دیتے ہیں۔

(درمنثور، فضائل حفاظ القرآن: ص ۹۳۸)

(۶) اہل جنت بھی یٰسٓ پڑھیں گے

اہل جنت پورے قرآن میں سے صرف سورۂ طٰہٰ اور یٰسٓ پڑھیں گے (کہ یہ دو سورتیں اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں)

(ابن مردویہ عن ابی بن کعب مرفوعا، فضائل حفاظ القرآن: ص ۷۱)

(۷) فرشتوں کا فرمان

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے (فرشتوں کے سامنے) طٰہٰ اور یٰسٓ پڑھی جب فرشتوں نے قرآن کی یہ سورتیں سنیں تو بول اٹھے خوشحالی اور مبارکبادی ہے اس امت کیلئے جس پر یہ قرآن اتارا جائے گا اور خوشحالی ہے ان سینوں کیلئے جو اس کو اٹھائیں گے اور خوشحالی ہے ان زبانوں کیلئے جو اس کی تلاوت کریں گے۔

(دارمی عن ابی ہریرہ، فضائل حفاظ القرآن: ص ۷۰)

(۸) جنت کا منظر

بروایت انس رضی اللہ عنہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حق جل

جلالہ بوقت دیدار مردوں کو ایک ایک کر کے سلام کریں گے اور اسی طرح عورتوں کو سلام کریں گے اور ارشاد فرمائیں گے میرے دوستوں اور اولیاء کو مرحبا ہو پھر ان کی مہمان نوازی فرمائیں گے پھر ارشاد ہوگا اے فرشتو! ان کو طربناک بنا دو فرشتے جنت کی نغمہ سراؤں یعنی حورعین کو لائیں گے اور لوگ طرب میں آ آ کر خوب وجد کریں گے۔ جب انہیں افاقہ ہوگا تو فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم چاہتے ہیں کہ آپ انہیں اپنا کلام سنوائیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا اے داؤد انہیں ذرا میرا کلام تو سنا دیجئے وہ منبر پر چڑھ کر زبور پڑھیں گے لوگ طرب میں آ کر وجد کرنے لگیں گے جب انہیں افاقہ ہوگا تو ارشاد خداوندی ہوگا کہ اے میرے بندو تم نے اس سے زیادہ پاکیزہ آواز بھی کبھی سنی ہے وہ عرض کریں گے نہیں اے ہمارے رب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا اپنی عزت وجلال کی قسم میں اب تمہیں اس سے زیادہ پاکیزہ تر آواز سناؤں گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیے اور منبر پر جایئے اور سورۂ طٰہٰ و یٰسٓ پڑھیے پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آوازِ داؤدی پر خوبی میں ستر حصہ بڑھی ہوئی ہوگی اور لوگ طرب میں آ آ کر خوب وجد کریں گے اور ان کے نیچے سے کرسیاں جھومنے لگیں گی۔ جب انہیں افاقہ ہوگا تو ارشاد ہوگا اے میرے بندو! کیا تم نے اس سے بھی زیادہ پاکیزہ آواز سنی ہے؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا اپنی عزت وجلال کی قسم میں اب تمہیں اس سے بھی پاکیزہ تر آواز سناؤں گا اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۂ انعام کے ساتھ تکلم فرما ہونگے قوم طرب میں آجائے گی درخت اور محل جھومنے لگیں گے اور عرش ہلنے لگے گا اللہ تعالیٰ اپنے وجہ کریم سے حجاب اٹھا دیں گے اور فرمائیں گے اے میرے بندو! میں کون ہوں؟ وہ عرض کریں گے آپ ہمارے رب ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میں سلام ہوں اور تم مسلمان ہو۔ (خیر المجالس، فضائل حفاظ القرآن: ص ۷۲)

(۹) ہشاش بشاش

جس نے صبح کو سورۂ یٰسٓ پڑھ لی وہ شام تک اور جس نے شام کو پڑھ لی صبح تک وہ ہشاش بشاش (یعنی خوش خرم) رہے گا۔

(ابن الفرس عن یحییٰ بن ابی کثیر، فضائل حفاظ القرآن)

(۱۰) ہزار نور

جو یٰسٓ کو لکھے اور پی لے اس کے پیٹ میں یہ سورت ہزار یقین، ہزار نور، ہزار برکت اور ہزار رزق داخل کرتی ہے اور اس کے باطن سے ہر کینے اور ہر بیماری کو دور کر دیتی ہے۔

(خطیب عن علیؓ، فضائل حفاظ القرآن: ص ۷۳)

.....

مزید فضائل دیکھنے ہوں تو تفسیر قرطبی ص ۵ جلد ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیے نیز فضائل حفاظ القرآن کے کئی مقامات پر مزید فضائل وخواص..... باحوالہ، مذکور ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مبارک سورۃ کی برکات..... حیّاً ومیّتاً..... نصیب فرمائے۔

آمین یارب العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۷

مراقبہ

''مراقبہ'' کے معنیٰ..... ایک دوسرے کو دیکھنا..... یعنی یہ خیال ہونا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھتا ہے اور میں اسکو دیکھتا ہوں..... (حاشیہ احیاء العلوم: ص ۶۴۱، ج ۴)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے ایک شخص کو فرمایا ''رَاقِبِ اللّٰہَ'' (یعنی مراقبہ کرو) اس نے اس کے معنیٰ پوچھے آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ ایسی طرح رہو کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہو..... (احیاء العلوم: ۶۴۱، ج ۴)

امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

مراقبے کا صحیح حق جبھی ادا ہوسکتا ہے کہ آدمی اس بات پر کامل یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ میرے ہر فعل اور ہر خیال سے باخبر ہے لوگ تو صرف اس کے ظاہر سے واقف ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نہ صرف اس کے ظاہر بلکہ باطن سے بھی آگاہ ہے جس نے اس حقیقت کو پالیا اور یہ عقیدہ اس پر غالب ہوگیا اس کا ظاہر آراستہ اور باطن پیراستہ ہوجاتا ہے..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم ..... سے ایک حبشی نے پوچھا کہ..... یارسول اللہ میرے گناہ بے حساب ہیں اگر میں توبہ کروں تو کیا مجھ جیسے گناہگار کی توبہ بھی قبول ہوسکتی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... کیوں نہیں ضرور قبول ہوگی..... حبشی نے کہا..... کیا اللہ تعالیٰ مجھے گناہ کرتے وقت دیکھتا بھی رہا ہے؟ فرمایا..... ہاں وہ سب کچھ دیکھتا ہے یہ سن کر حبشی نے نعرہ مارا اور گرتے ہی

جاں بحق ہو گیا..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو..... اور اگر یہ نہیں تو اس بات کا پختہ یقین رکھو کہ وہ تو تمہیں ضرور ہی دیکھ رہا ہے۔ (نسخہ کیمیا: ص ۱۰۱۳)

عبداللہ بن دینارؒ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ کی طرف جا رہا تھا کہ ایک جگہ تھوڑی دیر کے لئے ہم بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک چرواہا ادھر سے بکریاں لئے ہوئے گزرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ایک بکری میرے ہاتھ فروخت کر دو..... اس نے کہا یہ بکریاں میری ذاتی ملکیت نہیں ہیں۔ کیونکہ میں تو غلام ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اسے آزمانے کیلئے) فرمایا..... مالک سے کہہ دینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا تھا۔ اسے کیا پتہ چلے گا۔ چرواہے نے عرض کیا کہ وہ نہ جان سکے گا تو کیا اللہ تعالیٰ بھی نہ جانے گا؟ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ زار زار رونے لگے اس کے مالک کو بلوایا، غلام کی قیمت ادا کر دی اور پھر اسے آزاد کرتے ہوئے فرمایا..... اس بات سے جس طرح تو اس دنیا میں آزاد ہوا ایسے ہی اس جہان میں بھی نجات پائے گا۔

(نسخہ کیمیا: ص ۱۰۱۴)

حدیث وفقہ کے بلند پایہ امام محی الدین ابوزکریا نوویؒ نے اپنی کتاب ''ریاض الصالحین'' میں باقاعدہ ''باب المراقبہ'' قائم کیا ہے اور اس میں قرآن پاک کی پانچ آیات اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۹ احادیث لائی ہیں..... امام نوویؒ نے جو آیات مبارکہ ذکر فرمائی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ○ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ　　وہ (اللہ تعالیٰ عزیز و رحیم) جو آپ کو جب آپ (تہجد کے وقت) اٹھتے ہیں دیکھتا ہے اور نمازیوں میں آپ کے پھرنے کو بھی (الشعراء ۲۱۸۔۲۱۹)

(۲) وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (الحدید ۴)　　اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔

(۳) اِنَّ اللّٰہَ لَایَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَافِی السَّمَآءِ (آل عمران:۵)　بے شک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں۔

(۴) اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ (الفجر:۱۴)　بے شک تمہارا پروردگار تاک میں ہے۔

(۵) یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ (المومن:۱۹)　وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو (باتیں) سینوں میں پوشیدہ ہیں (ان کو بھی جانتا ہے)

ان پانچ آیات کے تذکرے کے بعد امام نوویؒ فرماتے ہیں:

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ　اور اس بارے میں اور بھی بہت ساری آیات ہیں جو کہ معروف ہیں۔ (ریاض الصالحین:۴۰)

مراقبہ کے بارے میں امام نوویؒ نے جو احادیث بیان فرمائی ہیں ہم ان میں سے چند ایک کو ذکر کر رہے ہیں۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(احسان یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا کہ اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ (مقام حاصل) نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (صحیح مسلم)

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور گناہ کے بعد نیکی کر لیا کرو تا کہ وہ نیکی گناہ کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کرو۔ (ترمذی)

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ

ایک دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (سواری پر) بیٹھا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لڑکے میں تمہیں چند باتیں بتاتا ہوں، تم اللہ تعالیٰ کے

حقوق کی حفاظت کرو وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو تم اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے جب کچھ مانگنا ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو اور جب مدد طلب کرو تو (صرف) اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور یاد رکھو کہ اگر ساری مخلوق مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہے تو تمہیں صرف اتنا ہی نفع پہنچا سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر وہ سب تمہیں جمع ہو کر نقصان پہنچانا چاہیں تو تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔

قلم اٹھا لئے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔ (ترمذی)

حدیث شریف کے الفاظ ہیں ''اِحْفَظِ اللہ'' تم اللہ کی حفاظت کرو.....یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمہارا جو تعلق ہے اس کی حفاظت کرو.....اس کے احکامات کو بجالا کر.....اس نے جن چیزوں سے روکا ہے ان سے بچ کر.....اور اس کے پسندیدہ کاموں میں مشغول ہو کر..... ''یحفظک'' وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا دنیا اور آخرت میں.....جان اور مال میں، عزت اور آبرو میں.....تَجِدْهُ تُجَاهَکَ، تم اسے اپنے ساتھ پاؤ گے وہ اپنی حفاظت، نصرت، تائید، اعانت..... اور رحمت تمہارے شامل حال فرمادے گا.....اسی جملے تَجِدْهُ تُجَاهَکَ کا تعلق مراقبہ کے ساتھ ہے کہ تم اسے اپنے ساتھ پاؤ گے.....

حضرت ذوالنون مصریؒ سے پوچھا گیا کہ بندہ کس چیز سے جنت میں پہنچتا ہے انہوں نے فرمایا پانچ باتوں سے (۱) استقامت جس میں کجی نہ ہو (۲) محنت جس میں سہو نہ ہو (۳) ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کا مراقبہ (۴) موت کا انتظار اور اس کی تیاری (۵) اپنے نفس سے حساب لینا اس سے قبل کہ اس سے حساب لیا جائے۔

محاسبیؒ سے مراقبے کا معنی پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا اس کا آغاز یہ ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا علم ہو جائے۔

حمید طویلؒ نے سلیمان بن علیؒ سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے انہوں نے فرمایا جب تم گناہ کرتے ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا یہ گمان کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے تب تو تم بڑی ہی جرأت کرتے ہو اور اگر یہ گمان ہو کہ وہ نہیں دیکھتا تو کافر ہو۔

فرقد سنجیؒ کہتے ہیں کہ منافق تا کتا رہتا ہے جب کسی کو نہیں دیکھتا تو برائی کی راہ میں داخل ہو جاتا ہے مگر صرف لوگوں کو تا کتا ہے اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہیں کرتا.....خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ''رقیب'' ہے ''دیکھنے والا نگہبان'' پس مراقبے کی حقیقت یہ کہ رقیب کا لحاظ کرے اور اپنی توجہ اس کی طرف پھیرے.....اگر کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کی وجہ سے کوئی کام نہ کر رہا ہو تو کہا جاتا ہے کہ اس کا لحاظ کر کے یہ کام نہیں کرنا.....اہل تصوف کی مراد مراقبے سے وہ حالت قلبی ہے جو ایک قسم کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور اس حالت سے کچھ اعمال اعضاء میں اور کچھ دل میں پیدا ہوا کرتے ہیں پس حالت تو یہ ہے کہ قلب کا رقیب جل شانہ کو تا کتے رہنا اور اسی کی طرف مشغول اور ملتفت رہنا اور اس کو ملاحظہ کرنا.....اور اسی کی طرف متوجہ رہنا.....

(محصلۃ من احیاء العلوم للغزالیؒ)

دورہ تربیت کے دوران درج ذیل مراقبے کئے جاتے ہیں،

(۱) اللہ تعالیٰ کی محبت کے فیض کا مراقبہ (۲) گناہوں سے معافی کے فیض کا مراقبہ (۳) نعمتوں کے شکر کا مراقبہ (۴) حفاظت کے فیض کا مراقبہ (۵) صحت کے فیض کا مراقبہ.....(۶) موت کا مراقبہ

مراقبہ قرآن وسنت سے ثابت ہے جیسا کہ پچھلی سطور میں ہم نے پڑھ لیا اس لئے اس خزانے سے فیض یاب ہونا چاہئے.....اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں مراقبے کی حقیقت نصیب فرمائے۔

.....حَتّٰی نَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّنَا نَرَاهُ.....

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی..... آمین یا ربّ العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر۸

دل کو زندہ کرنے والی دعاء

یَاحَیُّ یَاقَیُّوۡمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ بِرَحۡمَتِکَ اَسۡتَغِیۡثُ .....فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان چالیس مرتبہ پڑھنے سے.....دل کو زندگی ملتی ہے.....اور وہ نہیں مرتا..... یعنی غفلت اور سیاہی کا شکار ہو کر..... اسے روحانی موت نہیں آتی.....قرآن وسنت میں..... اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہ دونوں مبارک نام..... الحّی، القیوم.....بہت اہمیت کے ساتھ.....وارد ہوئے ہیں.....حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں ناموں کے ذریعے سے دعاء کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فضلیت بھی بیان فرمائی ہے.....کئی علماء اور مشائخ کے نزدیک یہ دونوں اسماء.....اسم اعظم..... ہیں۔

مزید فضائل اور تفصیلات کیلئے بندہ کی تالیف.....''لطف اللطیف جل شانہ'' کے نویں باب کا مطالعہ فرمائیں.....نیز.....''تحفہ سعادت''میں.....الحّی جل شانہ.....اور القیوم جل شانہ کے خواص کا مطالعہ بھی مفید رہے گا.....ان شاء اللہ الحی القیوم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۹

سبحان اللہ وبحمدہٖ

اللہ تبارک و تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اسے ایسے اعمال.....اور اقوال کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں جو اسے محبوب ہیں.....سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ .....اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین کلمہ ہے.....جیسا کہ اس روایت میں بیان ہوا ہے۔

(۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں.....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کیا میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ترین کلام نہ بتاؤں؟ بے شک سبحان اللہ وبحمدہ.....اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین کلام ہے۔

(مسلم: ص ۳۵۱، جلد ۲)

اپنے اندر.....محبت وعظمت کے نورانی سمندر لئے..... یہ کلام اللہ تعالیٰ کو اتنا پیارا ہے کہ اسے اپنی تمام مخلوق کا ذکر بنا دیا ہے اور اس کے پڑھنے والے کیلئے رزق.....اور روزی کے خزانے کھول دیئے ہیں..... لیجئے یہ ایمان افروز روایت ملاحظہ فرمائیے۔

(۲) حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (مرسلا) روایت کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے! میں تجھے مختصر سی نصیحت کرنا چاہتا ہوں تاکہ تو اسے بھلا نہ دے میں تجھے دو کام کرنے

کی نصیحت کرتا ہوں اور دو کاموں سے روکتا ہوں جن دو کاموں کے کرنے کی نصیحت کرتا ہوں ان میں سے ایک کام وعمل ایسا ہے جسے میں نے اکثر (بذریعہ وحی) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوکر پہنچتے دیکھا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس عمل سے خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی۔ وہ عمل یہ دعا وذکر ہے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" کیونکہ یہی عمل اور یہی ذکر تمام مخلوق کی عبادت ہے اور اسی ذکر کے طفیل تمام مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے۔ دوسری بات جس کے کرنے کی میں تجھے وصیت کرتا ہوں وہ اس کلمے کا ذکر ہے۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ" کیونکہ اگر آسمان وزمین حلقہ بنا کر رکاوٹ بن جائیں تب بھی یہ کلمہ اور اس کلمے کا ذکر اس رکاوٹ کو توڑ دے گا (اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جائے گا) اور اگر آسمان وزمین ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں (اور دوسرے پلڑے میں یہ کلمہ ہو تو) کلمے والا پلڑا جھک جائے گا اور آسمان وزمین سے بھاری ہوجائے گا۔ اور جن دو باتوں سے میں تجھے روکنا چاہتا ہوں ان میں سے ایک شرک ہے اور دوسرا تکبر، پس اگر تیری استطاعت ہو کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت یعنی موت کے وقت تیرے دل میں ذرا برابر بھی شرک وتکبر نہ ہو تو ایسا ضرور کر۔

(کتاب الزہد: ص ۵۱، ترغیب المسلمین: ص ۲۴)

اللہ تعالیٰ کے اس محبوب کلمے کی ایک خاص ترین برکت یہ ہے کہ..... اگر سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ انسان کے سر لدے ہوئے ہوں تو..... اس دعاء کے ورد سے..... وہ مٹا دیئے جاتے ہیں..... لیجئے صحیح بخاری شریف کی یہ روایت ملاحظہ کیجئے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا..... جس نے دن میں ایک سو مرتبہ کہا ''سبحان اللہ وبحمدہ'' اس کی خطائیں معاف کردی جائیں گی اگرچہ سمندر کی جھاگوں کے برابر ہوں..... (بخاری)

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کے فرشتوں کا خاص مقام ہے..... چنانچہ..... فرشتوں کو ماننا بھی ..... ایمان کا لازمی حصہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ پیاری مخلوق..... بس اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی میں لگی رہتی ہے۔ اور اس کی نافرمانی نہیں کرتی..... اللہ تعالیٰ نے اپنی اس محبوب مخلوق کیلئے بھی جو ذکر پسند فرمایا ہے وہ ہے..... سبحان اللہ وبحمدہ.....

(۴) حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کلاموں میں کونسا کلام افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ کلام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کیلئے منتخب فرمایا ہے

(یعنی) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ..... (مسلم: ص ۳۵۱، جلد ۲)

یہ مبارک کلام جہاں پڑھنے کے اعتبار سے زبان پر..... بہت آسان اور ہلکا ہے..... وہیں ..... قیامت کے دن یہ میزان میں بہت بھاری ہوگا..... بس ایک انسان کو اور کیا چاہئے کہ..... قیامت کے دن..... اس کا نیکیوں والا ترازو بھاری ہو جائے.....

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو کلمے زبان پر آسان، میزان اعمال میں بھاری اور رحمٰن جل شانہ کو بہت پیارے..... ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ

الْعَظِیْمِ'' (بخاری)

دنیا تو فانی اور عارضی ہے..... یہاں جس کے پاس جو کچھ ہے..... وہ کامیابی کا معیار نہیں..... اصل کامیاب تو وہ خوش نصیب ہے جو قیامت کے دن..... بہترین اعمال لے کر آئے گا..... ان بہترین اعمال میں سے..... سبحان اللہ وبحمدہ..... بھی ہے..... دیکھئے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کتنی بڑی فضیلت بیان فرما رہے۔

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح وشام ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ'' سو سو مرتبہ پڑھے گا قیامت کے دن اس سے افضل عمل وہی شخص لا سکے گا جو اتنی مرتبہ یا اس سے زیادہ (سبحان اللہ وبحمدہ) پڑھے گا۔ (ترمذی)

انہیں فضائل کے پیش نظر آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم..... اپنے صحابہ کرام کو..... سبحان اللہ وبحمدہ پڑھنے کا..... حکم فرمایا کرتے تھے..... اور ایک مرتبہ پڑھنے پر دس مرتبہ پڑھنے کی بشارت دیتے تھے۔

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے صحابہ سے فرمایا..... سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سو مرتبہ پڑھا کرو جو کوئی ایک مرتبہ پڑھے گا اس کیلئے دس مرتبہ پڑھنے کا اجر لکھا جائے گا جو دس مرتبہ پڑھے گا اس کیلئے سو مرتبہ اور جو سو مرتبہ پڑھے گا اس کیلئے ہزار مرتبہ پڑھنے کا اجر لکھا جائے گا جو اس سے زیادہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے زیادہ عطاء فرمائیں گے اور جو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیں گے۔ (ترمذی)

ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار مقبول نیکیوں کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۸) ترمذی شریف کی روایت ہے.....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمنشینوں سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایک ہزار نیکیاں کمانے سے بھی عاجز ہے؟ آپ کے رفقاء میں سے ایک نے پوچھا ہم میں سے کوئی کس طرح سے ہزار نیکیاں کما سکتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی سو مرتبہ سبحان اللہ کہے تو اس کیلئے ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے ہزار گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ (ترمذی)

(۹) مستدرک حاکم کی روایت ہے:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس کیلئے جنت واجب ہو جائے گی اور جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ پڑھے گا اس کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی حالت میں تو کوئی بھی (قیامت میں) ہلاک نہیں ہو سکتا (کہ نیکیاں غالب ہی رہیں گی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بعض لوگ پھر بھی ہلاک ہوں گے اور کیوں نہ ہوں) بعض آدمی اتنی نیکیاں لے کر آئیں گے کہ اگر پہاڑ پر رکھ دی جائیں تو وہ دب جائے لیکن اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں وہ کالعدم ہو جائیں گی البتہ اللہ جل شانہ پھر اپنی رحمت اور فضل سے دستگیری فرمائیں گے۔ (حاکم)

دورہ تربیت میں یہ ورد..... ہزار مرتبہ کیا جاتا ہے..... کیونکہ جو شخص صبح کے وقت ایک ہزار بار ''سبحان اللہ وبحمدہ'' پڑھتا ہے..... وہ اپنی جان اللہ تعالیٰ کو بیچ دیتا ہے..... سبحان اللہ..... کس قدر عظیم فضیلت ہے..... لیجئے آخر میں یہ روایت پڑھتے ہیں.....

(۱۰) حضرت ابن عباس..... رضی اللہ عنہما..... فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت ایک ہزار مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ

وَبِحَمْدِہٖ ‘‘ پڑھتا ہے تو وہ اپنی جان اللہ تعالیٰ کو بیچ دیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہنم سے آزاد کیا ہوا بن جاتا ہے..... (الطبرانی فی الاوسط)

بس انہیں..... دس روایات پر..... اکتفا کرتے ہیں..... اللہ تعالیٰ ہمیں اس ورد کو دل و جان سے اپنانے کی توفیق عطاء فرمائے..... دورہ تربیت کے بعد..... ہو سکے تو ایک ہزار ہی کا معمول رکھیں..... ورنہ..... ایک سو مرتبہ روزانہ کا معمول بنا لینا چاہئے۔

www.rangonoor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۱۰

اورادِ فتحیہ

کشمیر کے مشہور و معروف بزرگ.....امام الاولیاء حضرت شاہ ہمدانی رحمہ اللہ نے.....ایک ہزار چار سو اولیاء کرام سے فیض حاصل کر کے.....جو.....اوراد مرتب فرمائے ہیں.....وہ اورادِ فتحیہ کہلاتے ہیں.....ان اوراد کی مقبولیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ.....

صدیاں گزرنے کے باوجود.....اب تک.....لاکھوں مسلمان ان اوراد سے فیض یاب ہو رہے ہیں.....جبکہ.....مقبوضہ کشمیر کے مسلمان تو ان اوراد کو باقاعدگی کے ساتھ اپنی مساجد میں پڑھتے ہیں.....ان اوراد کے بارے میں حضرت شاہ ہمدانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں.....

ان اوراد کے فضائل وخواص کا ایک کرشمہ یہ ہے کہ میں اپنے زمانہ سیاحت میں ایک ہزار چار سو کامل اولیاء سے ملا ہوں ان میں سے چار سو سے ایک ہی مجلس میں سلطان ابوسعید رحمہ اللہ کے دربار میں شرف صحبت حاصل ہوا وقت رخصت جو دعائیں اور ذکر اذکار ان کی زبان پر جاری ہوئے وہ اورادِ فتحیہ ہیں۔

جب میں نے کتب حدیث کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تمام اوراد، احادیثِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں خانہ کعبہ کی زیارت کیلئے جاتے ہوئے جب میں مسجد اقصیٰ پہنچا تو ایک رات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

کی زیارت سے مشرف ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آستین مبارک سے ایک رقعہ مبارکہ نکال کر مجھے مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا یہ ''فتحیہ'' لو جب میں نے دیکھا تو یہی وہ اوراق تھے جو میں نے جمع کئے تھے.....

www.rangonoor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۱۱

منزل شریف

دورہ تربیت کے دوران.....نماز فجر کے بعد کے معمولات میں.....منزل کی تلاوت بھی ہے یہ عظیم الشان قرآنی وظیفہ.....خیر القرون سے.....اہل اللہ کا ورد رہا ہے.....

تعبیر کے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ہم کسی سفر میں تھے.....ایک نہر پر ہمارا قیام ہوا لوگوں نے ڈرایا کہ یہاں لٹ جاتے ہیں میرے سب رفیق وہاں سے چل دیئے مگر میں چونکہ آیات حرز پڑھا کرتا تھا اس لئے وہاں ٹھہرا رہا۔ جب رات ہوئی ابھی میں سونے بھی نہ پایا تھا کہ چند آدمی شمشیر بکف آئے مگر مجھ تک نہ پہنچ سکے۔ جب صبح کو وہاں سے چلا تو ایک شخص گھوڑے پر سوار ملا اور مجھ سے کہا کہ ہم لوگ رات کو سو بار سے زائد تیرے پاس آئے مگر درمیان میں ایک آہنی دیوار حائل ہو جاتی تھی۔ میں نے کہا یہ ان آیات کی برکت ہے.....اس شخص نے عہد کیا کہ آئندہ یہ کام (ڈاکہ، چوری) نہ کروں گا۔

(فضائل حفاظ القرآن: ص ۲۵۸)

صاحب نافع الخلائق نے مذکورہ بالا قصے کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا ہے اور انہوں نے ان آیات کے درج ذیل خواص لکھے ہیں:

(۱) یہ آیات جذام اور برص جیسے موذی امراض کا علاج ہیں۔

(۲) حاجات کے پورا ہونے میں یہ آیات اکسیر ہیں۔

(۳) جو صبح پڑھے گا رات تک خود اس کی اور اس کے جان و مال کی حفاظت رہے گی اور جو شام کو پڑھے گا صبح تک محفوظ رہے گا (۴) اگر فقیر ان آیات کا ورد کرے تو غنی ہو جائے (۵) مریض پڑھے تو شفایاب ہو جائے (۶) زخموں پر ان آیات کو پڑھا جائے تو جلد اچھے ہو جائیں (۷) اگر قیدی ان آیات کو پڑھے تو رہائی پائے یا کم از کم قید کی شدت میں کمی ہو جائے (۸) ان آیات میں فالج، بواسیر، لقوہ، قولنج اور چشم زخم وغیرہ جملہ امراض کا علاج ہے۔ (۹) یہ آیات جنات، موذی انسانوں، درندوں اور موذی حشرات الارض سے حفاظت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ (۱۰) ظالموں اور حاسدوں کے شر سے حفاظت کیلئے یہ آیات بہت مفید ہیں (۱۱) یہ آیات جادو اور جناتی اثر کا بہترین علاج ہیں (۱۲) ان آیات میں مقبولیت کا اثر بھی ہے پس جو انہیں ورد رکھے وہ مخلوق میں مقبول و عزیز ہو اور اس کا قول و عمل بھی لوگوں کے ہاں مقبول ہو (۱۳) بچوں کو یہ آیات باندھی جائیں تو جملہ بلاؤں سے ان کی حفاظت رہے۔ (۱۴) اگر کوئی شخص گم یا غائب ہو جائے تو تین دن تک اس کے لئے یہ آیات پڑھی جائیں انشاء اللہ چوتھے دن تک اسکی حیات و ممات کا حال معلوم ہو جائے گا (۱۵) جس گھر میں یہ آیات ہوں وہ جادو اور جلنے سے محفوظ رہے۔ (نافع الخلائق: ص ۳۲۶)

صاحب ''فضائل حفاظ القرآن'' لکھتے ہیں ان آیات کے پڑھنے سے آسیب و درندہ چور اور ہر قسم کی بلا اور آفت دفع ہو جاتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ ان میں سو بیماریوں سے شفاء ہے۔ محمد بن علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک بوڑھے کو فالج ہو گیا تھا اس پر یہ آیتیں پڑھیں اس کو شفا ہوئی (نیز ان ۳۷ آیتوں کو پڑھنے والا سرکش شیطان، جادوگر، ظالم حاکم اور تمام چوروں، ڈاکوؤں اور درندوں سے محفوظ رہیگا) (فضائل حفاظ القرآن: ص ۲۵۸)

ہم نے اپنی تالیف..... ''لطف اللطیف'' میں پوری منزل لکھ دی ہے، یہاں قارئین کی سہولت کیلئے صرف سورت کا نام اور آیات کے ارقام لکھنے پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

سورۂ فاتحہ..... مکمل..... سورۂ بقرہ آیت ۱ تا ۵..... سورۂ بقرہ آیت ۱۶۳..... سورۂ بقرہ ۲۵۵ تا ۲۵۷..... سورۂ بقرہ..... ۲۸۵ تا ۲۸۶..... ال عمران ۱۸..... ال عمران ۲۶ تا ۲۷..... الاعراف ۵۴ تا ۵۶..... الاسراء ۱۱۰ تا ۱۱۱..... المومنون ۱۱۵ تا ۱۱۸..... الصّٰفّٰت ۱ تا ۱۱..... الرحمٰن ۳۳ تا ۴۰..... الحشر ۲۱ تا ۲۴..... الجن ۱ تا ۴..... سورۂ الکافرون مکمل..... سورۂ اخلاص مکمل..... سورۂ فلق مکمل..... سورۂ والناس مکمل.....

www.rangnoor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۱۲۔۲۲

اِشۡرَاق .....اور.....اوَّابین

دورہ تربیت میں.....بحمداللہ.....نوافل کا بھی اہتمام کرایا جاتا ہے.....اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ.....نوافل ہی کے ذریعہ..... بندے کو اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے..... یہاں تک کہ وہ وصل کا مقام پالیتا ہے.....شیطان..... بہت تجربہ کار دشمن ہے.....وہ انسان پر اپنے حملے کا آغاز.....نوافل سے کرتا ہے.....پھر جب نوافل کی قدر دل سے نکل جاتی ہے.....اور نوافل چھوٹنا شروع ہوجاتے ہیں تو سنت غیر مؤکدہ میں سستی پیدا ہوتی ہے.....اور پھر درجہ بدرجہ.....حالت یہاں تک جا پہنچتی ہے کہ.....فرائض کا اہتمام بھی مشکل ہونے لگتا ہے..... پس ہم سب مسلمانوں کو چاہئے کہ.....فرائض کے گرد سنتوں کا..... اور سنتوں کے گرد نوافل کا.....حصار قائم کریں.....تاکہ.....شیطان ملعون سے حفاظت رہے.....اور اللہ تعالیٰ سے محبت کا حق ادا ہو.....ہم میں سے ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ.....محبت اور احسان کی ابتداء ان چیزوں سے ہوتی ہے..... جو..... لازمی ذمہ داریوں سے زائد ہوں.....گھر والوں کا جو خرچہ مقرر ہے.....وہ تو دینا ہی پڑتا ہے.....لیکن کسی مہینے اگر اس سے زائد.....تھوڑا سا ہی..... دے دیا جائے تو..... انس و محبت میں کس قدر اضافہ ہوتا ہے.....اسی طرح اگر کوئی مزدور اور ملازم.....اپنے اصل وقت سے..... کچھ زیادہ وقت کام کرے..... یا اپنے مقررہ کاموں سے ہٹ کر کوئی خدمت.....

سرانجام دے تو..... وہ کتنا مقرب بن جاتا ہے..... کوئی دکاندار اصل وزن سے زائد..... تھوڑا سا بھی ڈال دے تو گاہک کی خوشی دیدنی ہوتی ہے..... الغرض..... نوافل ہی محبت اور تعلق کو..... پروان چڑھاتے ہیں..... دورہ تربیت کے دوران تہجد کا اہتمام کیا جاتا ہے..... اللہ کرے یہ پوری زندگی کا معمول بن جائے..... اسی طرح اشراق..... اور..... اوّابین کے نوافل بھی ادا کئے جاتے ہیں..... آیئے نفل نمازوں کے عموماً..... اور اشراق واوّابین کے خصوصاً چند فضائل پڑھتے ہیں..... ممکن ہے..... یہ فضائل ہمیں نوافل کے حسین راستے پر لے آئیں.....

(۱) فرائض کی کمی کوتاہی کا کفارہ اور ازالہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا پس اگر نماز ٹھیک نکلی تو بندہ فلاح یاب اور کامیاب ہوجائے گا اور اگر نماز خراب نکلی تو بندہ ناکام و نامراد رہ جائے گا پھر اگر اس کے فرائض میں کچھ کمی ہوئی تو رب تعالیٰ فرمائے گا، دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کچھ نوافل ہیں تاکہ ان کے ذریعہ اس کے فرائض کی کمی کوتاہی کو پورا کیا جاسکے پھر نماز کے بعد باقی اعمال کا بھی اس طرح حساب ہوگا..... (نسائی)

(۲) گناہوں کی معافی

حضرت محمد بن عمارؒ بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے (اپنے والد محترم) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ

مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور بیان فرماتے تھے کہ میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو بندہ مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں..... (معجم طبرانی)

مغرب سے عشاء تک کا وقت..... اللہ والوں کے نزدیک بہت قیمتی ہے..... حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے..... اپنی شہرہ آفاق کتاب..... احیاء العلوم میں..... مغرب اور عشاء کے درمیان عبادت کی فضیلت میں..... پوری ایک فصل لائی ہے..... جس میں بہت ساری روایات اور آثار سے..... اس وقت کی عبادت کے فضائل بیان فرمائے ہیں..... ہو سکے تو مطالعہ فرمالیں..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کے بعد..... عشاء پڑھنے سے پہلے..... سونے سے منع فرمایا ہے۔ اس سے بھی اشارۃ اس وقت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے..... مناسب تو یہ ہے کہ..... مغرب کی دوسنتوں کے بعد..... چھ رکعت اوّابین کا معمول بنایا جائے۔ لیکن اگر..... مشغولیات زیادہ ہوں تو..... مغرب کے بعد کل چھ رکعت پڑھ لی جائیں..... سنتوں سمیت..... امید ہے کہ..... انشاء اللہ..... فضیلت حاصل ہو جائے گی..... اور..... اجر مل جائے گا۔

دورہ تربیت کے دوران..... بیس رکعت کا اہتمام کرایا جاتا ہے تاکہ کمر پر لگی ہوئی سستی کی گرہ کھل جائے..... اور آئندہ کے لئے..... آٹھ یا چھ رکعت کا اہتمام آسان ہو جائے..... ویسے بیس رکعت اوّابین کے بارے میں ایک روایت بھی موجود ہے..... امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتے ہیں۔ (ترمذی)

(۳) بارہ سال کی عبادت کا اجر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہیں کی تو یہ بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی۔ (ترمذی)

(امام ترمذیؒ نے یہ حدیث نقل فرمانے کے بعد اس کے ایک راوی عمر بن ابی خثعم کی ثقاہت پر کلام کیا ہے)

(۴) اشراق کی فضیلت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر شخص کے جوڑ جوڑ پر صبح کو صدقہ ہے (یعنی ہر جوڑ کی سلامتی کے شکر میں کوئی صدقہ یعنی کوئی نیکی کرنی چاہئے)

پس ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور الحمدللہ کہنا صدقہ ہے اور لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صدقہ ہے۔ اور ان سب کی طرف سے وہ دو رکعت کافی ہیں جو آدمی چاشت کے وقت پڑھ لے۔ (مسلم)

(۵) گناہوں کی معافی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے چاشت کی دو رکعت کا اہتمام کیا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (احمد، ترمذی)

(۶) کفایت کرنے والی نماز

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ابن آدم دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعتیں پڑھ لیا کرو میں دن کے آخری حصے میں تجھے کفایت کروں گا۔ (ترمذی)

یعنی اللہ تعالیٰ نے دن بھر کے مسائل حل فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔

(۷) محبوب کی وصیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے ہر مہینے تین روزے، چاشت کی دو رکعتیں اور یہ کہ میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی..... آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پیارے فرامین پر..... عمل کی توفیق عطاء فرمائے.....

آمین یا رب العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۱۳

اَفۡضَلُ الذِّکۡرِ..... لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

امام ربانی..... حضرت مجدد الف ثانی..... نور اللہ مرقدہٗ..... کو مغل بادشاہ جہانگیر نے قید کرلیا تھا..... آپ نے قید کے دوران اپنے گھر والوں کو جو قیمتی نصیحتیں فرمائیں انہیں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ..... روزانہ..... بارہ سو مرتبہ..... لا الہ الا اللہ..... کا ورد کیا کریں..... یہ کلمہ..... بے شک بہت..... طیبہ یعنی پاکیزہ، پیارا اور پسندیدہ ہے اور اسی کا ذکر..... افضل الذکر ہے..... بہت سارے اولیاء کرام..... اور علماء نے اسے..... اسم اعظم قرار دیا ہے..... اس بحث کو دیکھنے کے لیے..... آپ الکنز الاعظم..... یا..... لطف اللطیف جل شانہٗ..... نامی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔ دورہ تربیت کے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے..... روزانہ..... بارہ سو مرتبہ اس افضل ترین ذکر کا اہتمام کیا جاتا ہے..... اگر کوئی خوش نصیب روزانہ بارہ سو کا..... اہتمام کرتا رہے تو اس کے پاس..... ہر دو مہینے میں..... ستر ہزار کی تعداد میں یہ کلمہ جمع ہو جائے گا..... عارفین کے نزدیک..... کلمے کی یہ تعداد..... بخشش کی خاص تاثیر رکھتی ہے..... جی ہاں، وہی بخشش..... جس کے ہم سب بے حد محتاج ہیں..... بے حد محتاج.....

آیئے لا الہ الا اللہ کے ورد کے چند فضائل پڑھتے ہیں.....

۱۔سب سے افضل ذکر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے افضل ذکر ''لا الہ الا اللہ'' ہے۔ (ترمذی)

۲۔عرش تک جا پہنچا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بندہ دل کے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کے لئے لازماً آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کلمہ عرش الٰہی تک جا پہنچتا ہے۔ جب تک وہ شخص کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ (ترمذی)

۳۔ایمان کی تجدید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے ایمان کی تجدید کیا کرو۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہؐ! ہم کس طرح اپنے ایمان کی تجدید کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کثرت سے ''لا الہ الا اللہ'' کہا کرو۔ (مسند احمد)

۴۔آسمانوں اور زمینوں سے بھاری

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب، مجھے ایسی چیز سکھا دیجئے جس کے ذریعے میں آپ کا ذکر کروں یا آپ کو پکاروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ کہو ''لا الہ الا اللہ'' حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب! یہ کلمہ تو تیرے سارے بندے کہتے ہیں، میں تو

ایسی چیز چاہتا ہوں کہ جو آپ خاص طور پر مجھے ہی عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا ان کے تمام رہنے والے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں تو لا الہ الا اللہ کا وزن ان سے زیادہ ہوگا۔ (شرح السنہ للبغویؒ)

۵۔ سب سے پہلے شفاعت نبویؐ کا مستحق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ فیض یاب ہونے والا کون ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے ابو ہریرہ! حدیث کے بارے میں تمہارا حرص دیکھ کر میرا یہی گمان تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے مجھ سے کوئی نہیں پوچھے گا۔ میری شفاعت کی سب سے زیادہ سعادت اٹھانے والا قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ ''لا الہ الا اللہ'' کہے۔ (بخاری۔ حاکم)

۶۔ جہنم کی آگ حرام

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپؐ نے ارشاد فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو بندہ اسے دل سے حق سمجھ کر پڑھے گا اور پھر اسی پر اس کی موت آئے گی تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے جہنم پر حرام کر دے گا۔ وہ کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' ہے۔ (حاکم)

۷۔ لا الہ الا اللہ کے ورد کو غنیمت جانو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کثرت سے کرتے رہو اس سے قبل کہ تمہارے اور اس کے درمیان (موت) حائل کردی جائے۔ (ابویعلی)

۸۔ جنت کی کنجیاں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی دینا جنت کی کنجیاں ہیں۔ (مسند احمد)

۹۔ برائیاں مٹا دینے والا کلمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ بھی دن یا رات کی کسی گھڑی میں لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کے اعمال نامہ کی برائیاں مٹا کر ان کی جگہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ (ابویعلی)

۱۰۔ براہ راست پہنچنے والا کلمہ

ترمذی کی روایت ہے

لا الہ الا اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی حجاب نہیں، یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجتہ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں

لا الہ الا اللہ میں بہت سے خواص ہیں۔ پہلی خاصیت یہ ہے کہ وہ شرک جلی کو ختم کر دیتا ہے۔ دوسری خاصیت یہ ہے کہ وہ شرک خفی (ریاکاری) کو بھی ختم کر دیتا ہے اور تیسری خاصیت یہ ہے کہ وہ بندے کے اور معرفت الٰہی کے درمیان حجابات کو

جلا کر معرفت کے حصول اور قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ (حجتہ اللہ البالغہ)

وہ کلمہ جو کفر کو مٹا دیتا ہو..... گناہوں کو کس قدر دھوتا ہوگا۔ خود ہی..... اندازہ لگایا جاسکتا ہے..... کائنات کا بدترین کافر..... اگر ایک بار..... دل کے یقین کے ساتھ یہ کلمہ پڑھ لے تو اس کی زندگی بھر کا کفر..... اور گناہ..... ایک لمحہ میں مٹ جائیں گے اور جہنم سے..... جنت کا طویل فاصلہ..... پلک جھپکتے طے ہو جائے گا..... پھر کیوں نہ ہم..... وجد کے ساتھ..... توجہ اور محبت کے ساتھ..... بار بار پڑھیں۔ ہزاروں بار۔ اور لاکھوں بار پڑھیں..... لا الہ الا اللہ..... لا الہ الا اللہ..... لا الہ الا اللہ.....

ورد کا طریقہ

ورد کا طریقہ یہ ہے کہ ننانوے بار ''لا الہ الا اللہ'' پڑھ کر..... ایک مرتبہ پورا کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھ کر سو کا عدد مکمل کیا جائے..... اور ہر مرتبہ اسی طرح کیا جائے۔ جہاں تک پورے کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے ورد کا تعلق ہے اس پر انشاء اللہ آگے چل کر بات ہوگی.....

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۱۴

کلمہ طیبہ.....لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ..... کے کچھ فضائل ہم پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ دورہ تربیت میں بارہ سو مرتبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کے علاوہ..... لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّد رَسُوۡل اللّٰہ پورا کلمہ..... روزانہ ایک سو مرتبہ پڑھا جاتا ہے اور عام طور سے مجاہدین کرام کو جو معمولات دیئے جاتے ہیں ان میں بھی ایک سو مرتبہ مکمل کلمہ طیبہ کا ورد شامل ہے۔ پورا کلمہ طیبہ پڑھنے سے وہ تمام فضائل..... بطریق اولیٰ..... حاصل ہوں گے جو لا الہ الا اللہ کے ورد سے حاصل ہوتے ہیں۔ نیز احادیث و روایات سے ثابت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عرش پر یہی کلمہ لکھا ہوا ہے..... اور مسلمان ہونے کے لئے لازمی شرط ہے کہ لا الہ الا اللہ کی طرح محمد رسول اللہ کی بھی گواہی دے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص بھی اس حال میں مرے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی سچے دل سے گواہی دیتا ہو تو ضرور جنت میں داخل ہوگا اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مغفرت فرمائے گا۔ (احمد۔ نسائی)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے نام کے ساتھ لازم فرما دیا..... کلمے میں۔ اذان میں۔ اقامت میں۔ جمعہ کے

دن منبروں پر۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے خطبوں میں۔ ایام التشریق میں۔ عرفہ کے دن۔ رمی جمار کے وقت۔ صفا مروہ پر۔ نکاح کے خطبے میں۔ اور زمین کے مشرق و مغرب میں۔ اگر ایک شخص اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت اور حمد و ثنا کرے۔ جنت اور جہنم اور تمام چیزوں کی تصدیق کرے..... مگر..... محمد رسول اللہ..... یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کی شہادت نہ دے..... تو اس کا کوئی قول اور عمل فائدہ نہیں دے گا..... اور وہ کافر رہے گا۔

(تفسیر قرطبی صفحہ ۹۸، جلد ۲۰)

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَرَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکَ..... اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔

علامہ محلی لکھتے ہیں:

بِاَنْ تُذْکَرَ مَعَ ذِکْرِیْ فِی الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ وَالتَّشَهُّدِ وَ الْخُطْبَةِ وَ غَیْرِهَا. (تفسیر جلالین ص ۶۵۶)

یعنی آپ کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ کیا جاتا ہے اذان اور اقامت اور تشہد اور خطبے وغیرہا میں۔

علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں۔

یعنی پیغمبروں اور فرشتوں میں آپ کا نام بلند ہے۔ دنیا میں تمام سمجھدار انسان نہایت عزت و وقعت سے آپ کا ذکر کرتے ہیں، اذان، اقامت، خطبہ، کلمہ طیبہ اور التحیات وغیرہ میں اللہ کے نام کے بعد آپ کا نام لیا جاتا ہے اور خدا نے جہاں بندوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے، وہیں ساتھ ساتھ آپ کی فرمانبرداری کی تاکید کی ہے۔ (تفسیر عثمانی صفحہ 795)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۱۵

درود شریف-مقبول ترین عمل

آقا مدنی ﷺ کے ہم پر..... بے شمار..... احسانات ہیں۔ ان احسانات کا بدلہ دینا ممکن نہیں ہے لیکن اس امت پر اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھئے کہ..... اس نے درود شریف جیسی آسان، پر کیف، لذیذ اور مقبول عبادت اس امت کو عطا فرما دی ہے..... درود شریف کے ذریعہ..... ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خاص رحمت نصیب ہوتی ہے تو دوسری طرف..... آقا مدنی ﷺ کا قرب بھی ملتا ہے اور آپ کے ساتھ تعلق اور محبت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

درود شریف کے فضائل بے شمار ہیں اور اس کے فوائد کا احاطہ بہت دشوار ہے۔ ماضی کے خوش نصیب لوگوں نے درود شریف کے ذریعے کیا کچھ پایا اس کی بہت مزیدار اور طویل داستان ہے..... زیادہ دور نہ جائیے..... اپنے ہی زمانے کے ان لوگوں کو دیکھ لیجئے جو درود شریف کا شغف رکھتے ہیں..... کیسی خوبصورت اور پاکیزہ ہیں ان کی زندگیاں..... اور کیسا نور چمکتا ہے ان کے چہروں پر..... پھر جس نے درود شریف کی جتنی خدمت کی..... اتنا اونچا مقام اس نے پالیا..... سچ تو یہ ہے کہ میں نے خود اپنی مختصر سی زندگی میں..... درود شریف کی کثرت کرنے والوں کو بہت سکون والی پاکیزہ زندگی گزارتے دیکھا ہے اور ان لوگوں کو دین کے بہت زیادہ قریب پایا ہے..... اور ان میں سے بعض کو تو بہت ظاہری و باطنی ٹھاٹھ کی زندگی بسر کرتے دیکھا ہے..... جب فانی دنیا میں یہ برکات ہیں تو آخرت میں ان کے کیا

مزے ہوں گے؟.....ایسا کیوں نہ ہو..... درود شریف کوئی معمولی عبادت تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے محبوب بندے حضرت محمد ﷺ پر صلوٰۃ..... نازل فرماتا ہے۔ فرشتے بھی آپ ؐ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور پھر ایمان والوں کو بھی اس کی اجازت مل گئی کہ وہ آقا مدنی ﷺ پر درود وسلام بھیجیں.....

خوش نصیب علماء کرام نے اس موضوع پر مستقل تصانیف فرمائی ہیں۔ آقا ﷺ سے عشق کا تقاضا یہ ہے کہ ان تصانیف کو پڑھا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔ ماضی قریب کے زمانے میں حضرت اقدس تھانویؒ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اور حضرت شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے درود شریف پر مستقل تصانیف فرمائی ہیں.....دورہ تربیت کے دوران درود شریف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

آیئے آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے درود شریف کے چند فضائل پڑھتے ہیں۔

۱۔ خصوصی قرب

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کہ قیامت کے دن مجھ سے قریب ترین میرا وہ امتی ہوگا جو ان میں سے زیادہ مجھ پر درود بھیجنے والا ہوگا۔ (ترمذی)

۲۔ خاص رحمتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس خصوصی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم)

یوں ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کو ہزار خصوصی رحمتیں اور ہزار مرتبہ

پڑھنے والے کو دس ہزار خصوصی رحمتیں نصیب ہوتی ہیں..... ایک انسان کو اور کیا چاہئے.....

۳۔ گناہ بھی معاف

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس خاص رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور اس کی دس خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ (نسائی)

۴۔ آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا دمکتا چہرہ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ کے چہرہ انور پر خوشی دمک رہی تھی۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم آپ کے چہرے پر خوشی و مسرت دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ آپ کا رب فرما رہا ہے کہ آپ کو یہ بات راضی نہیں کرتی کہ جو کوئی بھی آپ پر ایک بار درود بھیجے گا تو میں ضرور اس پر دس خاص رحمتیں نازل کروں گا اور جو ایک بار آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس سلام بھیجوں گا۔ (نسائی)

آقا مدنی ﷺ کی خوشی اور غم..... اپنی امت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں..... معلوم ہوا کہ امت کو درود شریف کی صورت میں جو انعام ملتا ہے وہ بہت ہی بلند اور قیمتی ہے۔ اس لئے تو خوشی آقا مدنی ﷺ کے چہرہ انور پر دمک رہی تھی..... آج کسی کو ملک کے صدر کا خصوصی سلام آجائے تو وہ خوشی کے مارے..... مرنے لگتا ہے..... واہ۔ درود و سلام کی برکت سے..... بندے کو اللہ تعالیٰ کا سلام آتا ہے۔

ایک نہیں دس سلام.....اور خصوصی رحمتیں الگ.....اور آقا مدنی ﷺ کی طرف سے آنے والا جواب الگ.....اللہ اللہ اللہ.....کیا شان ہے درود وسلام کی اور کیا کرم ہے مالک کا اپنے حبیب ﷺ کی امت پر.....

۵۔ دنیا وآخرت کے غم ختم

ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنی نفل عبادات (یا دعاء) کا ایک تہائی حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ انہوں نے فرمایا دو تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا بہت اچھا۔ انہوں نے فرمایا پورا وقت درود شریف کے لئے مقرر کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تب تو اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا وآخرت کی تمام فکروں کے لئے کافی ہوجائے گا۔ (جمع الفوائد ص ۶۷۹، ج ۴)

درود شریف کے فضائل بہت زیادہ ہیں.....اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقبول عبادت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۱۶۔۳۳

اِستِغفَارُ .....صلوٰۃِ توبہ اور آہ وزاری

استغفار کہتے ہیں.....معافی مانگنے کو.....توبہ کرنے کو.....یعنی پہلے جان لے کہ میں نے کیا کیا گناہ کئے ہیں.....اور گناہ کتنی گندی اور بری چیز ہے.....پھر اُن گناہوں پر شدید ندامت ہو.....جی ہاں ندامت یعنی دل کا درد.....اور پھر پختہ عزم کہ.....ان گناہوں کے پچھلے اثرات مٹا دوں گا.....اور آئندہ قطعاً ان میں ملوث نہیں ہوں گا.....

اپنے ماضی پر نظر دوڑائے.....ایک ایک سال.....مہینہ.....دن اور گھڑیاں گن ڈالے کہ کس وقت.....کس زمانے کونسا گناہ ہوا.....مالک حقیقی کی کون سی نافرمانی ہوئی۔ پھر ان گناہوں پر ندامت کے ساتھ ایسے تڑپے۔ جس طرح وہ باپ تڑپتا ہے، جس کے بیٹے کو دو دن بعد پھانسی پر لٹکایا جانا ہے.....اور یہ بات حکومت کے افسروں نے اسے حتمی کاغذات دکھا کر بتادی ہو.....خود سوچئے یہ باپ.....اب کیا کھائے گا اور کیا پیئے گا؟.....آدمی کی جان بیٹے سے زیادہ عزیز ہے.....گناہوں کی سزا پھانسی سے زیادہ سخت ہے.....اور یہ سب کچھ بتانے والا.....اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہیں.....پھر انسان گناہوں پر کیسے نہیں تڑپے گا.....بیوی کی اگر کوئی غلطی خاوند کے سامنے آجائے تو وہ کس قدر.....ڈرتی اور تڑپتی ہے۔ کیا بندہ اللہ تعالیٰ کے قہر اور عذاب کو بھول گیا.....الغرض خوب ندامت سے روئے، آنسو بہائے اور تڑپے.....اور اپنے اس محبوب کو راضی کرے جس نے.....اسے ابھی تک

ذلّت اور سزا سے بچائے رکھا۔ اور اب توبہ کی توفیق بھی دے دی..... پچھلے گناہوں میں سے جن کی قضاء لازم ہے..... قضا کرے..... فرائض..... نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ..... میں سے جو کچھ چھوٹا ہو..... اسے ادا کرے..... اگر گناہ ذاتی نوعیت کے ہیں۔ زنا، شراب، گانا سننا وغیرہ..... تو سچی توبہ کرے..... لوگوں کے سامنے اظہار کر کے خود کو رسوا نہ کرے بلکہ ہر گناہ کی مقدار..... نیکی کرے..... اور حسنات کے ذریعے سیئات کو مٹائے..... اگر گناہ کا تعلق لوگوں کے حقوق سے ہے تو..... ان حقوق کو ادا کرنے کی سعی کرے.....

خلاصہ یہ ہوا کہ..... توبہ کا پرسکون راستہ..... تین دروازوں سے گزر کر نصیب ہوتا ہے۔ پہلا دروازہ علم..... کہ..... اپنے گناہوں کا علم حاصل ہو جائے اور انسان اپنے گناہوں کو پہچان لے۔ دوسرا دروازہ ندامت..... کہ..... اپنی خطاؤں پر..... دل میں درد، غم، افسوس اور پچھتاوا پیدا ہو جائے۔ اور تیسرا دروازہ..... عزم..... کہ آئندہ ان گناہوں کو چھوڑ دے اور پچھلے گناہوں کے آثار و اثرات کو مٹا دے..... اور پھر..... اخلاص کے ساتھ۔ اعمال صالحہ کے راستے پر چل پڑے..... ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ قرآنی وعدہ ہے کہ..... اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بھی..... نیکیوں میں بدل دیتا ہے.....

ایک ضروری تنبیہ:

جن تین دروازوں سے گزر کر..... توبہ کا راستہ نصیب ہوتا ہے، ہمارا جدی پشتی تجربہ کار دشمن شیطان..... انہی تین دروازوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اول تو وہ اس بات کا علم ہی نہیں ہونے دیتا کہ..... انسان کیا کیا گناہ کر رہا ہے۔ بلکہ وہ تو گناہوں کو بھی نیکیاں بنا کر دکھاتا ہے..... اور انسان کو اس کے گناہوں سے غافل رکھتا ہے..... پھر اگر کسی کو اپنے گناہوں کا علم ہو جائے تو..... اگلے دروازے پر حملہ کرتا ہے کہ

ندامت پیدا نہ ہو۔ تب وہ دوسرے انسانوں کے گناہ دکھاتا ہے کہ..... تو فلاں سے اچھا ہے اور فلاں سے بہتر ہے۔ تو اگرچہ فلاں گناہ میں ملوث ہے۔ لیکن فلاں گناہ تو نہیں کر رہا جس میں بڑے بڑے لوگ ملوث ہیں۔ پھر اگر کوئی خوش نصیب اس دروازے پر بھی شیطان سے بچ جائے تو اگلے دروازے پر حملہ کرتا ہے کہ..... گناہ چھوڑنے کا عزم نہیں کرنے دیتا..... بلکہ..... انسان کو سمجھاتا ہے کہ ابھی تو لمبی عمر پڑی ہے..... کچھ آگے چل کر گناہ چھوڑ دینا..... ابھی تو جوانی ہے۔ بڑھاپے میں چھوڑ دینا..... یا اسے سکھاتا ہے کہ..... گناہ چھوڑنا ممکن نہیں ہے۔ بار بار توبہ توڑو گے تو اللہ ناراض ہو جائے گا۔ اس لئے ابھی توبہ نہ کرو۔ کیونکہ تم سے پھر گناہ سرزد ہو جائے گا۔ یوں یہ ملعون مرتے دم تک گناہوں میں لگائے رکھتا ہے..... ان تینوں دروازوں پر شیطان سے بچنے کے لئے..... بہترین تدبیر یہ ہے کہ انسان ہمت سے کام لے اور تائبین کی صحبت اختیار کرے۔ اور خود کو زبردستی اچھائی کے اجتماعی ماحول کے ساتھ جوڑے رکھے اور مسلسل توبہ کرتا رہے..... اور اللہ تعالیٰ سے مایوس نہ ہو..... اور ان آیات اور احادیث کو بار بار پڑھے جو قرآن وسنت میں توبہ کے بارے میں مذکور ہیں..... ان آیات و احادیث میں..... شیطان کے ہر حملے اور اس کے ہر وسوسے کا جواب موجود ہے..... اسی طرح ان لوگوں کے واقعات کثرت سے پڑھے جن کو اللہ تعالیٰ نے توبہ نصیب فرمائی..... اور وہ گناہوں کی دلدل سے نکل کر توبہ کے حسین راستوں پر چل پڑے..... دورہ تربیت بھی توبہ کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ سال میں ایک دو بار..... سات دن کے لئے اس دورے کا اہتمام کرے.....

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ..... اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے قطعاً' قطعاً' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو..... اور..... توبہ میں دیر نہ لگائے۔ یہ لمحوں کا کھیل ہے۔ اور یہ وہی جیتے گا جو ہمت' حوصلے اور محنت سے کام لے گا۔ شیطان تو

یہی سکھاتا ہے کہ..... تم نے توبہ کر کے پھر اسے توڑ دینا ہے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ سچی توبہ کرتے ہی موت آجائے..... اور زندگی کی آزمائش مکمل ہو جائے۔ مایوسی کتنا سخت گناہ ہے اسے سمجھنے کے لئے درج ذیل روایت پر ہم سب کو غور کرنا چاہئے.....

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سام کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا..... اور اے میرے پیارے بیٹے! قبر میں تو ہرگز ایسی حالت میں داخل نہ ہو (یعنی ایسی حالت میں تجھے ہرگز دفن نہ کیا جائے) کہ تیرے دل میں ذرہ کے برابر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف گمراہ آدمی ہی مایوس ہوتا ہے۔ (کتاب الزھد لاحمد۔ ترغیب المسلمین ص ۳۶)

خود قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○ (الزمر ۵۳)

(اے پیغمبرؐ! میری طرف سے لوگوں کو) کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کو بار بار پڑھا جائے کہ..... اللہ تعالیٰ گناہگار مسلمانوں کو بھی..... میرے بندو کہلوا کر پیغام دے رہا ہے۔ اَلْغَفُوْر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ جس کا معنیٰ بار بار معاف کرنے والا..... اور پھر الرحیم..... یعنی توبہ کرنے والوں پر اپنی تمام نعمتیں بحال فرما دیتا ہے۔ بس شرط یہ ہے کہ توبہ کرتے وقت..... توبہ بالکل پکی اور سچی ہو۔ اور دل میں رائی برابر..... دوبارہ گناہ کرنے کا ارادہ نہ ہو..... تب اگر..... دوبارہ غلطی ہو بھی گئی تو توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوگا..... حضرت شیخ الہندؒ..... لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ کا ترجمہ

فرماتے ہیں: آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے..... حضرت علامہ عثمانی لکھتے ہیں۔

یہ آیت ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں اور عفو و درگزر کی شانِ عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفاء کا حکم رکھتی ہے۔

مشرک، ملحد، زندیق، مرتد، یہودی، نصرانی، مجوسی، بدعتی، بدمعاش، فاسق، فاجر کوئی ہو آیت ہذا کو سننے کے بعد خدا کی رحمت سے بالکلیہ مایوس ہو جانے اور آس توڑ کر بیٹھ جانے کی اس کے لئے کوئی وجہ نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ جس کے چاہے سب گناہ معاف کر سکتا ہے۔ کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔ پھر بندہ ناامید کیوں ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کے دوسرے اعلانات میں تصریح کر دی گئی ہے کہ کفر و شرک کا جرم بدون توبہ کے معاف نہیں کرے گا۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۱۸)

صحیح بخاری شریف میں یہ روایت مذکور ہے کہ مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے بہت زیادہ قتل کئے اور بہت زیادہ زنا کئے پھر انہوں حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا یا آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ جس دین کی طرف دعوت دے رہے ہیں وہ بہت اچھا ہے، ہمیں بتائیے کہ کیا ہماری توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے؟ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

(بخاری، قرطبی ص ۲۳۵، ج ۱۵)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی ختم ہو گی تو اس سے محبت بڑھے گی..... جب محبت بڑھے گی تو پھر اس کی نافرمانی کرتے ہوئے شرم آئے گی اور جو اللہ تعالیٰ سے شرم کرتے ہوئے گناہوں کو چھوڑے گا وہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ بن جائے گا۔

ایک لازمی نسخہ.....

توبہ کا خلاصہ ہوا۔ گناہ چھوڑنا.....اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبہ نصیب فرمائے.....
یاد رکھیں توبہ کے راستے کی ایک بڑی رکاوٹ.....گناہگاروں کا مذاق اڑانا۔ انہیں اپنے سے ذلیل وحقیر سمجھنا۔ اور ان کے جہنمی ہونے کا اعلان کرتے پھرنا ہے۔
میرے عزیز بھائیو.....گناہوں سے ضرور نفرت کرو.....سخت نفرت۔ شدید نفرت۔ لیکن گناہگاروں سے نفرت نہ کرو۔ بلکہ.....ان کے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہئے۔ اور خود کو ان سے برتر نہیں سمجھنا چاہئے۔ جو کسی گناہگار کا مذاق اڑائے گا' خطرہ ہے کہ خود اسی گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔ ایک اہم نکتہ ہے۔ گناہوں کے ماحول میں رہتے ہوئے.....انسان کو اپنے گناہ نظر نہیں آتے۔ اور ان گناہوں کی سنگینی کا احساس نہیں ہوتا۔ اس لئے لازم ہے کہ گناہوں کے ماحول کو چھوڑا جائے اور عبادت کی بلندی پر جگہ پکڑی جائے.....انسان جیسے جیسے بلند ہوتا جاتا ہے' اس کو اپنے گناہ نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر اس کے لئے گناہوں کو پہچاننا' ان سے نفرت کرنا' اور انہیں چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو آدمی جتنا نیک ہوتا جاتا ہے اسی قدر اسے اپنے گناہوں کا احساس زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے اللہ والے.....خود کو سخت گناہگار سمجھتے ہیں کیونکہ انہیں اپنی عبادت میں بھی گناہ اور کوتاہیاں نظر آتی ہیں.....جبکہ.....گناہوں کے ماحول میں رہنے والے.....اپنے اژدہے سے زیادہ خطرناک کبیرہ گناہوں کو بھی خطرناک نہیں سمجھتے.....اس باریکی کو سمجھا جائے اور تائبین کی صحبت اختیار کی جائے۔ دورہ تربیت کے دوران.....روزانہ ایک سو مرتبہ باقاعدہ استغفار کا معمول ہوتا ہے.....یہ معمول حضور اکرم ﷺ کی اتباع میں ہے۔ لیجئے صحیح مسلم شریف کی یہ روایت ملاحظہ فرمائیے۔

☆ حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے.....اور وہ صحابی ہیں.....کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے دل پر کچھ اثر آ جاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں یعنی معافی مانگتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ کے حضور توبہ کرو بے شک میں روزانہ ایک سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

حضور اکرم ﷺ..... صغیرہ اور کبیرہ..... ہر طرح کے گناہوں سے پاک اور معصوم تھے۔ آپ کا روزانہ ایک سو مرتبہ توبہ و استغفار کرنا۔ امت کی تعلیم کے لئے تھا۔ اور اس لئے تھا کہ آپ کا مقام بہت بلند تھا اور جس کا مقام جتنا اونچا ہوتا ہے وہ اسی قدر توبہ استغفار کرتا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

کو روزانہ سو مرتبہ پڑھنے سے..... استغفار بھی ہو جاتا ہے اور توبہ بھی۔

آقا مدنی ﷺ بعض اوقات صرف ایک مجلس میں سو بار توبہ استغفار فرما لیا کرتے تھے جیسا کہ اس روایت میں ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔

ہم حضور اکرم ﷺ کی ایک ایک مجلس میں شمار کر لیتے تھے کہ آپ سو بار فرماتے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ. (ترمذی)

اے میرے رب مجھے بخش دیجئے اور میری توبہ قبول فرمائیے بے شک آپ توبہ قبول فرمانے والے اور بہت بخشنے والے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے اس بات کی دعا بھی مانگا کرتے تھے کہ مستقل استغفار کی کیفیت نصیب ہو جائے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ یہ

دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِیْنَ اذا اَحْسَنُوا اِسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُ وُ اِسْتَغْفَرُوَا (ابن ماجه)

اے میرے پروردگار مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب برائی کریں تو استغفار کریں۔

توبہ اور استغفار کی یہ نعمت اور کیفیت اس لئے مانگی جارہی ہے کہ اس کی برکت سے انسان کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا گناہ سے توبہ کر لینے والا بندہ اس بندے کی طرح ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ (ابن ماجہ)

جب سارے گناہ مٹ گئے تو پھر..... گناہ کے ناپاک اثرات بھی مٹ گئے اور انسان برے لوگوں سے نکل کر..... اچھے لوگوں میں شامل ہو گیا جیسا کہ اس روایت میں ہے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام اولاد آدم خطا کار ہے اور خطا کاروں میں وہ لوگ بہترین ہیں جو خوب توبہ کرتے ہیں۔ (ترمذی)

اس حدیث شریف میں التوَّابُوْنَ کا لفظ آیا ہے کہ خوب توبہ کرنے والے، بار بار توبہ کرنے والے..... وجہ بالکل واضح ہے کہ توبہ ایک مسلمان کے لئے ہمیشہ کی لازمی ضرورت ہے کیونکہ..... گناہوں کی وجہ سے جہاں انسان کا نامہ اعمال سیاہ ہو جاتا ہے وہیں انسان کے دل پر بھی سیاہی کے ناپاک دھبے لگ جاتے ہیں اور ان دھبوں کو دھونے کا محض ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے سچی توبہ اور بار بار توبہ جیسا کہ اس روایت میں وارد ہوا ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ استغفار کر لے (یعنی ندامت کے ساتھ گناہ چھوڑ دے) تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہ میں بڑھتا رہے تو وہ نقطہ بھی بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔ یہی وہ زنگ اور سیاہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ..... (ترمذی، ابن ماجہ)

گناہوں کی وجہ سے دل پر لگنے والے اس کالے اور خوفناک نقطے سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ..... بار بار توبہ کی جائے..... اور کسی ادنیٰ سے ادنیٰ گناہ کو ایک لمحے کے لئے باقی نہ رہنے دیا جائے..... بلکہ فوراً سچی توبہ کر کے..... اسے مٹا دیا جائے..... مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ..... آخر کب تک؟..... ہر وقت کوئی نہ کوئی گناہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ مانگتے ہوئے بھی شرم آتی ہے..... جواب اس کا یہ ہے کہ توبہ کرنے سے نہیں..... گناہ کرنے سے شرمانا چاہئے..... اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اور وہ بار بار معاف فرماتا ہے..... اس لئے جب بھی گناہ ہو جائے تو فوراً استغفار کی طرف لپکنا چاہئے..... اور توبہ کرنے سے شرم نہیں کرنی چاہئے.....

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص گناہوں پر اصرار کرنے والا نہیں ہے جو گناہوں سے استغفار کرتا ہوا گرچہ دن میں ستر مرتبہ وہی گناہ کر بیٹھے۔ (ترمذی)

یعنی سچی توبہ کی..... پھر گناہ ہو گیا..... پھر توبہ کی، پھر گناہ ہو گیا..... اس طرح اگر ایک دن میں ستر بار توبہ ٹوٹ گئی مگر ہمت کر کے ہر بار سچی توبہ کرتا رہا تو ایسا آدمی باغیوں میں شمار نہیں ہوگا۔ وہ باغی جو گناہوں پر اصرار کرتے ہیں اور سینہ تان کر

اعلانیہ گناہ کرتے ہیں..... ہاں شرط یہ ہے کہ..... ہر بار جب بھی توبہ کرے اس کے دل میں دوبارہ گناہ کرنے کا..... ذرہ برابر..... ارادہ نہ ہو.....

اس مفہوم کو ایک دوسری روایت میں..... زیادہ وضاحت کے ساتھ مدلل بیان کیا گیا ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کسی بندے نے کوئی گناہ کیا پھر کہنے لگا اے میرے رب میں نے گناہ کرلیا' پس آپ مجھے معاف فرما دیجئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا پھر گناہ کر بیٹھا اور عرض کرنے لگا یا اے میرے رب! میں نے گناہ کیا ہے آپ معاف فرما دیجئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا پھر وہ بندہ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا گناہ سے رکا رہا پھر گنا کر بیٹھا اور عرض کرنے لگا اے میرے رب مجھ سے اور گناہ ہو گیا ہے آپ اسے معاف فرما دیجئے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ یقین رکھتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے اور ان پر پکڑ بھی سکتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اب جو اس کا جی چاہے کرے۔

(بخاری۔ مسلم)

اللہ اکبر۔ کس قدر وسیع رحمت ہے میرے رب کی۔ اس رحمت کو دیکھ کر کس کا دل چاہے گا کہ وہ ایسے عظیم اور مہربان رب کی نافرمانی کرے۔ یا اسے چھوڑ کر.....

شیطان جیسے ملعون دشمن کا دوست بنے..... اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک..... موت کی سکرات شروع نہیں ہو جاتی.....

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک نزع کی حالت شروع نہیں ہو جاتی۔ (ترمذی)

یعنی موت کی حتمی علامات شروع ہونے سے پہلے پہلے تک توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ لیکن جب غرغرہ کا وقت شروع ہو جائے اور علاماتِ موت ظاہر ہو جائیں تو توبہ کا وقت ختم ہو جاتا ہے..... اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں زندگی ہی میں پکی سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور توبہ کے بعد اپنے پسندیدہ اعمال کی توفیق عطا فرمائے تاکہ پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ اسی مضمون کو قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے۔

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ○ (الفرقان ۷۰)	مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

پچھلی آیات میں بعض گناہوں کا ذکر ہے۔ معمولی نہیں بہت خطرناک گناہ..... کہ اللہ کے بندے قتل نہیں کرتے، زنا نہیں کرتے..... جو ایسا کرے گا وہ سخت گناہ اور عذاب میں جا پڑے گا..... اس کے بعد فرمایا گیا..... ہاں جو توبہ کر کے..... اچھے اور نیک اعمال میں لگ جائے گا۔ تو اس کے گناہ بھی نیکیوں میں بدل دیئے جائیں گے۔ اللہ اکبر۔ کس قدر عظیم الشان رحمت ہے کہ صرف معافی ہی نہیں..... بلکہ..... گناہوں کو بھی نیکیاں بنا دیا گیا..... اس مضمون کو کئی احادیث مبارکہ میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں.....

تَفعل الْخَيْرَاتِ وَ تَترک السَّيِّاتِ　　نیکیاں کرو اور برائیوں کو چھوڑ دو اللہ تعالیٰ
يَجْعَلُهُنَّ اللهُ كُلَّهُنَّ خَيْرَاتٍ　　ان سب (یعنی برائیوں) کو اچھائیاں بنا
(طبرانی فی الکبیر قرطبی ص ۷۷ ج ۳)　　دے گا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ توبہ کے فوراً بعد ایسے نیک اعمال کرنے چاہئیں جن سے توبہ پکی ہو جائے اور گناہوں کا کسی حد تک کفارہ ہو جائے۔ امام غزالیؒ لکھتے ہیں۔

بزرگوں کے نزدیک آٹھ کام ایسے ہیں کہ گناہ سرزد ہونے کے بعد ان پر عمل کیا جائے تو گناہ کفارہ بن جاتے ہیں۔ ان میں سے چار کا تعلق دل سے ہے یعنی (۱) توبہ کرنا یا توبہ کا عزم کرنا (۲) یہ خواہش کرنا کہ آئندہ اس کا ارتکاب نہ کروں گا۔ (۳) اس گناہ کے عذاب سے خوفزدہ رہنا۔ (۴) اللہ تعالیٰ سے عفو اور رحم و کرم کا امیدوار رہنا اور چار کا تعلق بدن سے ہے یعنی

۱۔ توبہ کی دو رکعت نماز ادا کرے۔
۲۔ اس کے بعد ستر مرتبہ استغفار اور سو بار سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پڑھے۔
۳۔ جس قدر صدقہ دے سکے صدقہ دے۔
۴۔ ایک دن کا روزہ رکھے۔

بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں کے نزدیک اچھی طرح طہارت کے بعد مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرنا چاہیے، لیکن حدیث شریف میں ہے کہ اگر گناہ پوشیدہ طور پر سرزد ہو تو عبادتِ کفارہ بھی پوشیدہ ہی ہونی چاہیے تاکہ اس کا کفارہ ہو سکے اور اگر گناہ ظاہر طور پر ہوا ہو تو عبادتِ کفارہ بھی ظاہر ہو کر کرنا چاہیے۔ (نسخہ کیمیا ص ۸۶۷)

دورہ تربیت کے دوران صلوٰۃ توبہ اور اللہ تعالیٰ کے حضور آہ و زاری کا معمول اسی لیے رکھا گیا ہے..... جبکہ..... صلوٰۃ توبہ کا ثبوت احادیث مبارکہ میں بھی موجود ہے۔

○ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

مجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ابوبکرؓ سچے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اٹھ کر پاکی حاصل کرے (یعنی وضو یا غسل کرے) پھر نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتا ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ ○ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ. (ترمذی)

آپ ﷺ نے جو آیت مبارکہ پڑھی اس مکمل آیت کا ترجمہ یہ ہے۔

''اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔'' (آل عمران ۱۳۵)

استغفار کی اسی اہمیت کے مدنظر آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو..... استغفار کرنے کے طریقے اور الفاظ بھی سکھائے ہیں اور ایسے جامع کلمات..... تلقین فرمائے ہیں جو جڑ سے گناہوں کو کاٹ پھینکتے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں وارد ہونے والے کلماتِ استغفار بہت سارے ہیں۔ ہم ان میں سے چند ایک کو ذکر کر رہے ہیں۔ انہیں صحیح زیر زبر اور ترجمے کے ساتھ یاد کر لینا چاہیے اور پھر انہیں اپنے ورد میں رکھنا چاہیے۔

ا۔ سید الاستغفار

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ

''اے میرے پروردگار! آپ ہی میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ نے ہی مجھے پیدا

اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَایَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.
(صحیح بخاری)

فرمایا ہے اور میں آپ کا بندہ ہوں اور میں اپنی استطاعت کے مطابق آپ کے وعدے اور عہد پر قائم ہوں۔ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اپنے برے اعمال کے شر سے میں اُن نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو آپ نے مجھ پر فرمائیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں، پس آپ مجھے بخش دیجئے، بے شک آپ کے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں ہے۔''

فضیلت حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص یقین کے ساتھ یہ استغفار صبح کے وقت پڑھے گا پھر اگر وہ شام سے پہلے مر گیا تو وہ بلاشبہ اہل جنت میں سے ہوگا اور جو یقین کے ساتھ رات کے کسی حصے میں پڑھے گا پھر صبح ہونے سے پہلے اُسے موت آجائے گی تو وہ یقیناً اہل جنت میں سے ہوگا۔ (بخاری)

۲۔ مقبول استغفار

اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ
(ترمذی)

میں معافی چاہتا ہوں اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ حیّ قیوم ہے اور اسی کی طرف توبہ (رجوع) کرتا ہوں۔

فضیلت حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو ان الفاظ سے استغفار کرے گا اسے بخش دیا جائے گا اگرچہ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو۔

تنبیہ میدان جنگ سے (شرعی شرائط کے بغیر) پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔ اللہ تعالیٰ کے غضب کو لانے والا..... کبیرہ گناہ ہے..... العیاذ باللہ.....

www.rangoonoor.com

۳۔نماز والا استغفار

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. (صحیح مسلم)

اے میرے پروردگار! میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا ہے اور آپ کے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا' پس اپنی طرف کی خاص بخشش سے مجھے بخش دیجئے اور مجھ پر رحم فرمائیے' بے شک آپ ہی خوب بخشنے والے اور بے حد مہربان ہیں۔

فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ مجھے ایسی دعا سکھا دیجئے جو میں نماز میں مانگا کروں اس پر آقا مدنی ﷺ نے یہ استغفار سکھایا۔ (مسلم)

سکھانے والے.....اور سیکھنے والے کو دیکھئے اور پھر اس دعا کی بلندیوں کا خود اندازہ لگا لیجئے.....

۴۔جامع استغفار

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَھَزْلِیْ وَخَطَئِیْ وَعَمَدِیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ

''اے میرے پروردگار! بخش دیجئے میری خطاوں کو' میری نادانی کو اور میری زیادتی کو اور ان گناہوں کو جن کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اے میرے پروردگار! بخش دیجئے میرے با ارادہ گناہوں کو اور میری ہنسی کے

وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمَ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

(صحیح مسلم)

گناہوں کو اور بھول چوک کو اور میرے قصد کو اور یہ سب میری طرف سے ہے۔ اے میرے پروردگار! بخش دیجئے میرے اگلے اور پچھلے گناہوں کو اور میرے خفیہ اور علانیہ گناہوں کو اور ان گناہوں کو جنہیں آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ بے شک آپ المقدم (آگے کرنے والے) ہیں اور المؤخر (پیچھے کرنے والے) ہیں اور آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔''

فضیلت حضور اکرم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اور اس میں ہر طرح کے گناہوں سے توبہ کا اعلان ہے.....

۵۔ حضرت خضر علیہ السلام کا استغفار

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تُبْتُ اِلَیْکَ مِنْهُ ثُمَّ عُدْتُّ فِیْهِ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا اَعْطَیْتُکَ مِنْ نَّفْسِیْ ثُمَّ لَمْ اُوْفِ لَکَ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِلنِّعَمِ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَیَّ فَتَقَوَّیْتُ بِهَا عَلٰی مَعَاصِیْکَ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِکُلِّ خَیْرٍ اَرَدْتُّ

''اے میرے پروردگار! میں آپ سے معافی چاہتا ہوں ان گناہوں کی جن سے میں نے آپ کے حضور توبہ کی اور پھر انہیں دوبارہ کر بیٹھا اور میں آپ سے معافی چاہتا ہوں اُس عہد کے بارے میں جو میں نے اپنے بارے میں آپ سے کیا اور پھر اسے پورا نہ کر سکا اور میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں ان نعمتوں کے بارے میں جو آپ

www.rangoonoor.com

بِہٖ وَجْھَکَ فَخَالَطَنِی فِیْہِ مَالَیْسَ لَکَ اَللّٰھُمَّ لَا تُخْزِنِیْ فَاِنَّکَ بِیْ عَالِم'' وَلَا تُعَذِّبْنِیْ فَاِنَّکَ عَلَیَّ قَادِر''.
(دیلمی)

نے مجھ پر کیں پھر میں نے ان سے آپ کی نافرمانی پر قوت پکڑی اور میں آپ سے معافی چاہتا ہوں ہر اُس نیکی کے بارے میں جس سے میں نے آپ کی رضا کی نیت کی پھر اس میں اور چیزیں خلط ہوگئیں۔ اے میرے پروردگار! مجھے رسوا نہ فرمائیے بے شک آپ مجھے خوب جانتے ہیں اور مجھے عذاب نہ دیجئے بے شک آپ مجھ پر قادر ہیں۔

فضیلت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے اے میرے صحابہ تمہیں کس بات نے منع کیا ہے کہ تم اپنے گناہوں کا کفارہ کیا کرو۔ چند آسان کلمات کے ذریعے سے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون سے کلمات ہیں ارشاد فرمایا وہ کہا کرو جو میرے بھائی خضر علیہ السلام کہا کرتے تھے۔ ہم نے پوچھا کہ حضرت خضر علیہ السلام کون سے کلمات پڑھا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے یہ دعا ارشاد فرمائی۔

۶۔ استغفار مع تسبیح

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اَلَیْہِ (بخاری)

''اللہ تبارک وتعالیٰ پاک ہے اور اسی کے لیے ہر طرح کی حمد ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

فضیلت

حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اپنے وصال سے

پہلے کثرت سے یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتوحات اور دین کے پھیل جانے کی خوشخبری سنا کر ارشاد فرمایا کہ

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ.

آپ ﷺ اسی حکم کی اتباع میں یہ کلمات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کی کامیاب ترین زندگی کے آخری اور مقبول ترین اعمال میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کلمات کو دل کے یقین کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

استغفار کا موضوع بہت طویل ہے۔ اگر قرآن و سنت میں سے ان آیات اور احادیث کو منتخب کر کے لکھا جائے جو استغفار اور توبہ کے فضائل میں وارد ہوئی ہیں تو سینکڑوں صفحات ان کی تشریح کے لیے ناکافی ہوں گے۔ استغفار ایک نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطاء فرمائی ہے اور وہ اپنے بندوں کی توبہ سے اس قدر خوش ہوتا ہے کہ بیان سے باہر ہے اور پھر استغفار پر جو نعمتیں عطاء فرماتا ہے وہ بھی بے شمار ہیں..... گناہوں کی معافی..... عمر میں برکت۔ مال اور روزی میں بے پناہ برکات۔ آل و اولاد میں برکت۔ بارش کا برسنا۔ دل کے غموم و ھموم کا علاج..... بہت کچھ..... کتاب کو مختصر رکھنے کے لیے ہم اس پر اکتفا کرتے ہیں اور اس موضوع کا اختتام ان مبارک الفاظ پر کرتے ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ .....

ایک گزارش

بندہ نے اس موضوع پر ایک مفصل کتاب لکھنے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ..... اس ارادے کی تکمیل کے لیے دعا فرماویں..... وما ذٰلِکَ عَلی اللّٰہ بعزیز .....

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۱۷

کلمۂ تمجید

(۱) ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا میں قرآن پاک میں سے کچھ یاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پس آپ مجھے ایسی چیز سکھا دیجئے جو اس کے بدلے کافی ہو جائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہو۔

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا' میرے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہو! "اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡنِیۡ وَعَافِنِیۡ وَاھۡدِنِیۡ وَارۡزُقۡنِیۡ." (اے میرے پروردگار مجھ پر رحم فرمایا۔ مجھے عافیت عطاء فرما اور مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے رزق عطاء فرما)

آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص نے اپنے دونوں ہاتھ خیر سے بھر لیے۔

(نسائی۔ ابوداؤد)

(۲) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی شخص طاقت رکھتا ہے کہ ہر دن احد پہاڑ جتنا عمل کرے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی طاقت کون رکھ سکتا ہے؟ (کہ احد پہاڑ کے برابر عمل کرے) آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے

ہر شخص اس کی طاقت رکھتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ سبحان اللہ..... احد پہاڑ سے بڑا ہے۔ اور۔ لا الہ الا اللہ احد پہاڑ سے بڑا ہے۔ اور الحمد للہ..... احد پہاڑ سے بڑا ہے۔

(بزاز۔ جمع الفوائد ص ۶۷۰ ج ۴)

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے (حضرت) ابراہیم علیہ السلام سے لیلۃ الاسراء میں ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا اے محمد (ﷺ) میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہئے اور انہیں بتا دیجئے کہ جنت کی مٹی بہت اچھی اور اس کا پانی میٹھا ہے اور وہ خالی ہے اور اس کے درخت (اور پودے) سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔

(ترمذی)

(۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے صبح اور شام سو سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھا گویا کہ اس نے سو حج کیے اور جس نے صبح اور شام سو سو مرتبہ الحمد للہ کہا گویا کہ اس نے سو مجاہدین کو گھوڑوں پر سوار کرایا۔ یا فرمایا۔ گویا کہ اس نے سو جہاد کیے۔ اور جس نے صبح اور شام سو سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا گویا کہ اس نے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے سو غلام آزاد کیے اور جس نے صبح اور شام سو سو بار اللہ اکبر کہا قیامت کے دن اس سے بہتر اعمال وہی پیش کر سکے گا جس نے اس سے زیادہ مرتبہ یا اس کے برابر پڑھا۔ (ترمذی)

(۵) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمام کلموں میں افضل یہ چار کلمے ہیں۔

سبحان اللّٰہ..... اور..... الحمد للّٰہ..... اور..... لا الہ الا اللّٰہ..... اور..... اللّٰہ اکبر.

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا کی اُن تمام چیزوں سے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے مجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں (ایک مرتبہ) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہوں۔ (مسلم)

(۷) حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں وہ کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور (ارشاد فرمائیے) آپ ﷺ نے فرمایا۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ..... (صحیح مسلم)

(۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کثرت سے پڑھا کرو۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ..... ''بے شک یہ جنت کے خزانوں میں سے ہے۔'' (ترمذی)

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ..... ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جن میں ہلکی بیماری فکر وغم ہے۔ (جمع الفوائد ص ۶۷۷ ج ۴)

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ ﷺ ایک ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے، آپ نے اس پر اپنا عصاء مبارک مارا تو پتے جھڑ گئے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا بے شک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.....

بندے کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ گئے.....(جمع الفوائد ص ۶۷۰ ج ۴)

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کہتا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمُ.

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ فرمانبردار ہو گیا اور اس نے خود کو (میرے) سپرد کر دیا۔ (حاکم۔ والترغیب والترہیب ص ۲۸۴ ج ۲)

دورہ تربیت کے دوران یہ مبارک کلمہ جس کے اور بھی بہت سارے فضائل ہیں سو مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔

www.rangoonr.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۱۸

ایک جامع اور مفید دعا

امام مسلمؒ..... اپنی مقبول من اللہ کتاب..... صحیح مسلم میں..... یہ روایت لائے ہیں..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسۡئَلُکَ الۡھُدٰی وَالتُّقٰی وَالۡعَفَافَ وَالۡغِنٰی.

''اے میرے پروردگار! میں آپ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور سیر چشمی کا سوال کرتا ہوں۔'' (صحیح مسلم)

حضرت شیخ مفتی ولی حسن صاحب..... نور اللہ مرقدہٗ..... اپنے شاگردوں کو یہ دعاء بکثرت تلقین فرماتے تھے..... انسان سب سے زیادہ ہدایت کا محتاج ہے۔ پھر ہدایت کی حفاظت تقویٰ سے ممکن ہے..... اور تقویٰ کے لیے لازمی شرط پاکدامنی ہے اور پاکدامن رہنا اس کے لیے آسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دل کا غنی بنایا ہو اور اسے سیر چشمی یعنی اللہ تعالیٰ کی عطاء فرمودہ نعمتوں پر مکمل قناعت وخوشی حاصل ہو..... یہ دعا بہت جامع ہے اور بے شک جس خوش نصیب کے حق میں قبول ہو جائے..... اُس کا تو بیڑہ ہی پار ہے..... ہدایت مل گئی..... تو کفر وگمراہی سے بچ گیا..... تقویٰ مل گیا..... تو فسق وفجور سے بچ گیا..... پاکدامنی مل گئی..... تو بے حیائی سے بچ گیا..... اور غنیٰ مل گیا..... تو فقر وفاقہ محتاجی، حرص، اشراف..... اور لالچ وطمع سے بچ گیا۔

اے میرے مالک میں ان تمام چیزوں کا محتاج ہوں.....اپنے کرم سے.....
اپنے فضل سے.....عطاء فرما.....عطا فرما.....عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْھُدٰیٰ وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی.

.....آمین یارب العالمین.....

www.rangonoor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۱۹

اسم اعظم.....اللہ کا ورد

دورۂ تربیت کا خاص الخاص عمل

دورۂ تربیت کا سب سے اہم..... بلکہ اصل عمل..... روزانہ پندرہ ہزار بار.....اللہ رب العزت کے اسمِ ذات، اسمِ جلال.....اللہ.....کا ذکر ہے.....بس یہی وہ اصل خزانہ ہے جس کو حاصل کرنے کی ساری محنت ہے..... پھر جس خوش نصیب کو یہ حاصل ہو جاتا ہے تو اس کی قسمت کے کیا کہنے.....سب سے پہلے ہم نے دورہ تربیت شروع کیا تھا تو اس کا نام اسی ذکر کی مناسبت سے دورۂ نور رکھا تھا.....اس میں حضرت شیخ امام احمد بن علی البونیؒ کی بیان فرمودہ ترتیب کے مطابق ہر نماز کے بعد ایک ہزار بار.....اللہ کا ذکر.....اور پچاس مرتبہ.....آیت مبارکہ ''اللّٰہ نور السمٰوات والارض'' پوری آیت.....پڑھی جاتی تھی اور دن کے باقی حصہ میں مزید نو ہزار مرتبہ ''اسم اللہ'' کا ذکر کیا جاتا تھا

موجودہ دورہ تربیت میں دیگر معمولات کا اضافہ کر دیا گیا ہے اس لیے آیت نور کی تلاوت نہیں ہوتی البتہ پورے اہتمام کے ساتھ پندرہ ہزار مرتبہ اسم اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے.....اور اس ذکر کی برکت سے ذاکرین کو نور نصیب ہونے کی مضبوط توقع کی جاسکتی ہے.....

صاحب فتح اللہ لکھتے ہیں۔

لطائف المنن میں ہے۔ شیخ شاذلیؒ نے اپنے بعض ساتھیوں سے فرمایا تم اسم ''اللہ'' کا ذکر کیا کرو کیونکہ یہ اسم (یعنی اللہ) سلطان الاسماء ہے۔ اس ذکر کا ایک کمال ہے اور ایک ثمرہ ہے۔ اس کا کمال علم اور اس کا ثمرہ نور ہے اور نور مقصود بالذات نہیں ہے۔ (فتح اللہ ص ۱۵۵ ج ۲)

اللہ تعالیٰ کے سارے اسماء بہت اعلیٰ وارفع ہیں..... مگر..... اسم اللہ کی بات ہی کچھ اور ہے..... یہ سید الاسماء..... اور سلطان الاسماء ہے۔ اسی سے اذان شروع ہوتی ہے..... اسی سے قرآن پاک کا آغاز ہوا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے..... الحمد للہ فرما کر..... اسی اسم سے اپنے کلام کا آغاز کیا..... اہل جنت کا آخری کلام بھی الحمد للہ ہوگا..... اللہ کی حمد..... یہ اسم مبارک انسان کی دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی کا ضامن ہے..... زمین کی..... اور اس پورے عالم کی بقاء اسی اسم میں ہے..... چنانچہ جب تک زمین پر..... اللہ اللہ کہا جاتا رہے گا قیامت نہیں آئے گی..... یہ اسم ہر انسان ہی کیا ہر جاندار کی زندگی ہے..... یہی انسان کے دل کی زندگی کا ضامن ہے..... جس نے اسے سیکھا..... وہ سب کچھ سیکھ گیا..... اور جس نے اسے بھلایا..... وہ خود کو بھی بھول گیا..... اور موت کی ہلاکت میں جا پڑا..... اکثر اہل اللہ کے نزدیک یہی اسم..... اللہ..... اسم اعظم ہے..... کوئی دل کو زبان سے ملا کر..... محبت اور اخلاص کے ساتھ کہہ کر تو دیکھے..... اللہ..... اللہ..... اللہ۔ جو ترقی کرے گا اسی اسم کے ذریعہ کرے گا..... اور جو زندگی پائے گا اسی اسم کے ذریعہ پائے گا..... دنیا کی گہما گہمی اور گناہوں کے ماحول کی وجہ سے دل میں کچھ قساوت..... اور سختی آجاتی ہے..... اس لئے دورہ تربیت کے پہلے دن..... پندرہ ہزار کی تعداد بھاری لگتی ہے..... کچھ اکتاہٹ اور تھکاوٹ بھی محسوس ہوتی

ہے.....دل اور زبان کے درمیان مطابقت اور ہم آہنگی بھی نہیں ہوتی.....دماغ کو یکسوئی بھی حاصل نہیں ہوتی.....مگر یہ سب اپنا قصور ہوتا ہے.....دورہ تربیت میں آنے والے خوش نصیب پہلے دن کسی نہ کسی طرح زور لگا کر پندرہ ہزار کی تعداد پوری کر لیتے ہیں.....تب دل کی زمین کچھ نرم ہو جاتی ہے.....پھر دوسرے یا تیسرے دن تو ایسا لطف آتا ہے کہ کچھ نہ پوچھئے.....جسم کا ایک ایک بال.....اللہ اللہ کر رہا ہوتا ہے اور دل میں ایسا سکون اترتا ہے کہ زندگی کا حقیقی مزہ آجاتا ہے.....تب ہر ساتھی پچھتاتا ہے کہ اتنا عرصہ ہم اس عظیم خزانے سے محروم کیوں تھے.....اور وہ عزم کرتا ہے کہ اب انشاءاللہ دوسروں کو بھی اس حسین راستے پر لاؤں گا۔

اس ذکر کے فائدے بے شمار اور خواص لاتعداد ہیں..... اور اس کا تعلق عمل..... اور تجربہ سے ہے..... اس لیے زندگی میں ایک بار ہمت کر کے دورہ تربیت کر لیا جائے.....اور دورہ تربیت کے دوران اس ذکر کا اس تعداد میں پوری محنت اور توجہ کے ساتھ اہتمام کر لیا جائے۔ تو پھر دل کی آنکھیں خود کھل جاتی ہیں اور فوائد وخواص کا خود بخود اندازہ ہونے لگتا ہے..... یہ اللہ تعالیٰ کا اسم ذات ہے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے لے کر تقریباً تمام دعاؤں اور اذکار میں یہ موجود ہے.....قرآن پاک میں جا بجا.....اللہ کا ذکر کرنے کی تلقین ہے.....اور اللہ تعالیٰ کی مبارک کتاب میں وَلَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ..... کا واضح اعلان موجود ہے اور اسی کتاب میں.....وَاذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ..... اپنے رب کے اسم کا ذکر کرو.....کا حکم بھی موجود ہے.....رب کا اسم ذات ''اللہ'' ہے.....اس لیے اس اسم کے ذکر کا بدعت ہونا محال ہے۔ جہاں تک تعداد کا تعلق ہے تو وہ ایک انتظامی اور تجرباتی چیز ہے۔ قرآن پاک میں تو ''ذکرا کثیرا'' کا حکم ہے کہ کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو..... کثرتِ حقیقی تو وہ ہے کہ جو گنتی میں نہ آئے اس کثرت تک پہنچنے کے لیے

اللہ والوں نے مختلف نصاب مقرر فرمائے ہیں تاکہ انسان اپنے نفس کو پابند کر سکے اور اسے ذِکرِ کثیر کا خوگر بنا سکے۔ اگر تعداد مقرر نہ کی جائے تو نفس جلدی تھک جاتا ہے اور شیطان بھی جلد ہی بہکا لیتا ہے..... ابتداء میں تعداد مقرر کر کے خود کو پابند کیا جائے پھر جب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ذکر..... حال بن جائے تو پھر نہ تسبیح کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ گننے کی..... مگر یہ مقام کافی محنت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اللہ والوں نے پندرہ ہزار کے نصاب کا تجربہ کیا اور اسے مفید پایا تو دوسروں کو اس کی تلقین کر دی..... کوئی اس تعداد سے زائد کرے تو کوئی منع نہیں۔ کوئی کم کرے تو کوئی رکاوٹ نہیں البتہ دورہ تربیت میں انتظامی طور پر..... اس تعداد کا اہتمام کیا جاتا ہے..... ذکر کے فضائل اس کتاب میں جا بجا مذکور ہیں اس ذکر کے دوران بھی وہ تمام فضائل حاصل ہوتے ہیں..... اللہ تعالیٰ کا اپنے ذاکر بندے کو یاد فرمانا..... اس کے ساتھ ہو جانا..... فرشتوں کا نازل ہونا..... رحمت کا ڈھانپ لینا..... سکینت کا اترنا..... اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے سامنے اپنے ذاکر بندے کے بارے میں فخر فرمانا..... اور بہت کچھ..... بہت کچھ..... پھر دیر کس بات کی..... آج سے محنت شروع کرتے ہیں..... مالک سے اس کے ذکر کی بھیک مانگتے ہیں اور پھر..... کہتے ہیں..... اللہ..... اللہ..... اللہ.....۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۲۰

یَا اٰخِرَ جَلَّ شَانُہٗ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے پیارے نام ہیں.....اور.....اس نے ہم پر خاص فضل فرماتے ہوئے.....ہمیں ان ناموں کے ذریعے.....خود کو.....پکارنے کی اجازت مرحمت فرمائی.....بلکہ احسان دیکھئے کہ خود حکم دیا کہ میرے پیارے ناموں سے مجھے پکارو.....ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلِلّٰہِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی فَادۡعُوۡہُ بِہَا. (اعراف ۱۸۰)　اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیارے نام ہیں..... پس انہیں ناموں سے اُسے پکارو.....

رب حکیم نے جب حکم دیا تو خود سوچئے.....ان ناموں سے پکارنے میں کتنے فائدے، کتنی حکمتیں اور کتنے مزے ہوں گے.....اسماء الحسنیٰ کا تذکرہ قرآن پاک میں اور مقامات پر بھی ہے مثلاً سورۃ الاسراء آیت نمبر ۱۱۰.....سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۲۴..... پھر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے یہ خوبصورت اور بابرکت نام.....مختلف آیات میں بکھرے پڑے ہیں.....کہیں ایک نام اور کہیں دو یا زیادہ ہیں.....مگر..... اسماء الحسنیٰ کے معانی، کمالات..... اور خواص کا مکمل احاطہ.....کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے..... یہ لامحدود ذات کے اسماء ہیں..... پھر ان کی حدود کہاں سے ڈھونڈی جاسکتی ہیں..... دوسری طرف یہ بھی

www.rangoonet.com

حقیقت ہے کہ..... جس نے بھی ان مبارک اسماء میں محنت کی ہے..... وہ..... خالی ہاتھ نہیں لوٹا..... بلکہ ہر شخص نے..... اپنے اخلاص..... اپنے علم..... اور اپنی محنت کی بقدر..... اپنی جھولی کو بھرا..... اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جسے جو چاہا اس میں سے عطاء فرما دیا..... ہمارا دورہ تربیت..... اسماء الحسنٰی کے ورد سے کیوں خالی رہتا..... اصلاح نفس کی خاص تاثیر رکھنے والے دو اسماء.....

یَا خَبِیْرُ یا اٰخِرُ ..... کا ورد ایک ایک ہزار بار کیا جاتا ہے..... تاکہ..... اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو..... اُس کی رضا حاصل ہو..... نفس امارہ کے پنجے سے چھٹکارا ملے..... دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی فکر پیدا ہو..... دل سے دنیا کی محبت مٹ جائے..... زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی طرف رغبت ہو..... اور زندگی کا ہر آخری..... یعنی پچھلا دن..... پہلے دن سے ایمان کے اعتبار سے بہتر ہو..... ان دونوں اسماء میں یہ تمام تاثیریں..... اور بہت سارے..... خواص موجود ہیں.....

الاخر جل شانہ کے چند خواص

امام احمد بن علی البونیؒ لکھتے ہیں.....

هٰذَا الْاِسْمُ الشَّرِیْفُ مَنْ اَکْثَرَ مِنْ ذِکْرِهٖ کَانَ هُوَ الْبَاقِیْ بَعْدَ اَعْدَائِهٖ وَ اَوْرَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَرْضَهُمْ وَدِیَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ مِنْ بَعْدِهِمْ وَلَا یُعَادِیْهِ اَحَدٌ اِلَّا اَهْلَکَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَاعْلَمْ اَنَّ مَنْ لَّازَمَ عَلٰی ذِکْرِهٖ اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِنَ الْقُوَّةِ وَالنُّصْرَةِ عَلَی الْاَعْدَاءِ

یعنی جو کوئی اس مبارک اسم کا کثرت سے ورد کرے گا تو وہ اپنے دشمنوں کے بعد باقی رہے گا اور اللہ تعالیٰ اُسے دشمنوں کی زمین، مکانات اور اموال کا مالک بنا دے گا اور جو کوئی بھی اس کے ساتھ دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کر دے گا خوب اچھی طرح جان

مَاتَعْجِزُ عَنْهُ الْاَوْصَافُ　　لوکہ جو اس اسم کے ذکر کا اہتمام رکھے گا
(شمس المعارف الکبریٰ ص ۱۹۰)　　اللہ تعالیٰ اُسے دشمنوں کے مقابلے میں
ایسی قوت اور نصرت عطا فرمائے گا' جو
بیان سے باہر ہے.....

نفس اور شیطان بھی انسان کے خطرناک دشمن ہیں اور اس اسم کے ورد سے وہ بھی کمزور اور مغلوب پڑ جاتے ہیں چنانچہ ''تحفہ سعادت'' میں مرقوم ہے جو شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ الآخر پڑھا کرے گا اس کے دل سے غیر اللہ کی محبت دور ہو جائے گی اور انشاء اللہ ساری عمر کی کوتاہیوں کا کفارہ ہو جائے گا اور خاتمہ بالخیر اور نیک اعمال سرزد ہوں گے۔ جس کی عمر آخر کو پہنچ گئی ہو اور وہ نیک اعمال نہ رکھتا ہو اس عمل کا ورد کرے حق تعالیٰ اس کی عاقبت انشاء اللہ بالخیر کرے گا۔

(تحفہ سعادت ص ۱۱۰)

صاحب نافع الخلائق لکھتے ہیں..... جو کوئی اس اسم کو پڑھ کر جہاں کہیں جائے عزت و آبرو اس کی ہووے..... (نافع الخلائق ص ۲۲۹)

www.sagonet.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۲۳

یا خبیر جَلَّ شانہ

الخبیر جل شانہ کے بعض خواص

یہ بہت مبارک اسم ہے اور قرآن پاک میں کئی بار اس کا ذکر ہوا ہے۔

امام احمد بن علی البونیؒ لکھتے ہیں۔

هَـذَا الْاِسْـمُ يَصْلَحُ ذِكْراً لِمَنْ اَرَادَ الْاِطِّلَاعَ عَـلٰى اَمْـرٍ خَـفِيٍّ فِيْ نَوْمِهٖ اَوْيَـقْـظَتِهٖ..... وَمَنْ ذَكَرَهٗ ۷ اَيَّامٍ فِيْ خَـلْـوَتٍ وَّرِيَـاضَةٍ تَـأْتِيْهِ الرُّوْحَانِيَّةُ بِكُلِّ خَبَرٍ يُرِيْدُهٗ مِنْ اَخْبَارِ السَّنَةِ اَوْ مِنْ اَخْبَارِ الْمُلُوْكِ.

(شمس المعارف الکبریٰ عربی ص ۱۷۲)

''اس اسم کا ذکر اس شخص کے لیے مفید ہے جو مخفی امور کو بیداری یا خواب میں جاننا چاہتا ہو..... جو شخص سات دن اس اسم کا ذکر خلوت اور ریاضت میں کرے گا روحانی قوت اسے حکومتوں اور زمانے کے ان حالات سے آگاہ کر دے گی جنہیں وہ معلوم کرنا چاہے گا۔''

خلاصہ یہ ہے کہ اس اسم کے ذریعے اندر کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور انسان کی غفلت دور ہو جاتی ہے..... اور وہ نفس کے اندھیرے اور جہالت سے چھٹکارا پا کر علم و خبر کی روشنی میں آجاتا ہے چنانچہ تحفۂ سعادت میں مرقوم ہے ''جو سات دن متواتر اس کا ورد کرے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانیت نصیب ہوتی ہے جو مطلوبہ امور میں اس کی رہنمائی کرتی ہے۔ جو نفس امارہ کے ہاتھ گرفتار ہو کثرت سے اس کا ورد کرے انشاء اللہ نجات پائے گا۔'' (تحفہ سعادت ص ۶۰)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۲۳

جائزہ

جب اسلامی خلافت قائم ہوتی ہے تو..... حکومت خود مسلمانوں کے دین کی فکر کرتی ہے..... مگر آج کل کی حکومتوں نے مسلمانوں کو پیٹ کی فکر میں مبتلا کر دیا ہے اور دین سیکھنے اور ایمان مکمل کرنے کا درجہ بہت دور پھینکنے کی کوشش کی ہے..... وہ دنیا جس کو چھوڑ کر جانا ہے بس اُسی کو روشن بنانے کی فکر ہر ایک پر سوار ہے..... پھر جو دنیا بنا لیتا ہے..... اُس کو چھوڑنے کا غم لے کر مر جاتا ہے اور جو دنیا نہیں بنا پاتا وہ اس کی حسرت لے کر مر جاتا ہے..... رہتا یہاں کوئی بھی نہیں ہے..... نہ جھونپڑی والا اور نہ پچاس محلات والا..... آنکھ بند ہونے کے بعد جب اصل آنکھیں کھلتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آخرت کی اصل زندگی میں جن چیزوں کی ضرورت تھی دنیا میں ان کو کس قدر حقیر اور بے وقعت سمجھا جاتا ہے..... تب..... اللہ تعالیٰ بچائے..... بہت پچھتاوا ہوتا ہے..... مگر اب کیا فائدہ؟..... دورہ تربیت کے دوران ہر ساتھی کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ..... دین کے بارے میں ضروری چیزیں اور آخرت کا لازمی سامان اُس کے پاس موجود ہے یا نہیں؟

کلمہ طیبہ درست آتا ہے یا نہیں؟..... اور اس کا معنی اور مفہوم دل کا عقیدہ بنا ہے یا نہیں؟..... نماز درست ادا کرنے کا طریقہ معلوم ہے یا نہیں؟..... اذان، اقامت، وضو اور نماز جنازہ یاد ہے یا نہیں؟..... قرآن پاک درست تلفظ سے پڑھنا

واجب ولازم ہے.....اس کی استعداد ہے یا نہیں؟.....دین کا لازمی علم جو مسلمان کے ذمہ فرض ہے.....آتا ہے یا نہیں؟ یعنی ضروری اور موٹی موٹی باتوں کا علم..... نماز جیسے دین کے ستون کی پابندی ہے یا نہیں؟ دورہ تربیت کے اہل علم نگران..... ہر ساتھی کا جائزہ لیتے ہیں اور اس کے بارے میں کارگزاری لکھ کر مرکز کو بھیجتے ہیں.....تاکہ مرکز.....اپنے مسلمان بھائیوں کی دینی اور اخروی ضروریات کو پورا کرنے کا انتظام کرے.....اسی طرح خود اس ساتھی کو بھی فکر دلائی جاتی ہے کہ وہ اپنی ان کمیوں کو پورا کرنے کی جلد اور بھرپور کوشش کرے اور ان چیزوں سے غافل نہ رہے جن سے غفلت کرنا کسی مسلمان کا شیوہ نہیں ہے.....

www.rangoonoor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۲۴

مذاکرہ

مذاکرہ..... یعنی دین کا علم سیکھنا اور سکھانا..... دین کی باتوں کی یاد دہانی..... اور علم سننا اور سنانا..... یہ بہت مفید اور مبارک عمل ہے..... انسان بھولنے کا عادی ہے اس لیے اسے مسلسل یاد دہانی کی ضرورت پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں جا بجا یاد دہانی کراتے رہنے کا حکم دیا ہے..... یہ دورہ تربیت کا لازمی حصہ اور بہت فضیلت والا عمل ہے.....

علم کی یہ مجالس جنت کے باغات ہیں

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔

جب تم جنت کے باغات پر سے گزرو تو خوب کھایا پیا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''علم کی مجالس''

(رواہ الطبرانی فی الکبیر و فیہ راو لم یُسمَّ الترغیب والترہیب ص ۶۳)

علم سیکھنا اور سکھانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک نوافل سے زیادہ اہم عبادت ہے

(۲) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ علم کا ایک باب سیکھنا میرے نزدیک ہزار رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر

طالب علم کو اسی (یعنی طلب علم کی) حالت پر موت آجائے تو وہ شہید ہے۔
(راوہ البزاز والطبرانی الترغیب والترہیب ص ۵۴)

(۳) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوذر اگر تم صبح نکلو اور کتاب اللہ کی ایک آیت کا علم حاصل کرو تو یہ تمہارے لیے سو رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم صبح نکل کر علم کا ایک باب سیکھو اُس باب پر عمل ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اس کا سیکھنا تمہارے لیے ایک ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔
(ابن ماجہ باسناد حسن الترغیب والترہیب ص ۵۷)

ایک اور روایت میں علم سیکھنے اور سکھانے کو بہترین صدقہ قرار دیا گیا ہے۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان آدمی علم سیکھے اور پھر اسے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔
(ابن ماجہ باسناد الترغیب والترہیب ص ۵۴)

اس حقیر اور فانی دنیا میں جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب اور قیمتی ہیں انہیں میں سے ایک چیز علم بھی ہے۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا اور اُس کی تمام چیزیں ملعون ہیں سوائے ذکر اللہ کے.....اور جو چیزیں اُس کی معاون ہوں اور عالم اور طالب علم۔ (ترمذی ابواب الزید)

علم کے سیکھنے اور سکھانے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی عظیم الشان رحمتیں برستی ہیں جن کا فائدہ تمام مخلوق کو پہنچتا ہے.....اسی لیے زمین کی تمام مخلوقات طالب

علم کے لیے دعا اور استغفار کرتی ہیں.....۔

(۶) حضرت قبیصہ بن المخارق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اے قبیصہ کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں، آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ مجھے ایسا علم سکھائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع عطاء فرمائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے قبیصہ! ہر اُس پتھر، درخت اور مٹی کے روڑے نے آپ کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے جس کے پاس سے آپ کا گزر ہوا ہے۔ اے قبیصہ! جب آپ صبح کی نماز پڑھ لیں تو تین بار ''سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پڑھیں آپ اندھے پن، کوڑھ اور فالج سے محفوظ رہیں۔ اے قبیصہ یہ دعا پڑھا کریں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِمَّا عِنْدِکَ وَ أَفِضْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِکَ وَانْشُرْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِکَ.

(احمد۔ الترغیب والترہیب ص ۵۶)

(۷) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی راستے پر علم سیکھنے کے لیے چلے گا تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیں گے..... اور فرشتے طالب علم کو راضی کرنے کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالم کے لیے تمام آسمان والے اور تمام زمین والے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ مچھلیاں بھی پانی میں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء (علیہم السلام) نے وراثت میں درھم و دینار نہیں چھوڑے انہوں نے تو علم ہی کی وراثت چھوڑی

ہے پس جس نے علم حاصل کیا اس نے وراثت کا بڑا حصہ حاصل کرلیا.....(ترمذی)

(۸) حضرت صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مسجد میں اپنی سرخ چادر پر تکیہ لگا کر تشریف فرما تھے۔ میں نے خدمت اقدس میں عرض کی یا رسول اللہ میں علم حاصل کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

طالب علم کے لیے مرحبا (خوش آمدید) طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور پھر وہ فرشتے علم کی محبت میں ایک دوسرے کے اوپر جمع ہوتے ہوتے آسمان دنیا تک جا پہنچتے ہیں۔

(احمد والطبرانی باسناد جید الترغیب والترہیب ص ۶۲)

علم سیکھنے کا زمانہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اور عنایت کا زمانہ ہوتا ہے یہ زمانہ فرشتوں کی صحبت اور مخلوقات کی طرف سے مسلسل استغفار کا زمانہ ہوتا ہے، پس جسے اس زمانے میں موت آجائے تو اس کے لیے بڑی خوش نصیبی کی بات ہوتی ہے اسی لیے اللہ والے..... ہمیشہ طلب علم میں رہتے ہیں تاکہ انہیں وہ تمام رحمتیں نصیب ہوتی رہیں جو طالب علم کے لیے خاص ہیں اور ان کی موت بھی طلب علم کے زمانے میں آئے۔

(۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا.....جس شخص کو اس حال میں موت آئے کہ وہ علم سیکھ رہا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے اور انبیا علیہم السلام کے درمیان صرف درجہ نبوت کا فرق ہوگا۔ (الطبرانی فی الاوسط ص ۵۳)

درجہ نبوت کا فرق بھی بہت بڑا ہے.....مقصد اس روایت کا یہ ہے کہ عمل اور اخلاص کے ساتھ علم سیکھنے والے افراد صدیقین کے مقام تک جا پہنچتے ہیں اور ظاہر

ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد صدیقین کا مقام ہے۔

(۱۰) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا..... عالم کی فضیلت عابد پر اسی طرح ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ فرد پر.....(ترمذی)

قرآن و حدیث میں علم کی فضیلت پر بہت ساری آیات و احادیث موجود ہیں..... ہماری جماعت نے الحمدللہ دورہ اساسیہ کے عنوان سے..... عام مسلمانوں تک دین کا علم پہنچانے کا ایک مبارک سلسلہ شروع کیا ہے..... اب تک الحمدللہ ہزاروں افراد اس سلسلے سے فیض یاب ہو چکے ہیں..... دورہ تربیت کی اس تعارفی کتاب کے بعد انشاء اللہ دورہ اساسیہ کے متعلق..... تعارفی کتابچہ لکھنے کا ارادہ ہے..... انشاء اللہ..... علم کے فضائل و آداب کے متعلق تفصیلی دلائل اسی میں ذکر کیے جائیں گے.....

دورہ تربیت میں بھی..... علمی مذاکرہ..... روزانہ کے معمولات میں شامل ہے..... اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ دین کا علم..... مکمل عمل..... اور کامل اخلاص کے ساتھ عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۲۵

تجدیدِ ایمان۔تجدیدِ توبہ۔تجدیدِ عہد پر..... بیانات

دورہ تربیت کے دوران حضرات علماء کرام بیانات بھی فرماتے ہیں..... یہ خصوصی بیانات تین لازمی موضوعات پر ہوتے ہیں۔(۱) تجدیدِ ایمان (۲) تجدیدِ توبہ (۳) تجدیدِ عہد..... ہم میں سے ہر انسان..... بار بار یاد دھانی کا محتاج ہے.....اسی لیے قرآن پاک نے ضروری موضوعات کو بار بار ذکر فرمایا ہے..... قرآن مجید میں توحید کا بیان ہر سورۃ میں ملتا ہے کیونکہ یہی اصل بنیاد ہے.....اسی طرح رسالت کا بیان..... آخرت کا بیان، ملائکہ پر ایمان لانے کا بیان.....تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا بیان.....تمام رسولوں اور نبیوں پر ایمان لانے کا بیان.....موت کا تذکرہ..... مابعد الموت کے احوال..... جنت کا بیان.....جہنم کا تذکرہ..... تقدیر پر ایمان..... قیامت کے دن پر ایمان..... پھر اس دن کے حالات واحوال کا بیان.....اعمال کے تولے جانے کا بیان.....قبر اور عذاب قبر کا تذکرہ.....اسلامی فرائض.....نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ.....اور جہاد کا بیان.....

مسلمان ہونے کے لیے کن باتوں کو ماننا.....اور ان کا یقین رکھنا ضروری ہے؟ ایمان بالغیب کسے کہتے ہیں؟ ایمان کے تقاضے کیا ہیں؟ ایمان کے شعبے کیا ہیں؟ ضروریات دین کیا ہیں؟ کن چیزوں سے ایمان ختم ہو جاتا ہے؟ کن باتوں سے ایمان کو نقصان پہنچتا ہے؟ اس کے بنیادی عقائد کون کون سے ہیں؟ یہ وہ تمام عنوانات ہیں جن کی ضروری تفصیل ہر مسلمان کے علم میں ہونی چاہیے.....اور اس

کے عقیدے کا حصہ ہونی چاہیے..... اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا ہے کہ ہمیں ایمان و اسلام کی توفیق بخشی ہے..... بس یہی سب سے بڑی نعمت ہے..... اب ہمارے ذمہ لازم ہے کہ ہم صرف رسمی اور موروثی مسلمان نہ بنیں بلکہ شعوری طور پر پوری سمجھ اور مکمل شعور کے ساتھ اسلام کو اپنائیں اور اسے اپنے دل و جان میں بسائیں اور اسے اپنے خون میں شامل کریں۔ یہ تو ہوا تجدیدِ ایمان کا خلاصہ.....

اور تجدیدِ توبہ کا مطلب یہ ہے کہ..... اگر گناہوں کی بادِ صَرصَر ہماری فصلِ ایمان پر حملہ آور ہو تو ہم کس طرح سے اپنے دین اور ایمان کا بچاؤ کریں..... گناہ کسے کہتے ہیں؟ گناہ کتنی بری اور گندی چیز ہے؟ کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ صغیرہ گناہ کون سے ہیں..... حقوق اللہ سے متعلق کون سے گناہ ہیں؟ حقوق العباد سے متعلق کون سے گناہ ہیں؟..... توبہ کے کیا معنی ہیں؟ استغفار کا کیا مطلب ہے؟ توبہ کس طرح سے کی جاتی ہے؟ توبہ پر مضبوطی کے کون سے نسخے ہیں؟ توبہ ٹوٹ جائے تو اس کا کیا علاج ہے؟ اور ایسے کون سے طریقے ہیں جن کی بدولت ہم تَـــوّاب یعنی خوب توبہ کرنے والے بن جائیں؟..... اور مرتے دم تک ہم کبھی توبہ سے محروم نہ ہوں.....

تجدیدِ عہد کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اپنی گھٹیا جان..... اور بے کار مال کو..... اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی رضا اور جنت کے بدلے فروخت کر دیا ہے..... یوں الحمد للہ یہ جان بھی قیمتی بن گئی..... اور مال بھی قیمتی بن گیا..... ہم نے قربانی کا عہد کیا کہ ہم انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور ہم اسلام کی عظمت کی خاطر..... اپنے جسموں کے ٹکڑے کروانے کے لیے تیار ہیں..... اور ہم امت مسلمہ کے تحفظ کے لیے کوئی بھی کسر نہ اٹھا رکھیں گے..... ہم نے جہاد کے لیے بیعت کی ہے اور یوں ہم نے ایک عظیم عہد کر لیا ہے..... اب شیطان و نفس کی کوشش ہے کہ ہم اپنے عہد کو بھول کر بزدل..... اور دنیا

پرست بن جائیں اور ہم اسلامی رشتے کو بھول کر قوموں، قبیلوں.....اور علاقوں میں بٹ جائیں اور ہم جنت کو بھول کر اس حقیر اور فانی دنیا کے غلام بن جائیں.....اور ہم کفر کی ظاہری طاقت اور شوکت دیکھ کر اپنی گردن اس کے سامنے جھکا دیں..... اور ہم حالات کی مشکلات دیکھ کر زمانے سے سمجھوتہ کر کے اپنے نظریات کو بھلا دیں.....اور ہم اپنے معطر اور پاکیزہ روح شہداء کے جسموں کے ٹکڑے فراموش کر دیں.....اور ہم جان بچانے کے لیے اپنے دین اور ایمان کو بدل دیں.....

نفس و شیطان مختلف طریقوں سے ہمیں اپنے عہد سے ہٹانا چاہتے ہیں..... حالانکہ نہ زندگی کے دنوں میں اضافہ ہوسکتا ہے اور نہ کوئی اپنی موت اور قبر سے بھاگ سکتا ہے.....عہد توڑنے والے کچھ بھی نہیں پاتے.....اور انہیں سوائے حسرت اور پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا.....اللہ تعالیٰ کی رضاء اور جنت بہت اونچی نعمتیں ہیں.....ان نعمتوں کو پانے کے لیے جہاد سب سے بہترین اور مختصر راستہ ہے..... کانٹے ضرور چبھتے ہیں۔تکلیفیں ضرور آتی ہیں.....مگر اس راستے کی منزل بہت سہانی اور میٹھی ہے.....اگر یہ منزل ہمیں مل گئی تو سارے دکھ بھول جائیں گے.....اور ہر تکلیف مٹھاس بن جائے گی لیکن اگر خدانخواستہ ہم نے راستہ بدل لیا.....شہداء کو بھلا دیا.....نظریہ تبدیل کر لیا.....اور منزل سے.....خدانخواستہ.....محروم ہوگئے تو پھر ہم سے زیادہ گھاٹے والا کوئی نہیں ہوگا۔انجام کی بہتری.....اور خرابی کو سمجھنے کے لیے آیئے آقا مدنی ﷺ سے سبق لیتے ہیں اور یہ عجیب و دلنواز حدیث شریف پڑھتے ہیں.....

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے رب (کیا وجہ ہے کہ) آپ اپنے مومن بندے پر رزق کے دروازے بند کر دیتے

ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے (اس سوال کے جواب میں) جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا اور فرمایا کہ یہ وہ اجر وثواب ہے جو میں نے (رزق کی تنگی اور دنیوی تکالیف کے بدلے میں) اپنے بندے کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے (اس اجر وثواب اور جنت کی نعمتوں کو دیکھ کر) عرض کیا کہ اے اللہ! آپ کی عزت اور آپ کے جلال وعظمت کی قسم! اگر مومن بندے کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہوں اور اسے پیدائش کے دن سے لے کر قیامت کے دن تک مسلسل منہ کے بل گھسیٹا جائے اور آخر میں اس کا ٹھکانہ جنت ہو تو وہ اس راحت وسکون اور اس خوشی کی وجہ سے یوں محسوس کرے گا کہ گویا اس نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی ہی نہ تھی..... موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! (کیا وجہ ہے کہ) آپ کافر کو دنیا میں نعمتیں عطا فرماتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے جواباً جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا اور فرمایا کہ میں نے کافر کے لیے یہ سزا تیار کر رکھی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! آپ کی عزت کی قسم! اگر آپ کافر کو دنیا اور دنیا کی ساری نعمتیں بھی عطا کر دیں اور وہ کافر پیدائش سے لے کر روز قیامت تک ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا رہے، پھر آخر کار اس کا ٹھکانہ یہ جگہ ہو تو وہ یوں محسوس کرے گا گویا اس نے کبھی کوئی نعمت اور کوئی بھلائی دیکھی ہی نہ تھی۔

(ترغیب المسلمین ص ۴۵ بحوالہ کنز العمال ص ۴۸۸ ج ۶)

آج وہ مجاہدین کرام جو حالات کے ظاہری ستم کا شکار ہیں وہ خصوصی طور پر اس حدیث شریف کو بار بار پڑھیں اور اپنے عہد اور نظریے پر استقامت کے ساتھ ڈٹے رہنے کا..... ایک نیا اور مضبوط عزم کریں..... بس یہی تجدید عہد ہے جس کا دوسرا نام ''استقامت'' ہے اور استقامت ہی سب سے بڑی کرامت ہے..... اللہ کریم جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ. نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓـؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ.....
(حم السجدہ ۳۰،۳۱)

''جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غم ناک ہو اور جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ..... ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لیے (موجود ہوگی۔)''

آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت علامہ عثمانی ارشاد فرماتے ہیں۔

''یعنی دل سے اقرار کیا اور اس پر قائم رہے اس کی ربوبیت و الوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ نہ اس یقین و اقرار سے مرتے دم تک ہٹے نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا، جو کچھ زبان سے کہا تھا اس کے مقتضا پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے، اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا، جو عمل کیا خالص اس کی خوشنودی اور شکر گزاری کے لیے کیا، اپنے رب کے عائد کیے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا اور ادا کیا، غرض ماسوا سے منہ موڑ کر سیدھے اسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی کے راستہ پر چلے۔ ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد قبروں سے اٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اترتے ہیں جو تسکین و تسلی دیتے اور جنت کی بشارتیں سناتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ دنیائے فانی کے سب غم و فکر ختم ہوئے اور کسی

آنے والی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا..... اب ابدی طور پر ہر قسم کی جسمانی و روحانی خوشی اور عیش تمہارے لیے ہے اور جنت کے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی زبانی کیے گئے تھے وہ اب تم سے ایفاء کیے جانے والے ہیں..... یہ وہ دولت ہے جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی فکر اور غم آدمی کے پاس نہیں پھٹک سکتا۔

(تنبیہ) بہت ممکن ہے کہ متقین اور ابرار پر اس دنیوی زندگی میں بھی ایک قسم کا نزول فرشتوں کا ہوتا ہو جو اللہ کے حکم سے ان کے دینی و دنیوی امور میں بہتری کی باتیں الہام کرتے ہوں، جو ان کے شرح صدر اور تسکین و اطمینان کا موجب ہو جاتا ہو.....''

(تفسیر عثمانی ص ۶۳۸)

آج دین کا کام کرنے والوں کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ..... اپنی امن پسندی ثابت کریں۔ یورپ اور امریکا کو اپنے بارے میں مطمئن کریں..... اپنے اوپر جدت پسندی کی نئی کھال چڑھائیں..... اپنے آپ کو بالکل بے ضرر اور کمزور ثابت کریں..... تب ان کی جان کو امان ملے گی..... اور انہیں دینی کام کرنے دیا جائے گا..... ان حالات میں حضرت علامہ عثمانیؒ کے ان فرمودات کو بغور پڑھنے، سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے..... گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے..... غیر اللہ کی خوشنودی کے لیے محنت کرنے اور حق کا راستہ چھوڑ دینے سے کچھ نہیں بنے گا..... اور کوئی فائدہ نہیں ملے گا..... بلکہ نہ گھر رہے گا نہ گھاٹ..... جبکہ وہ لوگ جو..... راستہ نہیں بدلتے..... اور اپنے نظریات سے دستبردار نہیں ہوتے ان کی تعریف و ثناء سے قرآن و حدیث بھرے پڑے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب ۲۳)

''ایمان والوں میں سے کتنے ہی ایسے مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا اس عہد کو جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔ پھر ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر لی اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے نظریہ کو) ذرا بھی نہیں بدلا.....''

حضرت علامہ عثمانیؒ اس آیت کی یہ ایمان افروز تفسیر فرماتے ہیں:

''یعنی منافقین نے جو عہد کیا تھا..... اسے توڑ کر بے حیائی کے ساتھ میدان سے ہٹ گئے' اُن کے برعکس کتنے پکے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنا عہد و پیمان سچا کر دکھایا۔ بڑی بڑی سختیوں کے وقت دین کی حمایت اور پیغمبر کی رفاقت سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹایا، اللہ و رسول کو جو زبان دے چکے تھے، پہاڑ کی طرح اُس پر جمے رہے' اُن میں سے کچھ تو وہ ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے یعنی جہاد ہی میں جان دے دی جیسے شہدائے بدر و اُحد' جن میں سے انس بن النضر رضی اللہ عنہ کا قصہ بہت مشہور ہے اور بہت مسلمان وہ ہیں جو نہایت اشتیاق کے ساتھ ''موت فی سبیل اللہ'' کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب کوئی معرکہ پیش آئے جس میں ہمیں بھی شہادت کا مرتبہ نصیب ہو..... بہر حال دونوں قسم کے مسلمانوں نے (جو اللہ کی راہ میں جان دے چکے اور جو مشتاق شہادت ہیں) اپنے عہد و پیمان کی پوری حفاظت کی اور اپنی بات سے ذرہ بھر نہیں بدلے۔'' (تفسیر عثمانی ۵۵۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنا عہد نباہنے کی.....توفیق عطا فرمائے۔

(وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ.....)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۲۶

نفل روزے

تقویٰ بہت بڑی نعمت ہے..... قرآن پاک میں تقویٰ کے تیرہ سے زائد فائدے مرقوم ہیں..... اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے روزے کو تقوے کا بہترین ذریعہ بنایا ہے۔ رمضان المبارک کے روزے تو ویسے ہی فرض ہیں..... لیکن تقویٰ پانے کے لیے ضروری ہے کہ..... نفل روزوں کی بھی ترتیب اپنی زندگی میں شامل کی جائے۔

حضور پاک ﷺ نفل روزوں کا اہتمام فرماتے تھے اور بعض مخصوص دنوں کے روزے بھی رکھتے تھے آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ..... اور پھر امت مسلمہ کے قابل تقلید اکابر بھی..... کثرت سے نفل روزے رکھتے تھے.....

احادیث میں جن نفل روزوں کا تذکرہ ملتا ہے ان کی اجمالی فہرست یہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ شعبان کے مہینے میں زیادہ روزے رکھتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

آپ ﷺ نے شوال کے چھ روزوں کی فضیلت بیان فرمائی۔ (مسلم)

آپ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ کرامؓ کو مہینے میں تین نفلی روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ (بخاری)

آپ ﷺ نے یوم عرفہ نو ذوالحجہ کے روزہ کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ اس سے ایک سال پچھلے اور ایک سال اگلے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مسلم)

آپ ﷺ نے یوم عاشور (دس محرم) کے روزے کے بارے میں فرمایا کہ اس کی برکت سے پچھلے ایک سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

ہر مہینے میں تین روزے رکھنے والا پورے سال کے روزوں کا اجر پاتا ہے۔
(مسلم)

حضور اکرم ﷺ یکم سے نو ذی الحجہ تک کے روزے رکھا کرتے تھے۔(نسائی)

حضور اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ کو ہر مہینے کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کے روزوں کا مشورہ دیتے تھے۔(ابوداؤد، نسائی)

حضور اکرم ﷺ دس محرم کا روزہ رکھتے تھے آخری سال آپ نے ۹ محرم کا روزہ ساتھ ملانے کا ارادہ فرمایا تھا۔(مسلم)

یکم سے نو ذوالحجہ تک ہر دن کا روزہ ایک سال کے نفل روزوں کے برابر ہے۔
(ترمذی)

پندرہ شعبان کا روزہ بھی فضیلت کا حامل ہے۔ (ابن ماجہ)

پیر اور جمعرات کو اعمال کی پیشی ہوتی ہے آقا ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ روزے کی حالت میں میرے اعمال پیش ہوں۔(ترمذی)

حضور اکرم ﷺ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔(ترمذی)

آپ ﷺ نے بعض صحابہ کرامؓ کو بدھ اور جمعرات کے دن روزے کا مشورہ دیا۔
(ترمذی)

آپ ﷺ بعض اوقات مہینے کے پہلے تین دنوں کا روزہ رکھتے تھے۔
(جمع الفوائد ص ۴۲۴ ج ۲)

امام غزالیؒ لکھتے ہیں۔

پس معدے کو اس کے حال پر چھوڑ دینا (یعنی اس کی مرضی کے مطابق اسے ہر وقت بھرتے رہنا) سارے گناہوں کی اصل ہے اور اسے مغلوب کر لینا اور بھوک کا عادی ہو جانا تمام نیکیوں کی اصل ٹھہری۔ (نسخہ کیمیا ص ۵۷۷)

جب معدہ ہر وقت بھرا رہے گا تو شہوت بھڑکے گی
شہوت پوری کرنے کے لیے مال درکار ہوتا ہے پس حب مال پیدا ہوگی

مال تب ملتا ہے جب جاہ وحشمت حاصل ہو اس طرح حب جاہ پیدا ہوئی اور جاہ وحشمت کا حاصل ہونا بغیر مخلوق سے الجھے ممکن نہیں تو اب حسد، تعصب، عداوت، تکبر، ریاکاری اور کینہ پروری نے ڈیرے ڈال دیئے۔

(خلاصہ کلام غزالی.....نسخہ کیمیا ص ۵۷۷)

احادیث مبارکہ میں روزے کے بہت سارے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں جن میں سے چند ایک کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں روزہ میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (ترمذی)

۲۔ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت۔ (ترمذی)

۳۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے زیادہ پاکیزہ (اور خوشبودار) ہے۔ (ترمذی)

۴۔ روزہ ڈھال ہے جب تک اسے جھوٹ اور غیبت سے نقصان نہ پہنچادے۔ (نسائی)

۵۔ روزہ بے مثال عبادت ہے۔ (حاکم۔ابن حبان)

۶۔ جنت کا ایک دروازہ الریان ہے اس سے روزے دار داخل ہوں گے۔ (بخاری، مسلم)

۷۔ جہاد کرو غنیمت پاؤ گے، روزہ رکھو صحت پاؤ گے، سفر کرو غنا پاؤ گے۔ (جمع الفوائد)

دورہ تربیت کے دوران نفل روزے رکھوائے جاتے ہیں اور اس بات کی ترغیب دی جاتی ہے کہ آئندہ بھی.....نفل روزے.....زندگی بھر کا معمول رہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۲۷۔۳۷

کثرتِ دعا.....امتِ مسلمہ کے لیے دعائیں

دعا مانگنا انسان کی ضرورت ہے.....مگر اس کے باوجود وہ اکثر اس سے غافل رہتا ہے.....شیطان پورا زور لگاتا ہے کہ انسان عبادت اور ذکر کے بعد.....دعا نہ مانگے.....یعنی محنت کر کے معاوضہ وصول نہ کرے..... چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جیسے ہی دعا کا وقت آتا ہے.....اکثر جلد بازی یا کوئی رکاوٹ سامنے آجاتی ہے..... حالانکہ دعا ہی اصل عبادت ہے.....اور دعا ہی کے ذریعہ..... بندہ..... اپنے رب سے مناجات کرتا ہے..... باتیں کرتا ہے.....دعا میں فائدہ تو انسان کا ہے.....مگر..... اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھئے کہ اس نے اس انسانی ضرورت کو..... عبادت قرار دے دیا ہے.....اب انسان اپنی ضروریات مانگ رہا ہے.....اور ساتھ ہی ساتھ اجر کے خزانے بھی لوٹ رہا ہے.....دعا میں سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔اسی لیے آقا ﷺ نے فرمایا کہ.....جس کے لیے دعا کا دروازہ کھل گیا..... اس کے لیے رحمت کا دروازہ کھل گیا.....یعنی جس کو رب سے مانگنا آگیا.....اور جس کے لیے خوب خوب دعا کرنا آسان ہوگیا تو اس کے مزے ہوگئے کیونکہ..... اس نے رحمت الٰہی کو حاصل کرنے کا گر اور طریقہ سیکھ لیا.....دعا فوراً قبول ہوجائے تب بھی فائدہ.....دیر سے قبول ہو.....تب بھی فائدہ.....دنیا میں قبول نہ ہو تب بھی فائدہ.....کہ ہر وہ دعا جو قبول نہیں ہوتی.....آخرت کا بے بہا اجر بن جاتی ہے۔اس

اجر کو دیکھ کر قیامت کے دن..... انسان کہے گا..... کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول ہی نہ ہوتی..... الغرض..... دعا میں فائدہ ہی فائدہ ہے..... ہر صورت میں..... اور ہر حال میں..... پھر اگر دعا اپنے لیے کی جائے تو اس کے الگ فائدے..... کسی دوسرے کے لیے کی جائے تو الگ فائدے..... اور اگر ساری امت کے لیے کی جائے تو الگ فائدے..... حضرات انبیاء علیہم السلام کے لیے کی جائے تو الگ فائدے..... اور اگر امت کے صدیقین، شہداء اور صالحین کے لیے کی جائے تو الگ فائدے..... اپنے والدین کے لیے کی جائے تو الگ فائدے..... امت کے گناہ گاروں کے لئے کی جائے تو الگ فائدے..... دعا کے ان بے شمار فائدوں پر..... قرآن وسنت کے واضح ارشادات گواہ ہیں..... اسی لیے جب دعا کا ذکر آتا ہے تو حضرات محدثین..... ایک حدیث کے بعد دوسری حدیث ذکر کرتے چلے جاتے ہیں..... دعا کی فضیلت دعا کا مقام، دعا کے طریقے، دعا کے آداب، دعا کی شرائط..... قبولیت دعا کے خاص اوقات..... خاص مقامات..... اور خاص حالات..... دعا نہ مانگنے پر وعیدیں..... اور پھر مختلف اوقات..... اور مختلف احوال کی مسنون دعائیں اور پھر امت کے مقبول لوگوں کی دعائیں..... جو الہام اور خواب کے ذریعے انہیں سکھائی گئیں..... دعا کے ابواب میں..... سینکڑوں احادیث وروایات اور واقعات کو ذکر کرنے کے باوجود تشنگی نہیں بجھتی..... اور تو اور کئی اکابر اپنی مایہ ناز کتابوں کا آغاز بھی حمد وثنا اور دعا سے کرتے ہیں..... اور اختتام بھی دعا پر کرتے ہیں.....

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کا اختتام ایک جامع دعا پر فرمایا..... سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم..... حدیث شریف سے ثابت ہے کہ سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ اور سب سے افضل دعا الحمد للہ ہے..... اور حمد جب تسبیح کے ساتھ مل جائے

تو اجر بڑھ جاتا ہے..... سبحان اللہ وبحمدہ..... سبحان اللہ العظیم.....

امام غزالیؒ کی کتاب کیمیائے سعادت اٹھا لیجئے۔ اس کا اختتام ایک عجیب و غریب اور پر کیف..... دعا پر ہو رہا ہے..... امام صاحب کتاب کے بالکل آخر میں لکھتے ہیں..... عتبہ ابن الغلامؒ کو کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ حق تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟ آپ نے جواب دیا کہ..... اس دعا کی برکت میری بخشش کا سبب بن گئی جو تیرے گھر کی دیوار پر لکھی ہوئی ہے..... صبح بیدار ہو کر اُس شخص نے دیوار پر جو نظر ڈالی تو عتبہ الغلامؒ کے خط میں یہ عبارت لکھی ہوئی پائی اور یہ وہی دعا تھی جس کا ذکر انہوں نے خواب میں کیا تھا۔

يَا هَادِيَ الْمُضِلِّيْنَ وَيَا رَاحِمَ الْمُذْنِبِيْنَ وَيَا مُقِيْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِيْنَ اِرْحَمْ عَبْدَكَ ذالخَطِرِ والمسلمين كُلَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ وَاجْعَلْنَا مَعَ الْاَحْيَاءِ الْمَرْزُوْقِيْنَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ اٰمِيْن يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

''اے گمراہوں کو ہدایت دینے والے..... اے گناہ گاروں پر رحم فرمانے والے۔ اے لغزش کرنے والوں کی لغزشوں کو معاف فرمانے والے۔ رحم فرما اپنے خطرات زدہ بندے پر..... اور تمام مسلمان پر..... اور ہمیں روزی پانے والے اُن زندوں میں شامل فرمایا جن پر تو نے انعام کیا ہے صدیقین، شہدا اور صالحین میں سے..... دعا قبول فرما اے تمام جہانوں کے پروردگار.....''

خود قرآن پاک میں..... دعا کرنے کا حکم بھی ہے..... اور دعا مانگنے کا طریقہ بھی۔ اور بہت ساری دعائیں بھی..... اسی طرح حضور ﷺ نے..... دعا کے فضائل و آداب بھی سکھلائے..... اور بہت ساری دعائیں بھی.....

اس لیے مسلمانوں کو چاہئے کہ دعا کے مبارک دروازے میں داخل ہوں..... اور دعا کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں..... اور دعاؤں کے ذریعے اپنی چوبیس گھنٹے کی زندگی کو عبادت بنالیں..... اگر ہم نے رب سے مانگنا سیکھ لیا تو پھر ہمیں کسی اور سے کچھ بھی نہیں مانگنا پڑے گا..... اور نہ کسی کے در پر اپنی گردن جھکانی پڑے گی.....

آیئے دعا کے چند فضائل پڑھ لیتے ہیں تاکہ..... دل کی آنکھیں..... اصل عبادت کو پہچان لیں.....

۱۔ دعا ہی اصل عبادت ہے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا ہی عین عبادت ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی..... وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِیٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ..... (احمد۔ترمذی)

آپ ﷺ نے دعا کو عین عبادت قرار دینے کی دلیل کے طور پر جو آیت پڑھی اس کا ترجمہ یہ ہے۔

''اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کی وجہ سے روگردانی کرتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔''

(سورہ مومن آیت نمبر ۶۰)

حضرت علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں۔

یعنی میری ہی بندگی کرو کہ اس کی جزاء دوں گا۔ اور مجھ ہی سے مانگو کہ تمہارا مانگنا خالی

نہ جائے گا..... بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا..... نہ مانگنا غرور ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی پکار کو پہنچتا ہے۔ یہ بات تو بے شک برحق ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کیا کرے یعنی جو مانگے وہ ہی چیز دے دے۔ نہیں اس کی اجابت کے بہت سارے رنگ ہیں۔ جو احادیث میں بیان کر دیئے گئے ہیں..... بہرحال بندہ کا کام مانگنا ہے اور یہ مانگنا خود ایک عبادت بلکہ مغز عبادت ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۶۳۰)

امام قرطبیؒ نے اس آیت کے ذیل میں چند روایات ذکر فرمائی ہیں۔

- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا..... تم میں سے ہر ایک کو اپنی ہر حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے۔ یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ بھی (اسی سے مانگے) جب ٹوٹ جائے.....

- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا..... میری امت کو ایسی تین چیزیں عطاء کی گئی ہیں جو پہلے صرف انبیاء کو عطاء کی گئی تھیں۔

ان نعمتوں میں سے پہلی یہ ہے کہ) اللہ جب بھی کسی نبی کو مبعوث فرماتے تھے تو ان سے کہتے تھے۔ ''**ادعنی استجب لکم**''..... اے نبی آپ مجھ سے دعا مانگیے میں آپ کی دعا قبول کروں گا..... جبکہ میری پوری امت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ادعونی استجب لکم**..... اے مسلمانو! تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ (اس کے بعد باقی دو نعمتوں کا تذکرہ ہے۔) (تفسیر قرطبی ص ۲۸۶ ج ۱۵)

۲۔ دعا عبادت کا مغز ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دعاء عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی)

۳۔ رحمت کے دروازے کھل گئے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے..... اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ چیز ''عافیت'' ہے۔ (ترمذی)

۴۔ معزز ترین چیز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا.....
اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز (اور عزیز) کوئی عمل نہیں ہے۔ (ترمذی)

۵۔ نہ مانگنے والوں سے ناراضی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

۶۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس کا ''فضل'' مانگو بے شک اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس سے مانگا جائے..... اور افضل ترین عبادت پریشانی کے دور ہونے (اور حالات کے اچھا ہونے) کا انتظار ہے۔ (ترمذی)

۷۔ دعا کی قبولیت

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک تمہارا رب بہت حیا والا اور بہت کریم ہے۔ جب بندہ اُس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اُسے ان ہاتھوں کو خالی لوٹانے سے شرم آتی ہے۔ (ترمذی)

۸۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمنوں سے نجات دے گا اور تم پر روزی کو کشادہ کروائے گا..... (وہ عمل یہ ہے کہ) تم دن رات اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرو۔ بے شک دعا مومن کا اسلحہ ہے۔
(مسند ابو یعلی موصلی)

۹۔ مصیبتوں کا علاج دعا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک دعا نفع دیتی ہے ان مصیبتوں میں جو

نازل ہو چکیں اور ان میں بھی جو نازل نہیں ہوئیں؛ پس اللہ کے بندو دعا کو لازم پکڑو۔ (ترمذی)

۱۰۔ لبیک میرے بندے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بندہ کہتا ہے اے میرے رب، اے میرے رب! اے میرے رب! (یا ربِّ یا ربِّ یا ربِّ) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (''لبیک عبدی) میں موجود ہوں اے میرے بندے مانگ تجھے دیا جائے گا۔

(الترغیب والترہیب ص ۳۲۰ ج ۲)

۱۱۔ دعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

تقدیر کو صرف دعا ہی ٹال سکتی ہے اور عمر میں اضافہ صرف نیکی ہی کر سکتی ہے اور بے شک آدمی گناہ کی وجہ سے اپنے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

(ابن حبان الترغیب والترہیب (ص ۳۱۶ ج ۶)

۱۲۔ دعا ہلاکت سے بچاؤ کا ذریعہ ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

دعا میں کمی (اور سستی) نہ کرو؛ بے شک دعا کے ہوتے ہوئے کوئی ہلاک نہیں ہوگا۔ (ابن حبان الترغیب ص ۳۱۵ ج ۲)

۱۳۔ دعا آسمان وزمین کا نور ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور آسمان وزمین کا نور ہے۔

(حاکم الترغیب ص ۳۱۵ ج ۲)

۱۴۔ دعا کے تین نتیجے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے ایسی دعا مانگتا ہے جس میں گناہ اور قطع رحمی نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے ایک عطا فرما دیتا ہے یا تو جلدی اس کی دعا قبول فرمالیتا ہے (اور حاجت پوری ہو جاتی ہے) یا اس دعا کو اس کے لیے آخرت کا ذخیرہ بنا دیتا ہے یا اس کے برابر کسی برائی (یا مصیبت) کو اس سے دور فرما دیتا ہے۔ (یہ سن کر) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا تب تو ہم بہت دعائیں مانگیں گے تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ بہت زیادہ دینے والا ہے۔ (احمد۔ بزاز۔ الترغیب ص ۳۱۴ ج ۲)

۱۵۔ اللہ تعالیٰ دعا کرنے والوں کے ساتھ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور جب وہ مجھے بلاتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

۱۶۔ جتنا مانگو اس کے خزانے میں کمی نہیں ہوتی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ عزوجل نے ارشاد فرمایا اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر بھی حرام کیا اور تمہارے لیے بھی ایک دوسرے پر ظلم کرنے کو حرام کر دیا۔ اے میرے بندو! تم سارے گمراہ ہو مگر جس کو میں ہدایت دوں، پس تم مجھ سے ہدایت مانگا کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جسے میں کھلاؤں پس مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بے لباس ہو مگر جسے میں لباس عطا فرماؤں پس تم مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں پس مجھ سے گناہوں کی معافی مانگو میں تمہارے گناہ معاف کروں گا۔ اے میرے بندو! تم مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ تم مجھے فائدہ دے سکتے ہو..... اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور جن (یعنی تم سب انسان اور جنات) اپنے میں سے متقی ترین شخص جیسے ہو جاؤ تو اس سے میری سلطنت میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور انسان و جنات اپنے میں سے نافرمان ترین شخص جیسے ہو جائیں تو اس سے میری سلطنت میں کچھ بھی کمی نہیں ہوگی۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور انسان و جنات (یعنی تمام انسان و جنات) ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں پھر میں ہر شخص کو وہ چیزیں دے دوں جو وہ مانگے تب بھی میرے پاس جو کچھ ہے اس میں کمی نہیں ہوگی..... مگر اتنی جتنی سمندر میں سوئی ڈبو کر نکالنے سے ہوتی ہے..... اے میرے بندو! یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لیے شمار کرتا ہوں پھر تمہیں ان کا

پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو تم میں سے خیر پائے وہ اللہ عزوجل کا شکر ادا کرے اور جو اس (خیر) کے علاوہ پائے تو اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔ (صحیح مسلم)

دعا کے فضائل بہت زیادہ ہیں..... ہم انہیں پندرہ روایات پر اکتفا کرتے ہیں..... اور اب چند فضائل دوسروں کے لیے دعا کرنے کے بیان کرتے ہیں..... کیونکہ..... دورہ تربیت کا ایک ضروری عمل..... امت مسلمہ کے لیے..... دعائیں کرنا ہے..... اس طرح اپنے والدین..... اہل احسان..... اہل معاملہ..... اہل حقوق..... اہل محبت..... اور اقرباء کے لیے بھی خوب دعائیں کی جاتی ہیں..... اسی طرح دنیا بھر میں برسر پیکار مجاہدین کرام کے لیے..... اور اپنی مبارک جماعت کے ذمہ داروں اور کارکنوں کے لیے بھی خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا جاتا ہے..... اپنے علاوہ دوسروں کے لئے دعا کرنے کے چند فضائل ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آخری اور محبوب نبی حضرت محمد ﷺ سے ارشاد فرمایا۔

وَاسْتَغْفِرْ لَذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (سورہ محمد آیت ۱۸)

''آپ اپنے لیے استغفار کیجئے اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کے گناہوں کی معافی کی دعا (بھی کیجئے.....''

استغفار بھی ایک دعا ہے..... اور حضور اکرم ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ مومنین اور مومنات کے لیے بخشش کی دعا فرمائیں.....

۲۔ قرآن پاک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعا ذکر فرماتا ہے جس میں آپ نے تمام ایمان والوں کے لیے دعا فرمائی..... معلوم ہوا کہ ایمان والوں کے لیے دعائیں کرنا اولوالعزم رسولوں کا طریقہ..... اور ان کی سنت ہے.....

دعا ملاحظہ فرمائے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (ابراہیم ۳۵)

اور جب ابراہیمؑ نے دعا کی کہ میرے پروردگار اس شہر (کو لوگوں کے لیے) امن کی جگہ بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچائے رکھ۔

آگے فرمایا۔

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ.

ترجمہ: ''اے میرے پروردگار! مجھ کو (ایسی توفیق عنایت کر کہ) نماز پڑھتا رہوں اور میری اولاد کو بھی (یہ توفیق بخش) اے پروردگار! میری دعا قبول فرما..... اے میرے پروردگار! بخش دیجئے مجھے اور میرے والدین کو اور ایمان والوں کو جس دن آپ قائم فرمائیں گے حساب.....

۳۔ قرآن مجید بیان فرماتا ہے کہ حَمَلَةُ الْعَرْش.....عرش اٹھانے والے فرشتے بھی.....ایمان والوں کے لیے دعائیں اور استغفار کرتے ہیں..... یعنی یہ ان کا معمول ہے کہ.....اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے لیے بھی دعا کرتے رہتے ہیں.....

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

www.rangonor.com

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

(الغافر ۷۔۸۔۹)

''جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے اور جو اس کے گرداگرد (حلقہ باندھے ہوئے) ہیں وہ اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کے لیے بخشش مانگتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے رستے پر چلے ان کو بخش دے اور دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے پروردگار! ان کو ہمیشہ کی جنتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے نیک ہوں ان کو بھی..... بے شک تو غالب حکمت والا ہے..... اور ان کو عذابوں (اور برائیوں) سے بچائے رکھ اور جس کو تو اس روز عذابوں سے بچالے گا تو بے شک تو نے اس پر (خاص) مہربانی فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

قرآن پاک کی اور کئی آیات سے بھی دوسروں کے لیے اور ایمان والوں کے لیے دعا کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ ہم نے ان تین آیات پر اکتفا کیا جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے عا کرنا..... حضور اکرم ﷺ کا..... حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا.....اور اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں کا معمول ہے.....
ایک مسلمان کو ترغیب کے لیے مزید اور کیا چاہیے..... آیئے اب چند احادیث مبارکہ کو پڑھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں.....

۱۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان بھی اپنے (دوسرے مسلمان) بھائی کے لیے پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اور تیرے لیے بھی ایسا ہی۔ (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان کی غائبانہ دعا اپنے مسلمان بھائی کے لیے (اللہ تعالیٰ کے ہاں) مقبول ہوتی ہے..... جب بھی وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے کسی خیر کی دعا کرتا ہے تو اس کے سر کے پاس مقرر فرشتہ کہتا ہے آمین اور تیرے لیے بھی ایسا ہی۔ (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
میں نے نبی کریم ﷺ سے عمرہ کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا اے میرے چھوٹے بھائی ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرنا اور ہمیں بھول نہ جانا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ نے مجھے چھوٹا بھائی فرمایا اس کلمے کے بدلے اگر مجھے ساری دنیا مل جائے تو میں خوش نہیں ہوں گا۔
(ابوداؤد)

۴۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
جو کوئی استغفار کرے گا مومنین اور مومنات کے لیے تو ہر مومن اور ہر مومنہ کے بدلے اس کے لیے نیکی لکھی جائے گی۔

(الطبرانی فی الکبیر)

استغفار کے معنی ہیں۔ بخشش اور مغرت مانگنا اور یہ بھی ایک دعا ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ سے ایمان والے مردوں اور عورتوں کے لیے بخشش مانگے گا اور کہے گا اے پروردگار بخش دے ایمان والے مردوں اور عورتوں کو

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ''

تو اس کے لیے ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کی طرف سے ایک ایک نیکی لکھی جائے گی اور وہ کروڑوں اربوں کھربوں نیکیوں کا مستحق ہو جائے گا۔

۵۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جو کوئی مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لیے روزانہ ستائیس مرتبہ استغفار کرتا ہے تو وہ ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں (یعنی مستجاب الدعوات بن جاتا ہے) اور جن کی برکت سے زمین والوں کو روزی دی جاتی ہے۔

(الطبرانی فی الکبیر)

یعنی مومنین اور مومنات کے لیے بخشش کی دعا مانگنے والوں کے لیے تین انعامات ہوں گے۔ (۱) مومنین اور مومنات کی تعداد میں نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اس میں زندہ، مردہ سب شامل ہیں۔ (۲) دعا کرنے والا خود مستجاب الدعوات بنا دیا جاتا ہے۔ (۳) اس کی برکت سے زمین والوں کو روزی ملتی ہے تو خود اس کی روزی کس قدر کھل جائے گی اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

''چنانچہ ان دونوں روایات کو سامنے رکھ کر..... روزانہ ستائیس مرتبہ پڑھنا چاہیے۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ.

یا

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ.....

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

سب سے جلد قبول ہونے والی وہ دعا ہے جو کسی غائب شخص کی غائب شخص کے لیے ہو۔ (ترمذی)

یعنی دونوں..... دعا کرنے والا اور جس کے لیے دعا کی جا رہی ہے ایک دوسرے کے سامنے نہ ہوں.....

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

دو دعائیں ایسی ہیں جن کے آگے پردہ نہیں (یعنی ان کی قبولیت سے کوئی چیز مانع نہیں) ایک مظلوم کی بد دعا۔ دوسرا وہ شخص جو اپنے کسی مسلمان بھائی کے لیے پس پشت دعا کرے۔ (جنۃ القناعہ ص ۳۰۱)

دروہ تربیت کے ایام میں..... پوری امت مسلمہ کے لیے..... تمام مومنین اور مومنات کے لیے خوب دعائیں کریں..... جن کی قربانیوں سے دین ہم تک پہنچا انہیں بھی دعاؤں میں یاد رکھیں..... جن کی محنتوں سے دین ہم تک پہنچا انہیں بھی نہ بھلائیں۔ الغرض..... خوب مانگیں..... سب کے لیے مانگیں..... اور مانگتے رہیں اور یاد رکھیں بعض لوگوں کے لیے دعا کرنے کا فائدہ بہت زیادہ ہے..... کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہوتے ہیں..... یاد کریں ماضی سے لے کر حال تک..... امت مسلمہ کے محسنوں کو.....

دعاؤں کا یہ سلسلہ دورہ تربیت کے بعد بھی جاری رہے..... جی ہاں..... زندگی کے آخری لمحات تک.....

اس موقع پر بندہ..... اُن سب مسلمانوں سے..... مرد ہوں یا خواتین..... اپنے لیے دعا کی درخواست کرتا ہے..... جو اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں گے۔

ایک عظیم الشان تحفہ

امت مسلمہ کے لیے دعا کرنے کی کتنی اہمیت اور فضیلت ہے اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے لگائیے.....

ایک صالح شخص..... کسی اللہ والے کی تلاش میں جبل لبنان میں کئی روز تک پھرتے رہے۔ ایک جگہ وہ نماز ادا کر رہے تھے کہ انہیں تلاوت کی آواز سنائی دی۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ اس طرف گئے جہاں سے آواز آ رہی تھی تو انہوں نے دیکھا کہ ایک نابینا بزرگ ایک کشادہ غار میں تلاوت فرما رہے تھے۔ یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بہت مفصل واقعہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے وہاں عجیب وغریب احوال کا مشاہدہ کیا۔ ایک پرندہ روزانہ کئی بار ان بزرگوں کے لیے طرح طرح کے پھل لاتا تھا۔ جنات کی جماعتیں حاضر ہو کر ان سے قرآن پاک سیکھتی تھیں اور وہ دن رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ واپسی پر انہوں نے ایک درندے کو راستہ دکھانے کے لیے ان کے ساتھ بھیجا..... انہوں نے واپس آ کر اپنے رفقاء کو جب یہ سارے حالات سنائے تو سب لوگ پہاڑ پر اس اللہ والے کی زیارت کے لیے چڑھ گئے..... مگر تین دن تک انہیں کوئی نہیں ملا۔ حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب ترغیب المسلمین کے صفحہ نمبر ۹۳ سے لے کر صفحہ نمبر ۱۰۳ تک اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ ہم اپنے موضوع سے متعلق صرف اس کا ایک حصہ نقل کر رہے ہیں.....

جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو انہوں نے مجھے آواز دی۔

الصَّلٰوۃُ. یَرْحَمُکَ اللّٰہُ. وَلَمْ اَرَ رَجُلاً اَعْرَفُ بِاَوْقَاتِ الصَّلٰوۃِ مِنْہُ

یعنی ''(انہوں نے مجھے آواز دے کر کہا کہ) نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کریں میں نے ان سے زیادہ اوقاتِ نماز جاننے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔''

چنانچہ میں نے ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ نماز کے بعد وہ عصر تک نوافل میں مشغول رہے۔ پھر نماز عصر ادا کرنے کے بعد انہوں نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ أَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ. اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ

یعنی ''اے اللہ! آپ امتِ محمدیہ کی اصلاح فرما دیں۔ اے اللہ آپ امتِ محمدیہ پر رحم کریں۔ اے اللہ! آپ امت محمدیہ سے مصائب و مشکلات دور فرما دیں۔''

پھر ہم نے نماز مغرب ادا کی۔ نماز کے بعد میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ دعا کہاں سے معلوم ہوئی ہے اور کس نے سکھائی؟ انہوں نے فرمایا۔ لَا یَحْتَمِلُ اِیْمَانُکَ ذٰلِکَ یعنی'' آپ اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔''

پھر فرمایا جو شخص ہر روز اس دعا کو تین مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس شخص کو ابدالوں میں لکھ دیں گے۔

روض الریاحین میں علامہ یافعیؒ لکھتے ہیں کہ رئیس صوفیاء حضرت ابوالحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں۔

جو شخص ہر روز یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ. اَللّٰھُمَّ

اسْتُرْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ. اَللّٰهُمَّ اجبُرْ امّة مُحمّدٍ ﷺ

تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو (برابر) نیکوکاروں میں داخل فرمائیں گے۔ کہتے ہیں کہ یہ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے۔

(ترغیب المسلمین ص ۹۵)

اس دعا کا ترجمہ یہ ہے۔

''اے میرے پروردگار! امت محمد یہ کو بخش دیجئے، اے میرے پروردگار! امت محمد یہ پہ رحم فرمائیے۔ اے میرے پروردگار! امت مسلمہ کی ستاری فرمائیے۔ اے میرے پروردگار! امت مسلمہ کی بگڑی بنا دیجئے۔''

www.rangoonr.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۲۸

ورزش و چہل قدمی

دورہ تربیت کے معمولات میں ورزش اور چہل قدمی بھی شامل ہے..... جہاد کی تیاری کی نیت سے جو عمل بھی کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت قدر و قیمت رکھتا ہے..... یہاں تک کہ جہاد کی نیت سے جو گھوڑا پالا جاتا ہے اُس گھوڑے کی لید اور پیشاب کے بدلے بھی نیکیاں لکھی جاتی ہیں..... حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو جب جہاد کا حکم ملا تو وہ ہر وقت اس کی تیاری کی فکر میں رہتے تھے..... وہ تیر اندازی کی مشق کرتے تھے اور ان میں سے بعض نے بڑھاپے کی کمزوری کے باوجود اس مشق کو جاری رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چھلانگ لگا کر گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اور حضرات صحابہ کرامؓ نشانہ بازی کی اس قدر مشق کرتے تھے کہ بھاگتے ہرن کی جس آنکھ کو چاہتے تھے نشانہ بناتے تھے..... اللہ تعالیٰ مومن قوی سے بنسبت مومنِ ضعیف کے زیادہ محبت فرماتا ہے۔ اس لیے ورزش وغیرہ کے ذریعے قوت حاصل کرنی چاہیے..... اور اپنے آپ کو جہاد کے لیے چست اور مضبوط بنانا چاہیے..... اس موضوع کو سمجھنے کے لیے..... اسلام اور جہاد کی تیاری نامی رسالہ کا مطالعہ فرمائیں..... یہ رسالہ..... بندہ کی تالیف ''رسائل جہاد'' کا حصہ ہے۔

آج کل کے ماحول میں لوگ ورزش اور بھاگ دوڑ کرنے کو دینی وقار کے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہ بہت بڑی شیطانی چال ہے اور اس خوفناک چال نے دینی

طبقے کو سستی کے دلدل میں غرق کر دیا ہے..... چنانچہ آج بزرگ اسی کو سمجھا جاتا ہے جو نزاکت سے چلے اور ہر وقت زمین کے ساتھ چپکا رہے..... اور اس آدمی کو بزرگ نہیں سمجھا جاتا جو ورزش اور بھاگ دوڑ کرے..... ریاکاری اور سستی پر مبنی اس ماحول کو توڑنا لازمی ہے اور اللہ والوں کی شان یہ ہے کہ وہ چست، مضبوط، توانا، صحت مند اور فنونِ حرب کے ماہر ہوں..... کسی زمانے تک دارالعلوم دیوبند کے نصاب و معمولات میں فنون حرب کا سیکھنا سکھانا ایک لازمی جزو تھا اور حضرت اقدس مدنیؒ کے بارے میں آتا ہے کہ سفر و حضر میں ورزش کا اہتمام فرماتے تھے اور حضرت اقدس تھانویؒ کے کئی خلفائے کرام لاٹھی بازی بنوٹ اور دیگر فنونِ حرب کے امام شمار ہوتے تھے.....

اللہ تعالیٰ ہمیں سستی، ریاکاری اور غفلت سے پناہ عطاء فرمائے..... اور ہمیں روحانی اور جسمانی صحت اور مضبوطی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

www.rangeroor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۲۹

فضائلِ جہاد.....اور.....زادِ مجاہد کی تعلیم

دورہ تربیت کے دوران.....فضائلِ جہاد اور زادِ مجاہد کی تعلیم بھی کرائی جاتی ہے.....ان دونوں کتابوں کی تعلیم سے جہاد کی سمجھ پیدا ہوتی ہے جو کہ اسلام کا ایک محکم اور قطعی فریضہ ہے اور آج کل کے حالات میں مسلمانوں کو اس فریضے کے انکار پر مجبور کیا جا رہا ہے..... حالانکہ جہاد کا انکار کفر ہے..... کیونکہ یہ قرآن پاک کی سینکڑوں آیات کا انکار ہے۔ حضور پاک ﷺ کی سینکڑوں احادیث کا انکار ہے..... اور اسلام کے ایک قطعی فریضے کا انکار ہے.....

یہ دونوں کتابیں مسلمانوں کے لیے کتنی مفید ہیں.....اس کا اندازہ کتابیں پڑھ کر ہی ہوسکتا ہے.....اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ان دونوں کتابوں کو ضرور پڑھیں۔ ضرور سمجھیں۔ ان کی اپنے گھروں اور مساجد میں تعلیم کرائیں.....اور زمانے کے دجال کے سامنے جھکنے کی بجائے..... اللہ تعالیٰ کے سچے دین اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پاک شریعت سے چمٹے رہیں.....اس لازمی بات کو سمجھنے کے لیے ان دونوں کتابوں کی تعلیم مفید ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۳۰

محاسبہ

حساب کا دن ضرور آنا ہے..... اللہ کی قسم اس میں کوئی شک نہیں..... قیامت قائم ہوگی..... ترازو لگایا جائے گا..... زمین ایک ایک بات بتائے گی..... انسان کے اعضاء بول بول کر گواہی دینے لگیں گے..... سورج سوا نیزے پر ہوگا..... جسم پر کسی کے کوئی کپڑا نہیں ہوگا..... دل اچھل کر حلق میں آجائیں گے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی..... جس نے رائی کے دانے برابر نیکی کی..... اسے ضرور پائے گا اور جس نے رائے کے دانے برابر برائی کی..... وہ سامنے آجائے گی..... وہ انصاف کا دن ہے..... ظالم اُس دن بہت پچھتائیں گے..... مگر بات نہیں بنے گی..... وہ رحمت کا دن ہے..... مگر غضب بھی بہت سخت ہوگا..... وہی دن اصل ہے..... باقی سب کھیل، تماشہ اور امتحان ہے..... اس دن جو کامیاب ہوا..... بس وہی کامیاب ہے..... اور جو اس دن ناکام ہوا..... وہ تباہ ہوگیا..... وہ برباد ہوگیا..... اللہ تعالیٰ کا احسان دیکھئے کہ ہمیں پہلے سے اس دن کے بارے میں..... بتا دیا..... اور اچھی طرح سمجھا دیا..... اور ہمیں سکھا دیا کہ..... یہاں کی فکروں میں غرق نہ ہوجاؤ۔ بلکہ..... ہر لمحے اس بات کا محاسبہ کیا کرو کہ تم نے..... کل آنے والے اُس دن کے لیے کیا بنایا ہے..... کیا بھیجا ہے..... کیا کمایا ہے..... دیکھئے رب تعالیٰ خود فرمارہا ہے.....

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ..... (الحشر ۱۸)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیے کیا (سامان) بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی خوب خبر رکھنے والا ہے.....

وَلْتَنْظُرْ خوب دیکھو، بار بار دیکھو اور ہر لمحہ دیکھو کہ قیامت کے ہولناک دن کے لیے تمہارے پلے میں کیا ہے؟ یہ ہے محاسبے کا حکم کہ قیامت کے دن حساب کے کٹہرے میں کھڑے ہونے سے پہلے خود یہیں پر اپنا محاسبہ کرتے رہو کہ..... زندگی فضول گزر رہی ہے..... یا..... کام لگ رہی ہے..... اگر قیامت کی تیاری میں سب کچھ لگ رہا ہے..... وقت، مال اور اعمال..... تو پھر خوشی کی بات ہے، لیکن اگر سب کچھ یہیں کے لیے..... اور یہاں کی فانی زندگی کے لیے لگ رہا ہے تو پھر..... خوفناک تباہی ہے..... اللہ سے ڈرو..... اللہ سے ڈرو..... وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے.....

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اپنا حساب کرتے رہو اس سے قبل کہ قیامت کے دن تمہارا حساب کیا جائے..... ہاں جس ملازم نے اپنے مالک کو حساب دینا ہوتا ہے وہ اپنا حساب جوڑ کر رکھتا ہے..... اور روزانہ کا حساب..... روزانہ درست کر لیتا ہے..... پھر ہم کیوں غافل ہیں..... قرآن پاک میں جا بجا..... قیامت کے سخت حساب کا تذکرہ ہے..... اور ہم نے یہ حساب دینا ہے تو پھر یہاں اسے برابر کر کے کیوں نہیں رکھتے..... اور ہر دن کا حساب..... ہر دن کیوں نہیں بناتے..... دورہ تربیت کے دوران محاسبے کا اہتمام کرایا جاتا ہے..... تاکہ..... اس کی عادت پڑ جائے.....

www.rangeloor.com

اور ہمارا نفس آزاد نہ ہو جائے..... رات کو چند منٹ کے لیے آنکھیں بند کر کے..... پچھلے چوبیس گھنٹے کا حساب کتاب برابر کیا جاتا ہے..... اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے کن کن نیکیوں کی توفیق دی..... ان سب پر شکر کی مہر لگا دی جائے کہ یا اللہ آپ کی توفیق سے سب کچھ ہوا..... میرا کوئی کمال نہیں..... آپ کا شکر..... بے شمار..... اور گزارش کہ قبول فرما لیجئے..... پھر دیکھا جاتا ہے کہ..... گناہ کون کون سے ہوئے..... ان سب پر ندامت کے آنسو بہا کر استغفار کیا جاتا ہے..... کہ..... مالک بہت شرمندہ ہوں..... معاف فرما دیجئے..... آئندہ نہیں کروں گا..... اسی طرح فرائض کی ادائیگی..... اور حقوق العباد کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے..... شیطان کے لیے..... دو منٹ کا یہ عمل سالوں کی عبادت سے زیادہ بھاری ہے..... اس لیے وہ خوب ترغیب دیتا ہے کہ..... بس سو جاؤ..... چھوڑو محاسبہ..... اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے..... معاف فرمائے گا..... ہمیں چاہیے کہ اپنے خاندانی دشمن..... شیطان کی بات نہ مانیں..... اور محاسبے کا اہتمام کریں..... روزانہ کے گناہ روزانہ بخشوائیں..... روزانہ اپنے نفس کو ملامت کریں..... روزانہ اپنی نیکیوں کو محفوظ بنانے کی کوشش کریں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ..... ہم اس بات کو ثابت کریں کہ ہمیں واقعی آخرت کے دن..... اور اس دن کے حساب کی فکر ہے.....

حضرت امام غزالیؒ نے محاسبہ کے متعلق بہت عمدہ گفتگو فرمائی ہے۔ ہم ان کے کلام کا حاصل اور خلاصہ یہاں درج کر رہے ہیں۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو خود یہ وعدہ دیا کہ تمہارا حساب ہوگا تو ساتھ ہی ان کو حکم دیا کہ اس جہان میں اپنے اعمال پر نظر ڈالتے رہا کرو..... تاکہ اپنا حساب درست رکھ سکو۔ فرمایا۔ ''ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے کیا ذخیرہ بھیجا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ عاقل وہی ہے جس کی چار ساعتیں

ہوں۔ (یعنی اپنی زندگی کے اوقات چار کاموں میں تقسیم کردے)

ایک ساعت میں اپنا محاسبہ کرے

دوسری ساعت میں حق تعالیٰ کی مناجات کرے

تیری ساعت میں روزی کمانے کی تدبیر کرے

چوتھی ساعت میں ان چیزوں سے آرام و آسودگی حاصل کرے جو دنیا میں اس پر حلال کردی گئی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ.....قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے تم خود اپنے نفس کا محاسبہ کرلو.....پس بزرگان دین نے یہی سمجھا کہ ہمارا دنیا میں آنا ایک طرح کا ''کاروبار'' ہے.....اور یہ کاروبار اپنے نفس کے ساتھ ہے۔ اس کا نفع جنت اور نقصان جہنم کی صورت ملے گا۔ چنانچہ انہوں نے نفس کو اس تجارت میں شریک کا درجہ دیا.....اور شریک کے ساتھ پہلے کاروبار کی شرطیں طے کی جاتیں ہیں۔ پھر ان پر خوب نگاہ رکھی جاتی ہے کہ وہ شرطیں پوری ہو رہی ہیں یا نہیں اور پھر ٹھونک بجا کر حساب کتاب کیا جاتا ہے.....اور پھر اگر معلوم ہو جائے کہ اس شریک نے کوئی بددیانتی یا خیانت کی ہے تو اسے سزا دی جاتی ہے.....

اپنے کاروباری شریک.....یعنی نفس کے محاسبہ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آدمی ہر روز رات کو سوتے وقت اپنے دن بھر کے اعمال کا حساب اپنے نفس سے طلب کرے اور دیکھے کہ اصل سرمایہ میں کیا کچھ نفع یا نقصان ہوا ہے۔ یاد رکھے کہ

۱۔ فرائض.....اصل سرمایہ ہیں۔

۲۔ نوافل.....اس کا نفع ہیں۔

۳۔ معاصی (گناہ).....اس کا نقصان یا خسارہ ہیں۔

اور جس طرح شریک تجارت سے بڑی سختی کے ساتھ حساب کتاب کیا جاتا

ہے، اسی طرح اپنے نفس سے پوری شدت اور مبالغہ سے حساب طلب کرے۔ کیونکہ یہ نفس بڑا ہی چالاک، حیلہ گر اور فریبی ہے.....اور یہ ایسا مکار ہے کہ اپنی ذاتی اغراض کو تیرے سامنے عبادت بنا کر پیش کرے گا تاکہ تو اسے نفع شمار کرے حالانکہ وہ سراسر نقصان ہوتا ہے۔ اس لیے مباح کاموں کے بارے میں بھی نفس سے پوچھا کرے کہ تو نے فلاں عمل کیوں کیا؟ اور کس کے لیے کیا؟ اور پھر اگر کوئی نقص یا خامی نظر آئے تو اس میں نفس کو قصوروار ٹھہرائے اور اس سے تاوان طلب کرے۔

ابن الصمتہؒ نامی ایک بزرگ نے اپنی عمر کا حساب کیا تو ساٹھ برس بنتے تھے، پھر دنوں کا شمار کیا تو اکیس ہزار پانچ سو دن نکلے.....اور پھر کہا۔ آہ اگر ہر روز ایک گناہ بھی سرزد ہوتا رہا ہو تو اکیس ہزار پانچ سو گناہ بنتے ہیں۔ ان سے نجات کس طرح مل سکے گی؟ خصوصاً اگر یہ بھی ملحوظ رکھوں کہ بعض دن ایسے بھی گزرے ہوں گے جبکہ ایک ہی دن میں شاید ہزار گناہ بھی سرزد ہوئے ہوں۔ یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا اور گر پڑے.....لوگوں نے دیکھا تو مردہ پایا.....لیکن آدمی اپنے نفس سے غفلت برتتا ہے، اسے بے لگام اور بے حساب چھوڑے رکھتا ہے حالانکہ اگر اپنے ایک گناہ کے بدلے ایک پتھر کسی وسیع کمرے میں ڈالنے لگے تو تھوڑے ہی عرصے میں وہ کمرہ پوری طرح بھر جائے۔

پھر یہ بات ملاحظہ کریں کہ اگر چند مرتبہ سبحان اللہ کا ورد کرے تو تسبیح ہاتھ میں ہوتی ہے اور بتاتا پھرتا ہے کہ میں نے سو مرتبہ سبحان اللہ کہا لیکن اسی زبان سے جو فضول بکواس کرتا ہے اور لغو و بیہودہ باتیں دن بھر کیا کرتا ہے انہیں شمار کرنے کے لیے کوئی تسبیح یا پیمانہ اس کے ہاتھ میں نہیں ہوتا حالانکہ اگر ہاتھ میں رکھے تو اسے پتہ چلے کہ ایک سو کیا ہزار ہا باتیں بالکل لغو اور بیہودہ وہ زبان سے نکال چکا ہے۔ اب اگر اس کے باوجود وہ یہی خیال کرتا رہے کہ نیکی کا پلہ ہی بھاری ہوگا تو اسے امید نہیں

حماقت اور بیوقوفی کہیں گے..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو جب گھر تشریف لاتے تو ایک درہ زور سے خود اپنے پاؤں پر مارتے اور کہتے بتا تو نے آج کیا کچھ کیا..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے بابا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا۔ میں عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو دوست نہیں رکھتا ہوں۔ پھر فوراً ہی کہا..... اے عائشہؓ! میں نے ابھی ابھی کیا کہا تھا؟ میں نے ان کے الفاظ ہو بہو دہرا دیئے تو انہوں نے فرمایا نہیں یہ تو میرے منہ سے نکل گیا ورنہ میرا مطلب یہ تھا کہ موجودہ انسانوں میں مجھے عمرؓ سے زیادہ کوئی شخص عزیز نہیں! تو دیکھئے کس طرح جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے (نزع کے وقت بھی) زبان کی اس چھوٹی سی لغزش کا محاسبہ کر کے چھوڑا اور جب دیکھا کہ یہ درست نہیں تو فوراً اس پر اصلاح کر لی۔ (کیونکہ وہ سب سے زیادہ محبت تو حضور پاک ﷺ سے رکھتے تھے)

حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ ''اَلنَّفْسُ اللَّوَّامَہ'' کے معنی یہ ہیں کہ تم اپنے آپ کو ملامت کرتے رہو کہ فلاں کام جو کیا تو کیوں کیا؟ اور فلاں چیز جو کھائی تو کیوں کھائی؟..... پس اپنے کیے ہوئے پر محاسبہ کرنا اہم ترین امور میں سے ہے.....
(انتہی مُحَصَّلُ کلامِ الامام الغزالیؒ)

.....

اللہ تعالیٰ ہمیں محاسبے کی توفیق عطا فرمائے..... اور قیامت کے دن بغیر حساب و کتاب جنت میں داخلہ نصیب فرمائے..... اپنے فضل سے..... اپنے کرم سے..... اور اپنی رحمت..... اور عفو و درگزر سے.....

آمین یا ارحم الراحمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۳۱

زبان کی حفاظت

آیئے بات کا آغاز..... حضرت امام محمد بن ادریس الشافعیؒ کے بعض مزیدار اور مفید اشعار..... بلکہ..... قطعات سے کرتے ہیں..... امام صاحب فرماتے ہیں۔

اِحۡفَظۡ لِسَانَکَ اَیُّھَا الۡاِنۡسَانُ　　لَا یَلۡدَغَنَّکَ اِنَّہٗ ثُعۡبَانُ
کَمۡ فِی الۡمَقَابِرِ مِنۡ قَتِیۡلِ لِسَانِہٖ　　کَانَتۡ تَھَابُ لِقَائَہٗ اَقۡرَانُ

(دیوان الامام الشافعی ص ۱۰۴)

ترجمہ ''اے انسان اپنی زبان کو سنبھال
یہ اژدھا ہے کہیں تجھے ڈس نہ لے
کتنی ہی قبروں میں اپنی زبان کے مقتول دفن ہیں
حالانکہ بڑے بڑے بہادران کا سامنا کرنے سے ڈرتے تھے۔
..... مگر وہ اپنی زبان کے ہاتھوں مارے گئے اور تباہ ہو گئے .....

اسی موضوع پر ایک اور قطعہ ملاحظہ فرمایئے۔

۱. قَالُوۡا سَکَتَّ وَقَدۡ خُوۡصِمۡتَ قُلۡتُ لَھُمۡ　　اِنَّ الۡجَوَابَ لِبَابُ الشَّرِّ مِفۡتَاحُ
۲. اَلصَّمۡتُ عَنۡ جَاھِلٍ اَوۡ اَحۡمَقٍ شَرَفٌ　　وَفِیۡہِ اَیۡضًا لِصَوۡنِ الۡعِرۡضِ اِصۡلَاحُ
۳. اَمَا تَرَی الۡاَسَدَ تُخۡشٰی وَھِیَ صَامِتَۃٌ　　وَالۡکَلۡبُ یُخۡسَئُ لَعَمۡرِیۡ وَھُوَ نَبَّاحُ

(دیوان الامام الشافعی ص ۱۰۴)

۱۔ لوگوں نے مجھے کہا آپ خاموش رہے حالانکہ آپ کے ساتھ جھگڑا کیا جا رہا

ہے میں نے انہیں کہا جواب دینا شر کے دروازے کی چابی ہے۔

۲۔ جاہل اور احمق کے سامنے خاموش رہنا عزت مندی ہے اور اس میں اپنی عزت کی حفاظت کا سامان ہے۔

۳۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ شیر سے سب ڈرتے ہیں حالانکہ وہ خاموش ہوتا ہے جبکہ کتے کو دھتکارا جاتا ہے حالانکہ وہ خوب بھونکتا ہے۔

حضرت امام شافعیؒ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

۱. اِذَانَطَقَ السَّفِیْہُ فَلَا تُجِبْہُ فَخَیْرٌ مِّنْ اِجَابَتِہِ السُّکُوتُ

۲. فَاِنْ کَلَّمتَہُ فَرَّجت عَنْہُ وَاِنْ خَلَّیْتَہُ کمدا یَمُوْتُ

(دیوان الامام الشافعی ص ۱۰۴)

جب بیوقوف آدمی بات کرے تو اسے جواب نہ دو۔ اسے جواب دینے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔ اگر تم نے اس سے بحث کی تم نے اس کے مزے کرا دیئے اور اگر تم اسے چھوڑ دو تو غم (وافسوس) سے مر جائے گا۔ ان تینوں قطعات میں ایک ہی بات کی نصیحت ہے..... یعنی زبان کی حفاظت، خاموشی کے فوائد..... اور ہر وقت اور ہر جگہ بولنے کے نقصانات۔

والصَّمْتُ اَجْمَلُ بِالْفَتٰی مِنْ مَنْطِقٍ فِی غَیْرِ حِیْنِہٖ

خاموشی مرد جوان کے لیے بہت ہی بہتر ہے..... بے موقع بات کرنے سے.....

حضرت وہب بن الوردؒ کہتے ہیں کہ حکمتیں دس ہیں جن میں سے نو خاموشی میں ہیں۔

(نسخہ کیمیا ص ۴۳۵)

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔

جاننے کی بات ہے کہ جب زبان کی آفات بے اندازہ ہیں اور ان سے بچنا

بھی انتہائی مشکل ہے تو پھر ان سے نجات کی اس کے سوا کیا تدبیر ہوسکتی ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور جہاں تک ممکن ہو زبان کو چپ رکھنے کی کوشش کی جائے اور بقدر ضرورت بات کرنے کی عادت کو اپنایا جائے۔ بزرگوں کا کہنا ہے..... عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جب لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ خیرات کی یا کسی اور نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، یعنی باتیں پوشیدہ طور پر بھی کرنا اچھا نہیں، سوائے اس کے کہ اس (سرگوشی) سے صدقہ دینے کا حکم کرنا..... یا وہ کسی نیکی اور پاکیزہ مشورہ کے لیے کی جارہی ہو اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو چپ رہا وہ نجات پا گیا اور فرمایا..... حق تعالیٰ نے جسے پیٹ، فرج اور زبان کے فتنے سے پناہ دی اسے گویا تمام گناہوں سے تحفظ حاصل ہوگیا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ تمام اعمال میں افضل ترین عمل کونسا ہے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے زبان باہر نکالی اور اس پر انگلی رکھ کر اشارے سے ظاہر کیا کہ..... اسے بند رکھنا یعنی خاموشی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو انگلیوں سے کھینچ رہے ہیں اور زور زور سے اسے مل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے خلیفۂ رسول اللہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ فرمایا..... اس نے مجھے بے شمار امور میں الجھا رکھا ہے..... آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتا ہو اس سے کہہ دو کہ باتیں ہی کرنا ہیں تو اچھی اور پسندیدہ باتیں کرے ورنہ خاموشی اختیار کرے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے درخواست کی ہمیں کوئی ایسی بات سکھا دیجئے جس کی بدولت ہم جنت میں پہنچ سکیں۔ فرمایا..... خاموش رہا کرو اور باتیں بالکل نہ کیا کرو..... وہ کہنے لگے کہ ایسا کرنا تو ہمارے لیے ممکن نہیں! فرمایا..... تو پھر

سوائے اچھی باتوں کے کوئی (بری) بات منہ سے نہ نکالو..... حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کبھی کوئی باوقار اور خاموش مومن دکھائی دے تو اس کے پاس ضرور جاؤ۔ کیونکہ وہ یقیناً صاحب حکمت ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا عبادات کی کل تعداد دس ہے جن میں سے نو کا تعلق خاموشی سے ہے اور دسویں یہ ہے کہ لوگوں سے دور رہے..... اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص زیادہ باتیں کرتا ہے وہ اکثر و بیشتر غلط گوئی کا مرتکب ہوتا ہے اور جو شخص زیادہ غلط گو ہوتا ہے وہ گناہ گار بھی زیادہ ہی ہوتا ہے اور جو کوئی جتنا زیادہ گناہ گار رہوتا ہے اتنا ہی جہنم کی آگ کا زیادہ حقدار ہوتا ہے..... اور یہی وجہ ہے کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منہ میں پتھر کا ٹکڑا رکھتے تا کہ بات کرنے کا موقع ہی نہ رہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ زبان سے بڑھ کر کوئی چیز قید میں رکھے جانے کی مستحق نہیں ہے۔

یونس بن عبیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے جتنے بھی خاموش لوگوں کو دیکھا ہمیشہ نیکیاں ہی کرتے دیکھا..... یاد رہے کہ خاموشی کو یہ سب فضیلتیں اس لیے حاصل ہیں کہ زبان کی آفتیں بے شمار ہیں اور نوک زبان سے (بلاضرورت) نکلنے والی باتیں اکثر و بیشتر بے ہودہ اور لغو ہوتی ہیں..... صرف خاموشی ہی وہ چیز ہے جو اس آفت سے بچا سکتی ہے اور ہمت و دل کا مجتمع رہنا اسی کی بدولت میسر آ سکتا ہے اور یہی دلجمعی وہ چیز ہے جس سے ذکر و فکر میں مشغولیت کا موقع نصیب ہو سکتا ہے۔ اب یہ معلوم ہونا چاہیے کہ

باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں۔

۱۔ وہ باتیں جن کے کہنے میں سراسر نقصان ہو۔

۲۔ وہ باتیں جن کا کہنا نفع بخش بھی ہو اور نقصان رساں بھی۔

۳۔ وہ باتیں جو نفع اور نقصان دونوں سے خالی ہوں اور بالکل فضول اور واہیات ہوں۔

۴۔ وہ باتیں جن میں فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے..... گویا تین چوتھائی باتیں تو ایسی ہوتی ہیں، جن کا نہ کہنا ہی بہتر ہے بلکہ کہنے کے قابل ہی نہیں ہوتیں اور ایک چوتھائی ایسی ہوتی ہیں جن کا زبان سے نکالنا درست ہوتا ہے اور وہ اس قابل ہوتی ہیں کہ کہی جائیں۔ (نسخہ کیمیا ص ۶۰۶)

اس پر حکمت کلام کے بعد حضرت امام غزالیؒ نے زبان کی پندرہ آفتوں کا بیان کیا ہے..... مجاہدین کرام سے گزارش ہے کہ ان کا ضرور مطالعہ کریں تا کہ..... اللہ تعالیٰ ہم سب کو..... جھوٹ، غیبت طنز، چغلی، فحش گوئی..... اور فضول گپ بازی جیسے ناپاک گناہوں سے ایسا خوف اور نفرت عطا فرما دے کہ..... ان گناہوں کو چھوڑنا آسان ہو جائے.....

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

فضول (بے کار اور غیر ضروری) باتوں کا چھوڑنا بھی حسن اسلام ہے۔

پس اچھا مسلمان وہی ہوگا..... جو اپنی زبان کو قابو میں رکھے گا..... بندہ نے یہود کی چالیس بیماریاں نامی کتاب میں..... اس موضوع پر تفصیل سے لکھا ہے..... اور قرآن وسنت سے زبان کی حفاظت، اس کے صحیح استعمال کی ضرورت..... سچ کی فضیلت..... جھوٹ وغیرہ کی مذمت پر..... بہت سارے دلائل وشواہد جمع کر دیئے ہیں..... اس بحث کا عنوان ہے..... یہودیوں کی نویں بیماری..... جھوٹ اور گناہ کی عادی زبانیں..... یہ پوری بحث صفحہ نمبر ۳۰۷ سے لے کر صفحہ نمبر ۳۷۶ پر موجود ہے۔ مجاہدین سے درخواست ہے کہ اس کا بار بار مطالعہ فرمائیں..... تا کہ..... ہم سب کی زبانیں سیدھی ہو جائیں..... اور ہمیں زبان کے بارے میں اسلامی شریعت کا واضح موقف معلوم ہو جائے..... دورہ تربیت کا ایک لازمی جزو..... زبان

کی حفاظت ہے..... سات دن کی یہ مشق انشاء اللہ آئندہ زندگی میں..... ہمارے لیے رہنما ثابت ہوگی..... اس لیے خوب محنت کے ساتھ ان سات دنوں میں اس کا اہتمام کیا جائے اور اگر وقت میں وسعت ہو تو دورہ شروع ہونے سے پہلے..... یا اس کے درمیان میں..... یہود کی چالیس بیماریاں میں مذکور..... اس موضوع کی آپس میں تعلیم کرالی جائے..... تب انشاء اللہ عمل کرنا آسان ہو جائے گا

ایک ضروری نکتہ

بعض ایسے مسلمان بھائی اور بہنیں..... جو بہت زیادہ بولنے کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں..... وہ جب پہلے پہل زبان کی حفاظت کے متعلق قرآنی آیات اور احادیث پڑھتے ہیں..... تو بہت سخت پریشان ہو جاتے ہیں..... مثلاً جب ان کے سامنے یہ حدیث شریف آتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں سے ایک شخص وفات پا گئے تو ایک (دوسرے) صاحب نے فرمایا انہیں جنت کی بشارت ہو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ شاید اس نے کوئی فضول بات کی ہو یا ایسی چیز میں بخل کیا ہو جو اس کے پاس کم نہیں ہوتی تھی۔ (ترمذی)

یا جب وہ یہ حدیث شریف پڑھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ زیادہ باتیں دل کو سخت کر دیتی ہیں اور لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہو..... (ترمذی)

یا اس طرح کی دیگر احادیث..... ان کے علم میں آتی ہیں تو ایک دم خاموشی اختیار کر لیتے ہیں..... اور بالکل بات چیت نہیں کرتے..... لیکن چونکہ کوئی مرض بھی آسانی سے جان نہیں چھوڑتا..... اس لیے ان کے دل میں زیادہ باتیں کرنے کا

شوق موجود رہتا ہے..... چنانچہ چند دن کی سخت خاموشی سے وہ تنگ آ جاتے ہیں اور ان کے دل و دماغ میں بہت زیادہ گیس بھر جاتا ہے تب..... اچانک ان کی خاموشی ٹوٹ جاتی ہے اور وہ پہلے سے زیادہ بولنے لگتے ہیں..... اور ان کی زبان اگلی پچھلی تمام بھڑاس نکال دیتی ہے.....

اس لیے..... زبان کی اصلاح کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ..... فضول بولنے کی وعیدیں سنتے ہی چپ سادھ لی جائے..... اور کچھ دن کے لیے مکمل خاموشی اختیار کر لی جائے..... بلکہ اس خطرناک بیماری کا علاج..... تدریجاً کیا جا سکتا ہے۔ جس کے درج ذیل مراحل ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے قرآن وسنت کے وہ احکامات معلوم کیے جائیں جو زبان کے بارے میں وارد ہوئے ہیں..... تاکہ افراط و تفریط دونوں سے حفاظت رہے.....

۲۔ اپنی باتوں پر غور کیا جائے کہ ان میں خالص گناہ والی باتیں کون کون سی ہیں۔ سب سے پہلے اپنی زبان کو ان باتوں سے روکا جائے اور روزانہ اپنی کڑی نگرانی کی جائے..... مثلاً غور کرنے سے معلوم ہوا کہ میرے اندر (نعوذ باللہ) جھوٹ بولنے کی عادت ہے..... اب دو رکعت نماز پڑھ کر جھوٹ سے خوب توبہ کر لی جائے اور پکی نیت کر لی جائے کہ آئندہ اپنی زبان کو جھوٹ سے بچاؤں گا..... اس کے بعد جیب میں ایک کاغذ یا ڈائری رکھ لی جائے..... اور جب بھی غلطی سے زبان جھوٹ بک جائے تو فوراً کاغذ نکال کر لکھ لیں..... رات کو سوتے وقت شمار کریں کہ آج کتنے جھوٹ سرزد ہوئے۔ پس اتنی بار سچے دل سے..... ندامت کے ساتھ توبہ کر لیں..... چند دن اس طرح کرنے سے انشاء اللہ جھوٹ سے نجات مل

جائے گی..... یہی حال، غیبت، چغل خوری وغیرہ دیگر گناہوں کا ہے۔

۳۔ اس کے بعد دیکھا جائے کہ میں فضول باتیں کتنی کرتا ہوں..... چنانچہ..... آہستہ آہستہ ان باتوں کو کم کرتے رہیں..... یہاں تک کہ بالکل چھوٹ جائیں۔

۴۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ اپنی گفتگو کو کم کرتے رہیں۔

۵۔ کبھی کبھار چند دن کے لیے خاموشی بھی اختیار کریں..... لیکن صرف خاموشی اختیار کرنے کی بجائے اگر اپنے لیے ذکر و تسبیحات کے معمولات اتنے بڑھا دیں کہ زبان کو اور باتیں کرنے کا وقت ہی نہ ملے تو یہ زیادہ افضل، اولیٰ اور اسلامی شریعت کے زیادہ قریب ہے..... اور جن دنوں میں خاموشی اختیار کریں ان ایام میں بھی ذکر و استغفار، درود و تلاوت میں زبان کو مشغول رکھیں اور ضروری بات کر لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ خود مجھے..... اور تمام مسلمانوں کو اس نصاب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

www.rangoonpur.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۳۲

دوسروں کے عیوب سے چشم پوشی

دورہ تربیت کا ایک لازمی..... اور مفید عمل..... دوسروں کے عیبوں سے چشم پوشی ہے..... یہ عمل اس لیے لازم قرار دیا گیا ہے تاکہ ہر ساتھی ان سات ایام میں بس اپنی اصلاح اور اپنی آخرت کی فکر کرے..... اور اس کے اعمال ضائع ہونے سے بچ جائیں..... غالباً آپ کو بھی اس بات کا تجربہ ہوا ہوگا کہ شیطان ہر انسان کو دوسرے لوگوں کے عیوب دیکھنے میں ایسا الجھا دیتا ہے کہ انسان اپنی اصلاح سے غافل ہو جاتا ہے..... حالانکہ اپنی اصلاح فرض ہے..... اللہ تعالیٰ ہم میں سے کسی کو بھی جب کسی ایسی جگہ جانے کی توفیق عطاء فرماتا ہے جہاں اپنی اصلاح کے بہترین مواقع ہوتے ہیں تو شیطان فوری طور پر ہمیں دوسروں کے عیب چننے کی ترغیب دینے لگتا ہے..... تجربہ کر لیجئے..... کسی اللہ والے بزرگ کے ہاں جائیے..... دل میں طرح طرح کے وسوسے شروع ہو جائیں گے..... اور مستحبات اور آداب پر ان بزرگ کی غلطیاں نکالنے کی طرف ذہن مشغول ہو جائے گا..... وہ کھاتے کیسے ہیں؟ وہ پہنتے کیسے ہیں؟ وہ چلتے کیسے ہیں؟ ان کے پاس فلاں چیز کیوں ہے؟ فلاں چیز کیوں نہیں ہے؟ فلاں کام کیوں کرتے ہیں؟ اور فلاں کام کیوں نہیں کرتے؟.....

حالانکہ جب ان کے پاس جا رہے تھے تو اپنی اصلاح کی نیت تھی..... مگر جاتے ہی شیطان نے ہمیں ان کے کپڑوں، جوتوں اور دیگر چیزوں میں الجھا کر محروم کر دیا

اور ان کی لاکھوں خوبیاں چند بشری کمزوریوں میں دب کر رہ گئیں..... کیا خیال ہے؟..... وہ مریض جو ڈاکٹر کے پاس دوائی لینے جاتا ہے وہ اگر ڈاکٹر کے عیوب ڈھونڈنا اور دیکھنا شروع کر دے..... یا..... اس طرح کے مشورے دینا شروع کر دے جو مشورے ہم بزرگوں اور اللہ والوں کو مفت دے آتے ہیں تو ڈاکٹر کا رویہ کیسا ہوگا؟..... وہ یقیناً یا تو کلینک سے نکال دے گا یا جھاڑ پلا کر کہے گا کہ اپنی بیماری کی فکر کرو اور دوائی سے غرض رکھو..... اللہ والوں کی اصلاحی مجالس ہوں یا مجاہدین کرام کے تربیتی مراکز..... ان سے وہ شخص ہمیشہ محروم اور خالی ہاتھ لوٹتا ہے..... جو..... بس دوسروں کے عیب ڈھونڈتا ہے اور اپنے سوا ہر کسی کی اصلاح کی فکر رکھتا ہے۔ ہم میں سے بعض لوگ بزرگوں اور ذمہ داروں کو تو معاف کر دیتے ہیں، مگر ان کے اردگرد موجود افراد کی غلطیوں کے ٹوکرے اپنے سر لاد لیتے ہیں کہ فلاں بزرگ تو ٹھیک ہیں، مگر ان کے اردگرد والوں سے اللہ بچائے..... یہ چیز بھی مقاصدِ اصلاح کے بے حد خلاف ہے..... میرے بھائیو! ہم نے دوسروں کے بہت کیڑے نکال لیے۔ آئیے اب صرف اور صرف اپنے اندر جھانکتے ہیں اور چند دن کے لیے اردگرد سے اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ دوسروں کی اصلاح بھی ضروری ہے، مگر یہ بھی تب ہوگی جب پہلے ہم خود کو سنوار لیں گے اور اپنے اندر چھپی ہوئی خبیث بیماریوں کو پہچان لیں گے..... دوسروں کے عیب ڈھونڈنے والوں کو سوائے ہلاکت اور تباہی کے کچھ نہیں ملتا..... قرآن پاک میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ　　''ہلاکت ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی۔''

یعنی اپنی خبر نہیں لیتا دوسروں کو حقیر سمجھ کر طعنے دیتا ہے اور ان کے واقعی یا غیر واقعی عیب چنتا رہتا ہے۔ (تفسیر عثمان ص 802)

ہمارے استاذ محترم استاذ القراء والعلماء حضرت اقدس مولانا قاری عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ سبق کے دوران ایک شخص کا واقعہ سناتے تھے کہ وہ تہجد کے وقت رو رو کر یہ شعر پڑھتا تھا

دُھن رے دُھینے اپنی دُھن پرائی دھنی کا پاپ نہ پُن
تیری روئی میں چار بنولے سب سے پہلے ان کو دُھن

اپنی روئی کو دُھنو یعنی اپنی زندگی کے ایام واوقات کو قیمتی بناؤ اور دوسروں کی دُھنی ہوئی روئی کے عیب نہ نکالو..... دوسروں کی زندگیاں کیسی ہیں ان کی عیب جوئی میں نہ پڑو۔ زندگی کے جو تھوڑے سے دن باقی ہیں ان میں اپنی لمبی آخرت کی تیاری کرلو.....

مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے یہ اشعار تو عام طور پر کثرت سے سنے اور سنائے جاتے ہیں.....

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر　　رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر　　تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا
ظفر آدمی اُس کو نہ جانئے گا　　وہ ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی　　جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

(دیوان ظفر ص ۵۰)

دوسروں کے عیوب ڈھونڈنے کا ایک گناہ..... اپنی بغل میں کئی بڑے گناہ لیے ہوئے ہے..... اسی گناہ کی وجہ سے غیبت جیسا حرام گناہ ہوتا ہے جو زنا سے بدتر ہے..... اسی گناہ کی وجہ سے انسان میں عجب یعنی خود پسندی پیدا ہوئی ہوتی ہے تو انسان کو حقیر و ذلیل بنا دیتی ہے..... اسی گناہ کی وجہ سے انسان توبہ سے محروم رہتا ہے کیونکہ وہ سوچتا ہے کہ لوگوں میں تو بہت سارے عیب ہیں جبکہ میرے اندر اتنے

زیادہ عیب نہیں ہیں۔ پس اسے اپنے گناہوں پر ندامت نہیں ہوتی اور وہ توبہ کی طرف نہیں آتا..... اسی گناہ کی وجہ سے انسان دوسرے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو حقیر سمجھتا ہے' جو خود ایک مستقل گناہ ہے..... اور اسی گناہ کی وجہ سے انسان اپنی اصلاح سے غافل رہتا ہے اور سوچتا ہے کہ میں فلاں سے اچھا ہوں' میں میں فلاں سے بہتر ہوں.....

اللہ اکبر کبیرا..... ایک گناہ کی بغل میں کتنے خوفناک گناہ آ گئے جبکہ حدیث پاک میں اس شخص کے لیے بشارت ہے جو اپنے عیوب دیکھنے میں اتنا مشغول ہو کہ اسے دوسروں کے عیب دیکھنے کی فرصت ہی نہ ملے..... یہ موضوع بہت ہی وسیع ہے اور اس کے بارے میں کئی طرح کی احادیث مبارکہ کو ذکر کیا جا سکتا ہے..... ہم بس اسی بات پر اکتفا کرتے ہیں کہ ہم میں سے ہر انسان بس اتنی بات سوچ لے کہ دوسروں کے عیب ڈھونڈنے اور دیکھنے میں کیا فائدہ ہے؟ بس اسی بات کو اگر بار بار سوچا جائے تو اس مکروہ عمل سے شدید نفرت ہو جاتی ہے اور انسان اپنے دل کے بنانے اور نفس کے سنوارنے میں مشغول ہو جاتا ہے.....

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے دل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۳۴

نماز میں تکبیرِ اُولیٰ کا اہتمام

نماز میں تکبیر اولیٰ کا اہتمام.....صدیقین وصالحین کا طریقہ ہے.....جس شخص کو نماز کی حقیقت اور فضیلت معلوم ہوگی وہ یقیناً بروقت..... بلکہ وقت سے پہلے..... آئے گا.....اور ہر نماز کے بعد اگلی نماز کا انتظار کرتا رہے گا.....ہم نے پچھلے صفحات میں جماعت کے ساتھ.....مسجد میں نماز ادا کرنے کی فضیلت پڑھ لی ہے۔آئیے اب چند روایات تکبیر اولیٰ اور صف اول کی فضیلت کے بارے میں پڑھتے ہیں۔

۱۔جہنم اور نفاق سے برات

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے چالیس دن تک باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ نمازیں ادا کیں اس کے لیے دو براتیں لکھ دی جاتی ہیں.....جہنم سے برات.....اور.....نفاق سے برات۔ (ترمذی)

۲۔اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں پہلی صف کے لیے۔صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا

دوسری صف کے لیے بھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں پہلی صف کے لیے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کیا دوسری صف کے لیے بھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں پہلی صف کے لیے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کیا دوسری صف کے لیے بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اور دوسری صف والوں کے لیے بھی (مسند احمد)

اس حدیث کے عربی الفاظ.....اِنّ اللّٰہَ وَ مَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ..... کو اگر غور اور توجہ سے پڑھا جائے تو انسان.....تکبیر اولیٰ اور پہلی صف کا حرص کرنے لگے.....اور پہلی صف کے لیے لوگوں کے درمیان..... جھگڑے اور قرعہ اندازی کی نوبت پہنچ جائے.....آنحضرت ﷺ نے یہ مبارک الفاظ تین بار دہرائے.....اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ..... اور چوتھی بار میں آپ نے دوسری صف والوں کو بھی شامل فرماتے ہوا ارشاد فرمایا.....وَعَلَی الثَّانِیُ۔

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں۔

اسلاف میں سے جس کسی کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تھی وہ تین دن تک اپنا ماتم (یعنی افسوس اور غم) کرتا رہتا تھا اور اگر جماعت سے محروم ہو جاتا تو یہ تعزیت سات روز تک جاری رہتی تھی اور سعید بن میبّبؒ کہتے ہیں کہ بیس سال ہونے کو آئے کہ مسلسل نماز کی اذان عین اس وقت کان میں پڑتی ہے جبکہ مسجد کے سامنے پہنچ چکا ہوتا ہوں..... (نسخہ کیمیا ص ۲۰۶)

امام غزالیؒ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو کچھ لوگ ایسے اٹھیں گے کہ ان

چہرے روشن ستاروں کی طرح چمکتے ہوں گے، فرشتے ان سے کہیں گے کہ تمہارے اعمال کیا تھے وہ کہیں گے کہ جب ہم اذان سنا کرتے تھے تو طہارت کو اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ پھر دوسرا کام ہم کو حارج نہ ہوتا تھا۔ پھر ایک جماعت اٹھے گی کہ اُن کے منہ چاند جیسے (روشن و چمکدار) ہوں گے وہ فرشتوں کے سوال کے بعد کہیں گے کہ ہم وقت سے پہلے وضو کیا کرتے تھے۔ پھر ایسے لوگ اٹھیں گے کہ سورج کی طرح چمکتے ہوں گے۔ وہ کہیں گے کہ ہم اذان مسجد میں سنا کرتے تھے اور روایت ہے کہ اکابر سلف سے اگر تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تھی تو تین دن اپنے نفسوں پر سختی کرتے تھے اور اگر جماعت فوت ہوتی تھی تو سات روز.....

(احیاء العلوم ص ۲۴۳ ج اول)

www.rangnoor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۳۵

کم کھانا

۱۔ حضرت ابو کریمہ مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ آدمی نے پیٹ سے زیادہ برا کوئی اور برتن نہیں بھرا۔ آدمی کے لیے تو چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھ سکیں اور اگر لامحالہ پیٹ بھرنا ہی ہے تو پھر (اس کے تین حصے کرو) ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے۔ (ترمذی)

یہ تو ہے آقا ﷺ کا فرمان..... اب ایک جھلک آپ ﷺ اور آپ کے اہلِ خانہ اور آپ کے اصحاب کرامؓ کے مبارک عمل کی.....

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آلِ محمد ﷺ نے آپ کی وفات تک کبھی متواتر دو دن جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی..... (بخاری، مسلم)

۳۔ حضرت عروہؒ (اپنی خالہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم اے میرے بھانجے ہم دو ماہ میں تین چاند دیکھ لیا کرتے تھے اور اس عرصہ میں رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں چولہا نہیں جلتا تھا۔ (عروہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا اے خالہ جان تو پھر آپ کا گزارہ کیسے چلتا تھا انہوں نے ارشاد

فرمایا کھجور اور پانی سے گزارہ چلتا تھا البتہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ انصاری پڑوسی تھے جن کے پاس دودھ والے مویشی تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ بھیجتے تھے تو آپ وہ ہمیں پلاتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

یہ ہے میرے آقا مدنی ﷺ کے گھر کا حال..... ﷺ..... وفداہ نفسی وابی و امی..... ﷺ..... ﷺ.....

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال تک کبھی خوان پر کھانا نہیں کھایا اور نہ آپ نے چپاتی تناول فرمائی۔ (خوان ایک طرح کی چھوٹی میز ہوتی تھی) (بخاری)

یعنی کھانے کے لیے بہت زیادہ اہتمام نہیں کیا جاتا تھا اور آٹے کو بہت چھان کر باریک چپاتیاں نہیں پکائی جاتی تھیں..... ﷺ۔

۵۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے تمہارے نبی ﷺ کو دیکھا کہ (بعض اوقات) آپ کے پاس ردی کھجور بھی اتنی نہیں ہوتی تھی کہ آپ پیٹ بھر کر تناول فرمالیں۔ (مسلم)

۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت سے لے کر وصال تک چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں دیکھی ان (حضرت سہلؓ) سے پوچھا گیا کیا آپ لوگوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چھلنیاں ہوتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت سے لے کر وصال تک چھلنی نہیں دیکھی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ جو کے بغیر چھنے آٹے کو کس طرح کھاتے تھے تو انہوں نے فرمایا ہم جو کو پیس لیتے تھے اور پھر اس میں پھونک مارتے تھے جتنا بھوسہ اڑنا ہوتا اڑ جاتا اور جو بچ جاتا ہم اسے گوندھ لیتے تھے۔ (بخاری)

۷۔ حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے خود کو اس حال میں دیکھا کہ سات آدمی جن میں ساتواں میں تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے درخت کے پتوں کے سوا ہماری کوئی خوراک نہیں تھی یہاں تک کہ ہماری باچھیں (پتے کھانے کی وجہ سے) چھل گئیں مجھے ایک چادر ملی تو میں نے اس کے دو ٹکڑے کیے۔ آدھی چادر سے میں نے تہبند بنا لیا اور آدھی چادر سے سعد بن مالکؓ نے تہبند بنا لیا مگر آج ہم میں سے ہر شخص کسی نہ کسی شہر کا حاکم و امیر ہے اور میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنی نظروں میں بڑا اور اللہ کے ہاں حقیر ہو جاؤں۔ (مسلم)

۸۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

عربوں میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں سب سے پہلا تیر میں نے چلایا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حال میں جہاد کیا کرتے تھے کہ ہمارے لیے کیکر اور جھاؤ کے درخت کے پتوں کے سوا کوئی کھانا نہیں ہوتا تھا اور ہم میں سے بعض بکری کی مینگنی کی طرح اجابت کرتے تھے جو جڑی ہوئی نہیں ہوتی تھیں۔ (بخاری)

۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے خود کو اس حال میں دیکھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بیہوش ہو کر گر جاتا تھا کوئی آنے والا آتا تو اپنا پاؤں میری گردن پر رکھتا وہ سمجھتا کہ مجھے مرگی (کا دورہ پڑا) ہے حالانکہ مجھے مرگی نہیں بھوک کی وجہ سے بیہوشی ہوتی تھی..... (بخاری)

یہ تھے آقا مدنی ﷺ کے مجاہدین اور طلبہ کرامؓ کے ٹھاٹھ..... پھر بھی ان کی وفاداریاں دیکھئے..... اور ان کے بلند مقامات کو دیکھئے کہ قرآن پاک ان کی مدح سرائی کرتا ہے اور رب تعالیٰ ان سے اپنی خوشی اور رضا کا اعلان فرماتا ہے..... یہ ہیں دنیا میں بھوک

برداشت کرنے.....اور دنیا کی زیب وزینت سے بے رغبت رہنے کے مزے.....

علامہ غزالیؒ لکھتے ہیں

وَكَانَ عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زَيْدٍ يُقْسِمُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَاصَافٰى أَحَدًا اِلّا بِالْجُوعِ، وَلَا مَشٰوا عَلَى الْمَاءِ اِلّا بِهٖ وَلَا طُوِيَتْ لَهُمُ الْاَرْضُ اِلَّا بِالْجُوْعِ وَلَا تَوَلّٰا هُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى الّا بِالْجُوْعِ. (احياء العلوم)

''حضرت عبدالواحد بن زیدؒ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کے دل کو صفائی عطاء نہیں فرمائی مگر بھوک کی وجہ سے اور اولیاء کرام پانی پر نہیں چلے مگر بھوک برداشت کرنے کی وجہ سے' اولیاء کرام کے لیے زمین کو نہیں سمیٹا گیا، مگر بھوک برداشت کرنے کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ولایت بھی بھوک ہی کی برکت سے عطا فرمائی.....''

حضرت مولانا محمد موسیٰ خان صاحب روحانی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں۔

''بزرگوں کے واقعات واضح طور پر اس بات پر دال ہیں کہ دنیا میں آخرت کی منزلیں بھوک کے ذریعے بہتر طور پر طے کی جاسکتی ہیں۔ اللہ کی رضا کی خاطر فاقے کاٹنا اور پیٹ کا خالی رکھنا اخلاص، تقویٰ اور خشوع وخضوع کا موجب ہے.....اس سے دل کی آنکھیں اور دل کے کان کھلتے ہیں۔''

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ : مَن طَوٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ظَهَرَتْ سَالَهٗ قُدْرَةٌ مِنَ الْمَلَكُوْتِ أَىْ كُوْشِفَ بِبَعْضِ الْأَسْرَارِ الْاِلٰهِيَّةِ

(احیاء ص ۷۸ ج ۳)

یعنی ''کسی عالم کا قول ہے کہ جو آدمی چالیس دن تک خالی پیٹ رہے اسے عالم بالا کے مشاہدے کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ یعنی بعض مخصوص اسرار الٰہیہ اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔''
اس سلسلے میں انبیاء علیہم السلام میں سے عیسیٰ علیہ السلام زیادہ معروف ہیں..... چنانچہ بعض آثار میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زیادہ تر بیابان اور صحراء میں باذن اللہ تعالیٰ گھومتے رہتے تھے اور تین تین دن اور سات سات دن تک بلکہ گاہے چالیس دن تک فاقے سے رہتے تھے۔ بعض روایات میں ساٹھ دن کا بھی ذکر ہے۔
(جنۃ القناعہ ص ۴۳۸)

۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے اپنی زرہ جو کے بدلے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی اور میں آپ ﷺ کی خدمت میں روٹی اور پرانی چربی (جس کا ذائقہ تبدیل ہو چکا تھا) لے کر حاضر ہوا..... اور انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل خانہ کے پاس صبح یا شام ایک صاع اناج نہ ہوتا تھا اور یہ نو گھر تھے۔ (بخاری)

۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل خانہ متواتر کئی راتیں فاقہ سے بسر فرماتے تھے اور رات کا کھانا نہیں پاتے تھے اور ان کی اکثر غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔
(ترمذی)

۱۲۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو بعض لوگ بھوک کی وجہ سے گر پڑتے تھے یہ اصحاب صفہ تھے، یہاں تک کہ بدو لوگ کہتے کہ یہ مجنون ہیں۔

آپ ﷺ نماز پڑھ کر ان کے پاس تشریف لاتے اور ارشاد فرماتے اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس تمہارے لیے کیا کچھ ہے تو پسند کرو گے کہ تمہارا فاقہ اور محتاجی اور بڑھ جائے۔ (ترمذی)

۱۳۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لیے حضور ﷺ کے پاس آئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کیا چیز ہے؟ عرض کیا کہ میں نے ایک روٹی پکائی تھی اور جی نہ چاہا کہ آپ ﷺ کے بغیر کھاؤں..... فرمایا..... تین دن کے بعد یہ پہلا لقمہ ہوگا جو تمہارے باپ کے منہ میں جائے گا.....
(نسخہ کیمیا ۵۷۹)

۱۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جنت کا دروازہ مسلسل کھٹکھٹاتے رہو، یہاں تک کہ وہ تمہارے لیے کھول دیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کس شے سے کھٹکھٹایا کریں؟ فرمایا..... بھوک اور پیاس سے۔ (غزالیؒ نسخہ کیمیا ص ۵۷۹)

۱۵۔ حضور ﷺ کے سامنے جناب جیفہ رضی اللہ عنہ کو ڈکار آ گئی..... فرمایا..... پرے ہی رکھو اس ڈکار کو کہ جو شخص اس دنیا میں زیادہ سیر ہے وہ اس جہان میں اتنا ہی زیادہ بھوکا رہے گا۔ (غزالیؒ نسخہ کیمیا ص ۵۷۹)

۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جو اسلام لے آیا اور بقدرت ضرورت روزی اسے میسر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت نصیب فرما دی ہے اتنی روزی پر جو اسے عطاء فرمائی ہے۔ (مسلم)

۱۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص پر فاقہ آ گیا پھر اس نے لوگوں کے

ذریعے (یعنی لوگوں سے مانگ کر) اسے دور کیا تو اس کا فاقہ دور نہیں ہوگا اور جس شخص پر فاقہ آ گیا پھر اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اسے پیش کیا تو اللہ تعالیٰ اسے فوراً یا کچھ بعد رزق عطا فرما دے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جو کوئی بھوک یا حاجت میں مبتلا ہوا اور اس نے اُسے (یعنی بھوک اور حاجت کو) لوگوں سے چھپایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے لیے رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لازم فرما لیا ہے کہ اسے حلال رزق میں سے ایک سال کی غذا عطاء فرمائے گا۔ (رواہ الطبرانی الترغیب والترہیب ص ۳۳۷)

۱۹۔ مسروقؒ فرماتے ہیں کہ

میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے لیے کھانا منگوایا اور فرمایا کہ میں اگر کوئی کھانا سیر ہو کر کھاتی ہوں تو مجھے رونا آ جاتا ہے اور پھر میں روتی ہوں۔ میں نے عرض کیا کیوں؟ ارشاد فرمایا مجھے وہ حالت یاد آ جاتی ہے جس پر حضور اکرم ﷺ نے دنیا کو چھوڑا۔ اللہ کی قسم آپ کبھی دن میں دو مرتبہ گوشت اور روٹی سے سیر نہیں ہوئے۔ (ترمذی)

۲۰۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے ہاں کبھی جو کی روٹی نہیں بچتی تھی۔ (ترمذی)

یعنی اتنی روٹی ہوتی ہی نہیں تھی کہ..... ضرورت سے زائد ہو اور بچ جائے..... اللہ تعالیٰ ہم پر..... اور ہماری حالت پر رحم فرمائے کہ کتنا کھاتے ہیں، کھانے کے لیے کیا کیا اہتمام کرتے ہیں؟ اور پھر کتنا سارا بچا کر ضائع کرتے ہیں؟ یا اللہ ہم پر رحم فرما..... اور ہماری اصلاح فرما..... دورہ تربیت کا ایک معمول..... تقلیل طعام

ہے.....یعنی کھانا کم کھایا جائے اس لیے کہ جو معدہ ہمیشہ بھرا رہتا ہو اس میں حکمت نہیں آسکتی.....اپنے اندر کثافت اور غلاظت جتنی کم ہوگی.....اتنا روح کو سکون ملے گا اور وہ آسانی سے عبادات کی طرف متوجہ ہو سکے گی.....کھانا کم کھانے اور کسی قدر بھوکا رہنے کے بے شمار فوائد ہیں۔حضرت سہیل تستریؒ فرماتے ہیں.....بزرگوں نے غور کیا اور اسی نتیجہ پر پہنچے کہ اس دنیا میں بھوک سے زیادہ فائدہ مند اور کوئی چیز نہیں جبکہ آخرت کے لیے بھرے ہوئے پیٹ سے زیادہ کوئی شئے نقصان دہ نہیں۔

(نسخہ کیمیا ص ۵۸۰)

امام غزالیؒ نے بھوک کے دس فائدے نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر فرمائے ہیں۔ہم ان کا اختصار عرض کر رہے ہیں۔

۱۔ بھوک کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دل کی صفائی ہو جاتی ہے اور وہ روشن ہو جاتا ہے جبکہ پیٹ بھر کر کھانے سے دل بالکل اندھا اور کند ہو کر رہ جاتا ہے اور (معدے سے) بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف جاتے ہیں اور آدمی کو کند ذہن سا بنا دیتے ہیں جس سے اس کے خیالات میں انتشار، پراگندگی اور شوریدگی پیدا ہونے لگتی ہے.....شبلیؒ کہتے ہیں کہ میں نے جس روز بھی حق تعالیٰ کے لیے بھوک برداشت کی میرا دل حکمت وعبرت سے لبریز رہا۔

۲۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ بھوک سے دل پر رقت سی طاری رہتی ہے اور ذکر و مناجات سے اسے لذت حاصل ہوتی ہے جبکہ سیر ہو کر کھانے سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے.....حضرت جنیدؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کھانے کا توبرہ رکھ کر ذکر و مناجات سے لذت اندوز ہونے کی توقع رکھتا ہو تو یہ محض اس کی خام خیالی ہے۔

۳۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ غفلت وغرور کو جنم دینے والی چیز سیری ہے اور غفلت اور

غرور جہنم کے دروازے ہیں..... جبکہ بھوک سے خستگی اور شکستگی پیدا ہوتی ہے اور یہ جنت کے دروازے ہیں۔

۴۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ جس شخص کا پیٹ بھرا رہتا ہو وہ دوسروں کی بھوک کو بھی بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرنا بھی اسے یاد نہیں رہتا اور اسے عذاب آخرت بھی یاد نہیں رہتا اور جو شخص خود بھوکا ہوا سے اہل جہنم کی بھوک یاد رہتی ہے اور وہ مخلوق پر شفقت کو بھی ضرور سمجھتا ہے۔ یہی وجہ تھی جب حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ دنیا بھر کے خزانوں پر قبضہ کے باوجود آپ کا بھوکا رہنا کس سبب سے ہوتا ہے؟ فرمایا..... یہ ڈر غالب رہتا ہے کہ اپنا پیٹ بھرا رکھوں گا تو فقیروں کی بھوک سے غافل نہ ہو جاؤں۔

۵۔ پانچواں فائدہ..... یہ ہے کہ تمام سعادتوں میں سرفہرست سعادت یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کو اپنا غلام بنالے اور بدترین بدبختی یہ ہے کہ خود نفس کا غلام بن بیٹھے اور جس طرح سرکش اور منہ زور جانور اس وقت تک سدھایا نہیں جاسکتا جب تک کہ اسے بھوکا نہ رکھیں، اسی طرح نفس انسانی بھی اس کے بغیر سیدھا نہیں ہوسکتا اور یہ ایسا فائدہ ہے جسے کیمیائے فوائد کہا جاسکتا ہے کیونکہ تمام گناہوں کی جڑ شہوت ہے اور شہوت خود شکم سیری (یعنی پیٹ بھرنے) سے جنم لیتی ہے۔

۶۔ چھٹا فائدہ یہ ہے کہ بھوکے آدمی کو نیند بہت کم آتی ہے اور کم سونا عبادات و مناجات کی بنیاد ہے۔

۷۔ ساتواں فائدہ یہ ہے کہ بھوکا رہنے کی وجہ سے آدمی کے اوقات میں فراخی اور برکت ہو جاتی ہے یعنی اسے بہت سا وقت ہاتھ آجاتا ہے اور علم و عمل میں مشغولیت کے لیے مہلت و فراغت میسر آجاتی ہے۔

۸۔ آٹھوں فائدہ یہ ہے کہ کم کھانے والے آدمی کی صحت ہمیشہ اچھی رہتی ہے اور وہ بیماری کی تکلیف سے، دواؤں کے اخراجات سے..... ڈاکٹروں کی ناز برداری سے اور کڑوی دوائیں کھانے سے بچا رہتا ہے..... اطباء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بھوک کے علاوہ اور کوئی چیز ایسی نہیں جس میں فائدہ ہی فائدہ ہو اور نقصان قطعاً نہ ہو۔

۹۔ نواں فائدہ یہ ہے کہ جو شخص کم کھائے گا اس کا خرچ بھی کم ہوگا اور اسے زیادہ مال کی حاجت پیش نہیں ہوگی اور مال کی حاجت ہی وہ چیز ہے جو تمام گناہوں اور آفتوں کی ذمہ دار ہوتی ہے۔

۱۰۔ دسواں فائدہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے پیٹ پر قابو پالے اس کے لیے صدقہ دینا، ایثار و قربانی سے کام لینا اور سخاوت کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ وہ یہ راز پہچان لیتا ہے کہ جو چیز پیٹ میں جاتی ہے وہ تو ایک غلیظ جگہ جاتی ہے اور جو کچھ صدقہ و خیرات میں دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے دستِ کرم میں جاتا ہے..... اس لیے غذا سے پیٹ کو موٹا کرنے کی بجائے اپنی آخرت کے خزانے کو موٹا کیا جائے اور بڑھایا جائے..... (نسخہ کیمیا ص ۵۸۴)

پیٹ بھرنے کے چھ نقصانات

حضرت ابوسلیمان درانیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص پیٹ بھر کر کھاتا ہے اس میں چھ چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۱۔ عبادت کی حلاوت سے محروم رہتا ہے۔

۲۔ علم و حکمت کے مسائل یاد رکھنے کے لیے اس کی یادداشت اس کا ساتھ نہیں دیتی۔

۳۔ اللہ کی مخلوق سے اسے کوئی شفقت نہیں رہتی۔

۴۔ عبادت کرنا اس کے لیے دشوار ہو جاتا ہے۔
۵۔ اس کی خواہشات بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔
۶۔ جس وقت مسلمان مسجد کے گرد گھوم رہے ہوتے ہیں وہ بیت الخلاء کے چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ (نسخہ کیمیا ص ۵۸۳)

تقلیلِ طعام کا نصاب

ہم نے بہت ساری احادیث پڑھ لیں اور بزرگوں کے اقوال بھی معلوم کر لیے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ..... ہمیں آقا مدنی ﷺ کے طرزِ عمل کا بھی پتہ چل گیا..... اور ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاہتے تو اللہ تعالیٰ انہیں زمین کے تمام خزانے عطاء فرما دیتا..... اور اگر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے مانگتے تو مکہ اور مدینہ کے پہاڑوں کو آپ کے لیے سونے کا بنا دیا جاتا مگر آپ نے جان بوجھ کر فقر و مسکینی کو اختیار کیا..... خود سوچئے جس چیز کو آقا مدنی ﷺ نے اپنے لیے..... اپنے اہل خانہ کے لیے اور اپنے محبوب صحابہ کرامؓ کے لیے اختیار فرمایا وہ چیز کس قدر اعلیٰ، اولیٰ..... اور مفید ہوگی..... اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے جس زندگی..... اور جس طرزِ معاشرت کو پسند فرمایا یقیناً وہی سب سے افضل طرز ہوگی..... اس لیے ہمیں اپنے کھانے پینے کے معاملات پر نظر ثانی کر کے..... انہیں درست بنانے کی کوشش کرنی چاہیے جس کے لیے درج ذیل اقدامات..... ان شاء اللہ..... مفید رہیں گے۔

۱۔ بہت سختی سے حلال کا اہتمام کریں..... حرام، مشکوک، مکروہ اور مشتبہ چیزوں کو اپنے پیٹ میں نہ جانے دیں۔
۲۔ آہستہ آہستہ اپنے کھانے کی مقدار کم کریں..... اور اتنا نہ کھائیں کہ پیٹ پھول جائے اور سانس لینا دشوار ہو جائے۔
۳۔ نفل روزوں کا خوب کثرت سے اہتمام کر کے..... اللہ تعالیٰ کی خاطر بھوک

کے دنیوی اور اخروی مزے لوٹیں۔

۴۔ بھوکا رہنا کوئی مقصود بالذات نہیں ہے بلکہ یہ اصلاح کا ایک ذریعہ ہے اس لیے اگر کسی اللہ والے بزرگ کو زیادہ کھاتا دیکھیں تو عیب نہ لگائیں۔ ممکن ہے وہ اصلاح کے اس مقام سے گزر چکے ہوں۔

۵۔ ہر آدمی کی بھوک اپنی ہوتی ہے۔ کوئی کسی کی ضرورت اور خوراک کو نہیں جانتا۔ بعض لوگ اگر دو روٹیاں کھالیں تو ان کا سانس پھول جاتا ہے جبکہ بعض لوگوں کے لیے پانچ روٹیاں بھی آدھی بھوک نہیں مٹا سکتیں' اس لیے اس بارے میں ہر شخص اپنی اصلاح کی فکر کرے' دوسروں کے لقمے گن کر کوئی اچھی یا بری رائے قائم نہ کرے۔

۶۔ حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق مومن ایک آنت سے جبکہ منافق و کافر سات آنتوں سے کھاتے ہیں..... اس لیے اپنے اندر ایمان کو مضبوط کیا جائے تاکہ ہمارا شمار ایمان والوں میں ہو جو ایک آنت سے کھاتے ہیں۔

۷۔ کھانے کے لیے بہت زیادہ اہتمام نہ کیا جائے اور نہ ہی ایک وقت میں کئی کئی کھانوں کا انبار لگایا جائے۔

۸۔ کھانا ہرگز، ہرگز، ہرگز ضائع نہ کیا جائے..... بس اتنا ہی بنایا اور لیا جائے جتنا کھایا جاسکے اور اگر پھر بھی بچ رہے تو مستحقین میں احترام کے ساتھ تقسیم کر دیا جائے..... جبکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ مساکین کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلایا جائے اور بچے ہوئے کھانے کو تقسیم کرنے کی بجائے پہلے ہی زائد حصہ نکال کر تقسیم کر دیا جائے۔

۹۔ حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے شکر گزاری کے ساتھ لطف بھی اٹھایا ہے۔ آپ نے مرغ کا گوشت تناول فرمایا ہے..... بکرے کا گوشت،

پرندوں کا گوشت، مچھلی کا گوشت، سبزیاں اور میٹھا تناول فرمایا ہے۔ آپ نے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کو استعمال فرمایا ہے..... مگر ان چیزوں کو زندگی کا مقصد یا مستقل معمول نہیں بنایا..... بس اتباع سنت کا تقاضہ یہی ہے کہ اسی معتدل راہ کو اختیار کیا جائے..... کبھی ان نعمتوں کو استعمال کیا جائے اور کبھی روزہ رکھ کر..... اور صدقہ کر کے..... قربانی کے راستے کو چنا جائے..... کسی ایک ہی رخ کو اختیار کر لینا قرین مصلحت نہیں ہے۔

۱۰۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت استعمال کریں..... خوب شکر ادا کریں..... بہترین شکر یہ ہے کہ اس کی عبادت واطاعت میں اضافہ کر دیں اور گناہوں سے خوب بچیں..... اور جب کسی نعمت کو اپنی اصلاح کے لیے چھوڑیں تو پھر خوب ہمت اور صبر سے کام لیں..... ریاکاری یا بے صبری کے ذریعے اسے ضائع نہ کریں..... اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو اپنے سے کم تر اور حقیر سمجھیں..... اور نہ کسی طرح کی بڑائی میں مبتلا ہوں..... اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے قربانی کی توفیق عطاء فرمائی.....

جنگوں کے دوران مجاہدین کو چاہیے کہ وہ خود کو مضبوط رکھیں تاکہ جہاد کا حق ادا کر سکیں اس لیے ان دنوں میں کم کھانے یا نفل روزے رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۳۶

نظر کی حفاظت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ. (النور ۳۰)

''(اے نبی ﷺ) مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں..... یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ خوب خبر رکھتا ہے ان کے کاموں کی.....''

حضرت علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں۔

بدنظری عموماً زنا کی پہلی سیڑھی ہے۔ اسی سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے۔ قرآن کریم نے بدکاری اور بے حیائی کے انسداد (یعنی مکمل خاتمہ) کے لیے اول اسی سوراخ کو بند کرنا چاہا..... یعنی مسلمان مرد و عورت کو حکم دیا کہ بدنظری سے بچیں اور اپنی شہوت کو قابو میں رکھیں..... اگر ایک مرتبہ بے ساختہ مرد کی کسی اجنبی عورت پر یا عورت کی کسی اجنبی مرد پر نظر پڑ جائے تو دوبارہ ارادہ سے اس طرف نظر نہ کرے..... کیونکہ یہ دوبارہ دیکھنا اس کے اختیار سے ہوگا جس میں وہ معذور نہیں سمجھا جا سکتا..... اگر آدمی نگاہ نیچی رکھنے کی عادت ڈال لے اور اختیار و ارادہ

www.rangnoor.com

سے ناجائز امور کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا کرے تو بہت جلد اس کے نفس کا تزکیہ ہوسکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۴۷۱)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک پڑنے والی نظر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنی نظر (فوراً) ہٹالیا کرو۔ (مسلم)

امام قرطبیؒ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

شعبیؒ اس بات کو بھی ناپسندیدہ قرار دیتے تھے کہ ایک شخص اپنی بیٹی یا ماں یا بہن کو مسلسل تکتا رہے..... حالانکہ ان کا زمانہ ہمارے اس زمانے سے بہتر تھا.....

(تفسیر قرطبی ص ۲۰۲ ج ۱۲)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے.....

وَلَا تَقْفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا

''جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے ضرور باز پرس ہوگی.....''

(الاسرا ۳۶)

حضرت عثمانیؒ لکھتے ہیں.....

یاد رکھنا چاہیے کہ قیامت کے دن تمام قویٰ کی نسبت سوال ہوگا کہ ان کو کہاں کہاں استعمال کیا تھا' بے موقع تو خرچ نہیں کیا..... (تفسیر عثمانی ۳۷۹)

جی ہاں کیا سنتے تھے؟..... کیا دیکھتے تھے؟..... یہ سب پوچھا جائے گا..... یا اللہ خیر فرما..... اور ہمیں اس کی فکر عطاء فرما..... کیونکہ قیامت کے دن انسان کے اعضاء خود اس کے خلاف گواہی دیں گے' اگر اس نے انہیں..... اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف استعمال کیا..... جیسا کہ خود قرآن پاک میں صراحت کے ساتھ مذکور

ہے.....ملاحظہ فرمائیے سورہ حٰمٓ سجدہ آیت نمبر ۲۰.....

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.....

''یہاں تک کہ جب وہ اس (آگ) کے پاس پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور آنکھیں اور چمڑے ان کے خلاف ان کے اعمال کی شہادت دیں گے.....''

ایک آدمی بعض اوقات اس بات کو بھول جاتا ہے کہ اسے ہر وقت دیکھا جا رہا ہے اور اس کا مالکِ حقیقی اس کے ایک ایک عمل کی نگرانی فرما رہا ہے.....اور وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے راز جانتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ. (المومن ۱۹)

''وہ (اللہ تعالیٰ) آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو (باتیں) سینوں میں پوشیدہ ہیں (ان کو بھی جانتا ہے۔)''

حضرت عثمانیؒ لکھتے ہیں۔

یعنی مخلوق سے نظر بچا کر چوری چھپے سے کسی پر نگاہ ڈالی یا کن انکھیوں سے دیکھا یا دل میں کچھ نیت کی یا کسی بات کا ارادہ یا خیال آیا، ان میں سے ہر چیز کو اللہ جانتا ہے اور فیصلہ انصاف سے کرتا ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۶۲۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ

یہ آیت اس شخص کے بارے میں ہے جو لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوتا ہے وہاں سے کوئی عورت گزرتی ہے تو وہ لوگوں سے نظر بچا کر اسے دیکھ لیتا ہے۔

(تفسیر قرطبی ص ۲۶۵ ج ۱۵)

حضرت جنید بغدادیؒ سے کسی نے پوچھا کہ میں اپنی آنکھوں کو برائی سے نہیں بچا سکتا۔ کیا اس کا بھی کوئی علاج ہے؟ فرمایا.....''بس یہی کہ تو اس بات کو ذہن

نشین کر لے کہ جس قدر تو کسی کو دیکھ سکتا ہے اس سے کہیں زیادہ حق تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔'' (نسخہ کیمیا ص ۱۰۱۴)

حکایت ہے کہ جب زلیخا نے خلوت میں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی طرف بلایا تو پہلے اس بت کو کپڑے سے ڈھانپ دیا جس کی وہ پرستش کیا کرتی تھی..... حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا تو پتھر کے اس بت سے کہ صرف پتھر ہی ہے اس درجہ شرم رکھتی ہے اور (تیرا کیا خیال ہے کہ) میں اس رب دو عالم سے شرم نہیں رکھتا جو ساتوں آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے اور انہیں (ہر لحظہ) دیکھ رہا ہے۔ (نسخہ کیمیا ترجمہ کیمیائے سعادت ص ۱۰۱۴)

نظر شیطان کا پہلا تیر ہے..... جس پر یہ چل جاتا ہے اس پر باقی تیر بھی چل جاتے ہیں اسی لیے اسلام نے حفاظتی پیش بندی کے طور پر اس معاملے میں خوب سختی کی..... تاکہ گناہ کے لیے دروازہ ہی نہ کھلے چنانچہ..... ہر حال میں نظر کی حفاظت کا حکم دیا گیا ظاہری طور پر گناہ کا خطرہ ہو یا نہ ہو..... ملاحظہ فرمائیے..... یہ روایت.....

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

میں حضور پاک ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں، اتنے میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے۔ یہ واقعہ ہمیں پردے کا حکم ملنے کے بعد کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ دونوں ان سے پردہ کریں۔ اس پر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ نابینا ہیں نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ پہچان سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؟ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ سکتیں۔ (ترمذی)

اس واقعہ میں غور کرنے کی بے حد ضرورت ہے..... دونوں خواتین..... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا..... اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا..... امہات المومنین

ہیں..... مجلس میں ان کے خاوند..... اور سرور دو عالم حضرت محمد ﷺ موجود ہیں..... حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ایک ایسے جلیل القدر صحابی ہیں جن کی تعریف میں قرآن پاک کی آیات نازل ہو چکی ہیں..... پھر وہ نابینا بھی ہیں..... ان تمام باتوں کے باوجود آپ ﷺ نے اپنی پاکیزہ وطیبہ ازواج مطہرات کو پردے میں جانے کا حکم دیا..... نظر کی حفاظت..... اور پردے کی اہمیت کا اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے..... مردوں کو چاہیے کہ عورتوں سے اور کم عمر لڑکوں سے اپنی نظر کی خوب حفاظت کریں..... اور عورتوں کو چاہیے کہ وہ مردوں سے..... اور بے حیا عورتوں سے اپنی نظر کی حفاظت کریں۔

دورہ تربیت میں..... حفاظت نظر کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ اسلام کا یہ لازمی حکم زندگی کا حصہ بن جائے..... اور ہم اس خوفناک بے سکونی اور تباہی سے بچ جائیں جو بدنظری کی وجہ سے انسان کا مقدر بن جاتی ہے.....

www.rangoloor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۳۷

طہارت کا اہتمام

طہارت کا اہتمام.....مومن کی شان ہے اور اس کی ترقی کا ذریعہ ہے.....اللہ تعالیٰ خوب پاکی رکھنے والوں سے محبت فرماتا ہے.....جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ. (البقرہ ۲۲۲)

''بے شک اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت فرماتا ہے پاک صاف رہنے والوں سے۔''

وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، یقیناً اس قابل ہے کہ اسے پوری رغبت، شوق اور اہتمام کے ساتھ اپنایا جائے.....پھر طہارت تو ہمارے ایمان کا حصہ ہے.....

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے.....اَلطُّھُوۡرُ شَطۡرُ الۡاِیۡمَانِ (صحیح مسلم)

یعنی طہارت ایمان کا جزو (یعنی حصہ) ہے۔

اس لیے جس آدمی کا ایمان جتنا بلند ہوتا ہے وہ اسی قدر طہارت کا اہتمام کرتا ہے.....اور جس وقت وہ حالتِ طہارت میں نہیں ہوتا.....بلکہ اسے غسل یا وضو کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اپنی روح میں ایک طرح کی پریشانی، بے چینی اور گھبراہٹ محسوس کرتا ہے اور اسے اس وقت تک کامل سکون نصیب نہیں ہوتا جب تک وہ غسل یا وضو نہیں کر لیتا.....اس سے ثابت ہوا کہ طہارت سے صرف جسم ہی پاک نہیں ہوتا.....روح کو بھی پاکیزگی اور لطافت نصیب ہوتی ہے اور نفس مطمئنہ کو بھی چین ملتا ہے.....دورہ تربیت کے دوران طہارت کا اہتمام ایک مفید عمل ہے.....آیئے وضو

اور طہارت کے فضائل پر مشتمل چند احادیث شریفہ پڑھتے ہیں۔ کیا بعید کہ آقا مدنی ﷺ کے کیمیا اثر فرامین پڑھ کر ہمیں پاکی اور پاکیزگی سے محبت ہو جائے اور ہم ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جو ہمیشہ..... باطہارت رہنے کا اہتمام کرتے ہیں..... اور پھر مقرب فرشتوں کی صحبت اور دعا کے مزے بھی لوٹتے ہیں..... اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کا حقیقی لطف بھی پاتے ہیں..... اور ایسے لوگوں پر روزی بھی بارش کی طرح برستی ہے۔

۱۔ گناہوں کا جسم سے نکل جانا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا تو اس کے جسم سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے (بھی گناہ نکل جاتے ہیں) (بخاری)

۲۔ اعضاء کی گناہوں سے پاکی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان آدمی وضو کرتا ہے اور اس میں اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے وہ تمام گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔

پھر جب وہ اپنے بازو دھوتا ہے تو ہاتھ کے تمام گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ بہہ جاتے ہیں..... پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے تمام گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ بہہ جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ (صحیح مسلم)

۳۔ قیامت کے دن کا اعزاز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت والے قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں منور اور روشن ہوں گے۔ بس تم میں سے جو کوئی اپنی روشنی بڑھا سکے تو ضرور ایسا کرے۔ (بخاری)

یعنی وضو کا خوب اہتمام کرے..... اور تمام احکام و آداب کا اہتمام کر کے وضو کرے.....

۴۔ درجات کی بلندی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جن کی بدولت اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرماتا ہے..... اور درجات بلند فرماتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں یا رسول اللہ..... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تکلیف دہ حالات میں پوری طرح وضو کرنا..... اور مسجدوں کی طرف زیادہ قدم اٹھانا (یعنی زیادہ جانا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا..... پس یہ رباط ہے..... پس یہ رباط ہے۔ (مسلم)

تکلیف دہ حالات مثلاً سردی وغیرہ کی حالت میں خوب اہتمام سے وضو کرنا..... اور وضو کا اہتمام رکھنا.....

۵۔ وضو کا اہتمام مومن کی شان

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

بالکل سیدھے رہو..... اور تم ایسا نہیں کر سکو گے..... اور خوب جان لو کہ تمہارے اعمال میں بہترین عمل نماز ہے اور وضو کا اہتمام نہیں کرتا مگر بندۂ مومن..... (موطا امام مالک)

وضو کے اہتمام کا وہی مطلب ہے جو پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ وضو..... احکام و آداب کے اہتمام کے ساتھ کرے..... اور ہر وقت باوضو رہنے کا اہتمام کرے.....

خلاصہ یہی ہے کہ وضو اہتمام سے کرے اور وضو کا اہتمام کرے.....

۶۔ وضو کے اہتمام میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی شان

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال کو بلایا اور ارشاد فرمایا کس عمل کی بدولت تم جنت میں مجھ سے پہلے پہنچ گئے۔ صبح میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے تمہارے قدموں کی چاپ سنی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں جب بھی اذان دیتا ہوں دو رکعت ضرور پڑھتا ہوں اور میرا جب بھی وضو ٹوٹتا ہے میں فوراً وضو کر لیتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بس یہی وجہ ہے.....

(صحیح ابن خزیمہ۔ الترغیب والترہیب ص ۹۸ ج ۱)

۷۔ وضو پر وضو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے تھے..... جو کوئی پاکی (وضو) کی حالت میں وضو کرتا ہے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں..... (ابوداؤد)

۹۔ مغفرت کا اعلان

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا..... جو کوئی وضو کرے جیسے

کرنے کا حکم دیا گیا اور نماز پڑھے جیسے پڑھنے کا حکم دیا گیا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔(نسائی)

۹۔ساری رات فرشتے کی دعا مغفرت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص پاکی کی حالت میں (یعنی باوضو) سوتا ہے تو اس کے ساتھ (بالکل قریب) ایک فرشتہ بھی رات گزارتا ہے اور وہ جب تک جاگ نہیں جاتا فرشتہ یہ دعا کرتا رہتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِکَ فُلَانٍ فَاِنَّہٗ بَاتَ طَاھِرًا.　　''اے پروردگار! اپنے اس بندے کی مغفرت فرما' بے شک یہ باوضو سویا ہے۔(صحیح ابن حبان' الترغیب والترہیب ص۲۳۰ ج۱)

۱۰۔دعا کی قبولیت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان باوضو سوتا ہے پھر رات کے کسی حصے میں اٹھ جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی جو خیر مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرمادے گا۔(ابوداود)

اس موضوع پر اور بھی بہت ساری روایات موجود ہیں۔ہم نے ان دس پر اکتفا کیا ہے.....ان تمام کا حاصل یہ ہوا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم وضو کو ایک اہم عبادت سمجھ کر بہت سلیقے، ادب اور طریقے سے وضو کیا کریں.....محسن مکرم استاذِ محترم شیخی و سیدی حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب نوراللہ مرقدہ کے سامنے جب کوئی شخص نماز میں وسوسوں کی شکایت کرتا تھا تو حضرت اسے فرمایا کرتے تھے کہ وضو ٹھیک کیا کرو..... وضو ٹھیک ہوگا تو نماز میں وسوسے نہیں آئیں گے.....ٹھیک وضو وہ ہوتا

ہے..... جونیت کے ساتھ عبادت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے..... اس میں مسواک کا خاص طور پر اہتمام ہو..... اور وضو کے دوران باتیں نہ کی جائیں..... اور ہر عضو کو دھوتے وقت یہ یقین رکھا جائے کہ وہ ظاہری اور باطنی طور پر پاک ہو رہا ہے اور گناہ اس سے نکل رہے ہیں..... وضو کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور مسنون دعا سے کیا جائے اور آخر میں بھی مسنون دعا پڑھی جائے..... پانی بہت زیادہ نہ استعمال کیا جائے..... چھینٹے نہ اڑائے جائیں۔ ممکن ہو تو قبلہ رخ بیٹھا جائے..... وضو کے فرائض، سنتوں اور مستحبات کو اچھی طرح ادا کیا جائے اور وضو کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے اس خاص عبادت کی توفیق عطا فرمائی ہے..... یہ تو ہوئی ٹھیک طرح کے وضو کی ایک جھلک..... اب دوسرا کام یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کے اکثر اوقات باوضو گزارنے کی کوشش کریں..... اللہ تعالیٰ عذر، بیماری اور زیادہ کھانے سے بچائے..... یہ کام بہت آسان مگر بہت اونچا ہے..... اور اس کی بے شمار برکتیں ہیں..... اور جب ہم سونے لگیں تو رات کو باوضو سویا کریں..... اور تہجد میں جاگنے کی نیت کر کے سویا کریں..... تب یہ راحت والا کام یعنی نیند بھی..... ہمارے لیے عبادت بن جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو..... خوب خوب توفیق عطاء فرمائے..... اس لیے کہ سب کچھ اسی کی توفیق سے ممکن ہے.....

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۳۹

تکبّر سے احتراز

تکبر.....اللہ تعالیٰ بچائے.....ایک خوفناک، ذلیل اور ناپاک مرض ہے..... یہ انسان کو دنیا و آخرت میں رسوا کرنے والا ہے.....تکبر کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو دوسروں سے بالاتر مخلوق تصور کرنے لگتا ہے۔ایک عجیب وغریب ہوا اس کے دماغ میں بھر جاتی ہے اور وہ اس میں ایسا مست ہو جاتا ہے کہ پھولا نہیں سماتا..... یاد رکھئے تکبر بدخلقی کا دوسرا نام ہے..... یہ وہ مسموم ہوا ہے کہ جس آدمی کے اندر پیدا ہو جائے وہ دنیا جہان کو اپنے سامنے گھٹیا اور ذلیل سمجھنے لگتا ہے۔

(نسخہ کیمیا ص ۷۸۵)

تکبر کی حقیقت سمجھنے کے لیے آقا مدنی ﷺ کی یہ مبارک حدیث مکمل رہنمائی فرماتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ایک صاحب نے عرض کیا آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کا جوتا اچھا ہو (تو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال (وخوبصورتی) کو پسند کرتا ہے۔تکبر تو یہ ہے کہ اکڑ کی وجہ سے حق بات کو نہ مانے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے لگے..... (مسلم)

معلوم ہوا تکبر کا تعلق انسان کے اندر سے ہے..... باہر سے نہیں.....لیکن ا

ندر کا اثر باہر بھی ظاہر ہوتا رہتا ہے.....اور جب یہ اثر ظاہر ہونے لگتا ہے تو تباہی آپ آ پہنچتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد نے فرمایا ایک شخص بہت اعلیٰ لباس پہن کر خود پسندی کے عالم میں سر میں کنگھا کر کے متکبرانہ چال چل رہا تھا کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔اب وہ قیامت کے دن تک دھنستا ہی چلا جائے گا.....

(بخاری، مسلم)

دونوں احادیث پر غور کیا جائے تو تکبر کے معنی.....نکھر کر سامنے آجاتے ہیں۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔

اسی سے باقی تمام بداخلاقیاں جنم لیتی ہیں اور آدمی حسنِ اخلاق سے یکسر محروم ہو جاتا ہے کہ جو شخص اپنی خواجگی، بڑائی اور خودنمائی وخود بینی سے مغلوب ہو چکا ہے، اسے جو چیز اپنے لیے پسند ہو وہ صرف اپنے ہی لیے پسند ہوتی ہے، دوسرے مسلمانوں کو وہ اس کا حقدار ہی نہیں سمجھتا اور یہ ایمان کی شرط اولین ہی کے خلاف ہے.....نہ ہی ایسا شخص کسی کے ساتھ عاجزی سے پیش آسکتا ہے اور یہ متقیوں کی عادت کے خلاف ہے، ایسے شخص کے لیے کینہ، حسد اور قہر وغضب پر قابو پانا محال ہوتا ہے۔ اس کی زبان غیبت سے کبھی محفوظ نہیں رہ سکتی..... اس کا دل میل، کدورت اور غبار سے بھرا رہتا ہے اور کبھی ان سے خالی نہیں رہتا اور اگر اس کی تعظیم میں کسی سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو اس کا دل اس سے کبھی صاف نہیں ہوتا اور وہ میل دل پر جمی رہتی ہے.....اور تکبر کا کم سے کم اظہار اس کی طرف سے یوں ہوتا ہے کہ دن بھر خود پرستی میں سرشار اپنی بڑائی کی باتوں میں سرمست اور اپنی بڑائی کے دعوؤں میں مبتلا رہتا ہے، مکر وفریب، جھوٹ، منافقت سے اسے فرصت ہی نہیں ملتی، کیونکہ

اسے اپنے آپ کو دوسروں سے بالاتر رکھنے کی بے قراری کا خاتمہ ہو تو ان سے فرصت بھی ملے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی اسلام کی بو اس وقت تک ہرگز نہیں سونگھ سکتا جب تک اپنے آپ کو فراموش نہ کر دے بلکہ دنیا کی راحت بھی صحیح معنوں میں اس خود فراموشی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ اگر تجھے جنت کی خوشبو سونگھنے کا اشتیاق ہے تو اپنے آپ کو تمام لوگوں سے کم درجہ تصور کر کہ اس کے بغیر اس خوشبو کا گزر تجھ تک نہیں ہو سکتا۔ (نسخہ کیمیا ص ۷۸۶)

تکبر کی سب سے پہلی اور بڑی نشانی یہ ہے کہ انسان نصیحت کو بہت برا جانتا ہے اور اسے ماننے سے انکار کر دیتا ہے چنانچہ متکبر آدمی کو اگر اس کی کوئی غلطی بتائی جائے تو وہ اکڑ جاتا ہے اور اور اسے اپنی توہین سمجھتا ہے اور اپنی غلطی پر پہلے سے زیادہ پکا ہو جاتا ہے جیسا کہ اس حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تو دائیں ہاتھ سے کھا ہی نہ سکے..... اسے سوائے تکبر کے کسی چیز نے منع نہیں کیا..... پھر وہ شخص کبھی اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ لے جا سکا۔ (مسلم)

ایسے بہت سارے واقعات ہیں..... مگر ہمیں دوسروں کے واقعات سے کیا..... اصل تو اس بات کی فکر ہے کہ کہیں یہ خوفناک موذی مرض ہمارے دل کو ناپاک نہ کر چکا ہو..... اپنے آپ کو دیکھنا چاہئے کہ جب کوئی ہمیں..... کوئی بات سمجھاتا ہے..... اور ہماری غلطی بتاتا ہے تو اس وقت اپنا کیا حال ہوتا ہے..... کونسی کیفیت طاری ہوتی ہے..... خوشی یا غم؟..... برداشت یا غصہ..... شکر یا نفرت.....

دل میں اگر ایمان ہو تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ.....غصہ اور نفرت نہ ہو..... بلکہ..... شکریہ ادا کیا جائے کہ مجھے غلطی سے بچا لیا.....جہنم اور ذلت کے سبب سے بچا لیا.....لیکن اگر غصہ آتا ہے اور غلطی چھوڑنے کی بجائے.....ضد اور ہٹ دھرمی پیدا ہوتی ہے تو یہ بہت بڑا خطرہ ہے..... بہت بڑا..... یا اللہ ہم سب کی تکبر سے حفاظت فرما.....دیکھئے تکبر کے بارے میں کتنی سخت وعیدیں آئی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں کہ

عزت میرا پہناوا اور بڑائی (کبریائی) میری چادر ہے۔ جو ان میں سے کسی ایک کے بارے میں مجھ سے جھگڑے گا تو میں اسے عذاب دوں گا۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں **قصمتہ** کے الفاظ آئے ہیں کہ جو شخص میری بڑائی کی چادر کو لینے کی کوشش کرے گا میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا.....

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تمہیں جہنم والوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (یعنی وہ لوگ نہ بتاؤں جو جہنم میں جائیں گے) تمام سرکش، بخیل اور متکبر لوگ.....(اہل جہنم ہیں)۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جنت اور جہنم میں بحث ہوئی تو جہنم نے کہا میرے اندر تو بڑے جابر اور متکبر لوگ آئیں گے۔ جنت نے کہا میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ آئیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ اے جنت تو میری رحمت ہے تیرے ذریعہ میں جس پر چاہوں گا رحم فرماؤں گا اور اے جہنم تو میرا عذاب ہے، تیرے ذریعہ سے عذاب دوں گا جسے چاہوں گا.....اور تم

دونوں کو بھرنا میرے ذمہ ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نظر نہیں فرمائے گا اس شخص پر جو اپنے تہبند کو تکبر کی وجہ سے گھسیٹے گا۔ (بخاری)

یعنی ایسے آدمی پر نظر رحمت نہیں فرمائی جائے گی جو تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند یا اپنی شلوار ٹخنوں کے نیچے لٹکاتا پھرتا ہے.....

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین طرح کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام فرمائے گا اور نہ انہیں پاک فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا۔

(۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا حکمران (۳) متکبر فقیر..... (مسلم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ تکبر، مال غنیمت میں خیانت اور قرضہ سے بری ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی)

حضرت عیاض بن حماد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ (اے لوگو!) تواضع اختیار کرو، یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا..... صدقے سے مال کم نہیں ہوتا..... معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے

لیے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اسے ضرور بلندی عطاء فرمائی۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا..... جو اللہ تعالیٰ کے لیے ایک درجہ تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرما دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسے اعلیٰ علیین میں شامل فرما لیتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک درجہ تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ گرا دیتے ہیں یہاں تک کہ اسے اسفل سافلین میں شامل کر لیتے ہیں۔

(ابن ماجہ)

حضرت طارقؒ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف تشریف لے گئے اور ہمارے ساتھ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ راستے میں پانی آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹنی پر تھے۔ آپ اس سے نیچے اترے۔ آپ نے اپنے جوتے اتار کر کندھے پر ڈالے اور اونٹنی کی لگام پکڑ کر پانی میں اتر گئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ امیر المومنین! آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ شہر کے لوگ آپ کو اس حالت میں دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا آہ! اے ابوعبیدہ! آپ کے علاوہ کوئی اور یہ بات کرتا تو میں اسے امت محمدیہ کے لیے عبرت کا نشان بنا دیتا۔ ہم تو ذلیل لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ذریعہ سے عزت بخشی۔ پس جب بھی ہم اسلام کے علاوہ کسی اور چیز میں عزت ڈھونڈیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کر دے گا..... (حاکم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا..... جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرماتا ہے اور جو اپنے مسلمان بھائی پر بڑائی کرتا ہے

اللہ تعالیٰ اسے گرادیتا ہے۔ (الطبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد نے فرمایا چار طرح کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نفرت فرماتا ہے۔ (۱) بہت قسمیں کھانے والا تاجر (۲) متکبر مسکین (۳) بوڑھا زانی (۴) ظالم حکمران (نسائی)

حضرت ابوسلمہؒ بیان فرماتے ہیں کہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جبل مروہ پر ملاقات ہوئی۔ دونوں حضرات نے گفتگو فرمائی۔ پھر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ وہاں بیٹھ کر رونے لگے۔ ایک آدمی نے ان سے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن کس بات نے آپ کو رلایا ہے؟ فرمانے لگے یہ عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس کے دل میں ایک رائی کے دانے برابر تکبر ہوگا اللہ تعالیٰ اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔ (بس یہی بات مجھے خوف سے رلا رہی ہے)۔ (احمد)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ ایک بار بازار سے گزرے تو آپ نے لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھا رکھا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے غنی فرمایا ہے پھر آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا میں تکبر کو دور کر رہا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے برابر تکبر ہوگا۔ (الطبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

متکبر لوگوں کا حشر قیامت کے دن اس حال میں ہوگا کہ وہ چیونٹیوں کی طرح

ہوں گے انسانوں کی شکل میں..... ذلت انہیں ہر طرف سے ڈھانپے ہوئے ہوگی وہ جہنم کے ایک قید خانے کی طرف ہانکے جائیں گے جس کا نام ''بولس'' ہوگا انہیں آگوں کی آگ ابالے گی اور انہیں جہنمیوں کے زخموں کی پیپ پلائی جائے گی (جس کا نام ہوگا) طینۃ الخبال (زہریلا، گندا کیچڑ)۔ (ترمذی)

یعنی دنیا میں تکبر کرنے والا اپنے آپ کو جو سمجھتا ہے سمجھتا رہے' آخرت میں اس کے لیے سوائے ذلت، پستی، قید خانے، آگ اور پیپ کے کچھ نہیں ہے..... وہ چیونٹیوں کی طرح لوگوں کے قدموں میں روندے جا رہے ہوں گے۔ ان پر نارالانیار..... آگوں کی آگ مسلط ہوگی جس سے جہنم کی آگ پناہ مانگتی ہے ان کے لیے الگ قید خانہ ہوگا جس کا نام ''بولس'' ہے اور ان کی غذا کا نام طینۃ الخبال ہے گلا سڑا، بدبودار اور زہریلا کیچڑ..... یا اللہ آپ کی پناہ..... یا اللہ آپ کی پناہ.....

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اسی لیے بالکل واضح اعلان فرما دیا ہے کہ آخرت کا گھر..... ان لوگوں کے لیے ہے جو تکبر اور اکڑ میں مبتلا نہیں ہیں.....

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ. (القصص ۸۳)

وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے) ہم نے اسے ان لوگوں کے لیے (تیار) کر رکھا ہے جو زمین پر (اپنی ذاتی) بڑائی اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور اچھا انجام تو متقیوں کا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ عثمانیؒ کا وجد آفرین کلام ملاحظہ فرمائیے۔

''یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا کہ اس کی بڑی قسمت ہے۔ بڑی قسمت یہ نہیں آخرت کا ملنا بڑی قسمت ہے، سو وہ ان کے لیے ہے جو اللہ کے ملک

میں شرارت کرنا اور بگاڑ ڈالنا نہیں چاہتے اور اس فکر میں نہیں رہتے کہ اپنی ذات کو سب سے اونچا رکھیں..... بلکہ تواضع و انکسار اور پرہیز گاری کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کی کوشش بجائے اپنی ذات کو اونچا رکھنے کے یہ ہوتی ہے کہ اپنے دین کو اونچا رکھیں، حق کا بول بالا کریں اور اپنی قوم مسلم کو ابھارنے اور سر بلند کرنے میں پوری ہمت صرف کر ڈالیں..... وہ دنیا کے حریص نہیں ہوتے..... آخرت کے عاشق ہوتے ہیں..... دنیا خود ان کے قدم لیتی ہے..... اب سوچ لو کہ دنیا کا مطلوب کیا دنیا کے طالب سے اچھا نہیں ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ لو وہ سب سے زیادہ تارک الدنیا تھے مگر متروک الدنیا نہ تھے۔ بہر حال مومن کا مقصد اصلی آخرت ہے۔ دنیا کا جو حصہ اس مقصد کا ذریعہ بنے وہ ہی مبارک ہے ورنہ ہیچ۔''

(تفسیر عثمانی ص ۵۲۶)

تکبر کے بارے میں قرآنی آیات اور احادیث بہت زیادہ ہیں..... امت مسلمہ کے حکماء عارفین نے تکبر کے اسباب و علاج پر مفصل کتابیں لکھی ہیں اور کئی اللہ والوں نے اسے اُم الامراض قرار دیا ہے یعنی تمام روحانی بیماریوں کی جڑ..... اور اصل..... اور تمام روحانی بیماریوں کا منبع..... حضرات علماء کرام نے ان نعمتوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جن کی وجہ سے تکبر پیدا ہو جاتا ہے..... مثلاً علم..... زہد اور عبادت..... خاندان حسب و نسب اور قبیلہ..... مال و دولت کی فراوانی..... حسن و جمال..... عہدہ اور منصب..... جسمانی قوت..... اس بات کا وہم کہ میں کئی لوگوں کا (نعوذ باللہ) رازق ہوں.....

اس لیے..... تکبر ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ..... ہر نعمت اور ہر عبادت کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھے اور کسی نعمت کو اپنا ذاتی کمال نہ سمجھے..... اسی طرح تکبر کے علاج کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ..... اللہ تعالیٰ کی عظمت کو پہچانے، بس جس دل

میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ہوگی' اس میں اپنی بڑائی کا خیال نہیں آئے گا.....اسی طرح تکبر کے علاج کے لیے بے حد ضروری ہے کہ اپنی اصل اور حقیقت کو پہچانے۔ قرآن پاک میں بار بار بتایا گیا ہے کہ انسان ایک حقیر و ذلیل قطرے سے بنا ہے.....قرآن پاک نے یہ بات بطور ڈاکٹری یا سائنس کے نہیں فرمائی بلکہ انسان کو اپنی حقیقت سمجھانے کے لیے بتائی ہے.....تکبر کی ہوا سے پھولے ہوئے انسان کو یاد دلایا گیا کہ تمہاری ابتداء ایک حقیر قطرہ سے ہے اور مرنے کے بعد تم مردار کہلاتے ہو اور گل سڑ جاتے ہو اور زندگی کے ایام میں ڈھیروں غلاظت اٹھائے پھرتے ہو۔ پھر کیوں اکڑتے ہو کس بات پر اتراتے ہو.....اسی طرح تکبر کے علاج کے لیے ضروری ہے کہ دل لگا کر توجہ کے ساتھ نماز کا اہتمام کیا جائے اور متواضعین کی صحبت اختیار کی جائے اور ہر عمل کے بعد اللہ تعالیٰ کے شکر کا معمول بنایا جائے۔ دورہ تربیت کے کئی اجزاء تکبر کا علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس موذی مرض سے نجات عطا فرمائے اور مرتے دم تک اس سے ہماری حفاظت فرمائے۔

آمین یَا ربَّ العالمین

www.rangoonpor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معمول نمبر ۴۰

سورۃ الملک

سورۃ ملک..... بہت فضیلت والی سورۃ ہے۔ دورہ تربیت میں عشاء کے بعد اس مبارک سورۃ کی تلاوت کی جاتی ہے..... تاکہ..... پوری زندگی کا معمول بن جائے..... آیئے اس مبارک سورۃ کے چند فضائل پڑھتے ہیں۔

۱۔ شفاعت کرنے والی سورۃ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا..... قرآن کریم کی ایک سورۃ جو تیس آیتوں کی ہے اس نے ایک شخص کی سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا اور وہ سورہ ہے تَبَارَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکَ. (احمد۔ ترمذی)

۲۔ آقا مدنی ﷺ کا معمول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں

رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک سورۃ الم سجدہ اور سورہ ملک (تَبَارَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکَ) نہ پڑھ لیتے۔ (ترمذی)

۳۔ عذاب قبر سے نجات دلانے والی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے ایک صحابی نے کسی قبر پر خیمہ لگا دیا۔ انہیں علم نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے اچانک معلوم ہوا کہ وہ ایک قبر ہے اور اس میں ایک شخص سورہ ملک کی تلاوت کر رہا ہے یہاں تک کہ اس نے پوری سورت ختم کی۔ اس صحابی نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں نے نہ جانتے ہوئے ایک قبر پر خیمہ لگا دیا) اچانک دیکھا کہ وہ ایک قبر ہے اور اس میں ایک انسان سورہ ملک پڑھ

رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے سورۃ مکمل کی۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ سورۃ عذاب قبر کو روکنے والی اور اس سے نجات دلانے والی ہے۔ یہ اس کو عذاب قبر سے بچا رہی ہے۔ (ترمذی)

۴۔ آگ سے نجات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

جب کوئی میت قبر میں دفن ہوتی ہے تو اس کے اردگرد آگ جلا دی جاتی ہے اور وہ آگ اپنے سامنے والی چیز کو کھا لیتی ہے بشرطیکہ اس میت کا کوئی ایسا عمل نہ ہو جو اس کے اور آگ کے درمیان رکاوٹ بن جائے .....ایک شخص فوت ہوا جو صرف تیس آیتوں والی سورت یعنی سورہ ملک ہی پڑھا کرتا تھا۔ اس کے سر کی طرف سے آگ آئی تو سورہ ملک کہنے لگی یہ مجھے پڑھا کرتا تھا۔ پھر اس کے پاؤں کی طرف سے آئی تو کہنے لگی یہ میرے ساتھ قیام کیا کرتا تھا پھر پیٹ کی طرف سے آئی تو کہنے لگی اس نے مجھے حفظ کیا تھا اس طریقہ سے سورہ ملک نے اس شخص کی نجات کرا دی۔

(ابن ضریس۔ بصائر ذوی التمیز۔ فضائل حفاظ القرآن ص ۷۸)

یہی روایت امام قرطبیؒ نے بھی تھوڑے سے فرق کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔

(تفسیر قرطبی ص ۱۸۱ ج ۱۸)

اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ جو شخص ہر رات اس سورۃ کو پڑھے گا اسے منکر نکیر کی طرف سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ (تفسیر قرطبی ص ۱۸۱ ج ۱۸)

نیز امام قرطبیؒ نے حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکَ ہر مومن کے دل میں ہو.....یعنی ہر مسلمان اسے حفظ کرے..... (تفسیر قرطبی ص ۱۸۱ ج ۱۸)

یا اللہ بندہ کی اور تمام مسلمانوں کی عذاب قبر سے حفاظت فرما۔

آمِیْن یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنُ.

دورۂ تربیت

کے بارے میں

چند

مفید اور اہم مضامین

ازقلم

حضرۃ مولانا محمد مسعود ازھر حفظہ اللہ

مکتبہ عرفان

www.rangoonor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جنت کے باغات.....نور کے سمندر

دورہ تربیت کا منظر نامہ

جنت کے باغات کی سیر کرنے کیلئے..... اپنے مردہ دلوں کو زندہ کرنے کیلئے.....ان لوگوں میں شامل ہونے کیلئے.....جن پر.....اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے وہ رات کو جمع ہوجاتے ہیں..... روئے زمین کے بہترین مقامات میں سے ایک مقام.....یعنی کسی مسجد میں..... جہاں انہیں بتایا جاتا ہے کہ صبح تہجد کے وقت سے..... سات روزہ..... دورہ تربیت کا غاز ہوگا.....نورانی سمندر کے مزے ہونگے..... وہ خوشیاں ہونگی..... جو سدا کام دیں گی..... وہ مستیاں ہونگی..... جو مدہوش کردیں گی.....وہ زمزمے ہونگے..... جو بھلائے نہیں بھلیں گے.....

ہاں دس باتوں کا التزام کرنا ہوگا..... بہت مضبوطی سے.....خوب اہتمام سے.....

(۱) زبان کی حفاظت..... بلاضرورت گفتگو سخت ممنوع.....

(۲) کسی اور کا عیب نہیں دیکھنا..... بلکہ ان خوش نصیبوں میں شامل ہونا ہے جن کے لئے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کیونکہ وہ اپنے عیوب پر نظر رکھتے ہیں اور دوسروں کے عیب نہیں ٹٹولتے۔

www.rahnuma.com

(۳) نمازوں کے ساتھ صلوٰۃ توبہ پڑھ کر اپنے گناہوں کو یاد کر کے خوب آہ و بکاء کے ساتھ استغفار کریں..... تاکہ اپنے مالک حقیقی کے ساتھ رابطہ بحال ہو جائیں.....اور دل گناہوں کی نحوست سے پاک ہو جائے۔

(۴) نمازوں کا تکبیر اولیٰ کے ساتھ اہتمام کرنا ہے..... تاکہ اقامت صلوٰۃ کا ربانی حکم پورا ہو اور فرشتوں کی آمین اور دعا نصیب ہو۔

(۵) کھانا کم کھانا ہے..... کیونکہ جس کا معدہ ہر وقت بھرا رہتا ہو وہ حکمت کی خوشبو نہیں پا سکتا.....اور روحانی لذتوں سے محروم رہتا ہے.....

(۶) نظر کی بے حد حفاظت کریں..... تاکہ جہنم کے شکاری ''شیطان'' کے خطرناک تیر سے حفاظت رہے.....

(۷) عصر کے بعد جو وقت باقی بچے اس میں ورزش یا کم از کم چہل قدمی کریں.....تاکہ جہاد کی تیاری اور چستی کا اجر ملے.....

(۸) زیادہ تر باوضو رہنے کی کوشش کریں.....تاکہ طہارت کا اعلیٰ درجہ اور اس کے بے شمار فوائد نصیب ہو جائیں۔

(۹) فرض نماز کے بعد امت مسلمہ کیلئے رحمت کی دعاء مانگیں اور اپنے لئے دین کی مقبول خدمت کی توفیق مانگیں.....تاکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے محبت اور شفقت کا اظہار ہو اور اجتماعی تقاضوں سے ہم آہنگی رہے۔

(۱۰) اپنے اعمال کو کمتر اور خود کو حقیر سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس کی توفیق سے یہ سارے اعمال ہو رہے ہیں میرا خود کچھ کمال نہیں.....تاکہ تکبر، خودرائی، خودنمائی.....ریاکاری.....اور عجب سے حفاظت رہے.....

ہدایات سن کر سب لوگ آرام کیلئے.....اپنے بستروں کا رخ کرتے ہیں..... صبح صادق سے دو گھنٹے پہلے.....سب کو جگا دیا جاتا ہے.....اس وقت آسمان سے

صدائیں آ رہی ہوتی ہیں..... محبوب کے در پر عاشقوں کا ہجوم ہوتا ہے..... رحمت، مغفرت اور محبت جوش مار رہی ہوتی ہے..... اس وقت ..... بہت کچھ بلکہ سب کچھ..... بانٹا جاتا ہے..... پھر کیوں پڑے سوتے رہیں..... قبر میں اس کے علاوہ اور کیا کام ہوگا؟ مارکیٹ اور منڈی سے..... نفع کی آواز لگتی ہے تو تاجر..... دیوانہ وار دوڑتے ہیں..... یہاں تو آسمان کے اوپر سے..... اور عرش عظیم سے..... نفع کی آواز آ رہی ہے..... ہے کوئی مانگنے والا..... داتا خود پوچھ رہا ہے..... ہے کوئی معافی چاہنے والا..... محبوب خود آواز دے رہا ہے..... ہر کوئی روزی کا طلب گار..... رزاق خود بلا رہا ہے..... پیا بلائے تو دلہن کی نیند اڑ جاتی ہے..... رات کی تاریکیوں میں جو لین دین ہوتا ہے وہ اہل محبت ہی جانتے ہیں..... یہ سارے خوش نصیب بھی جاگ اٹھے..... طہارت اور وضو سے فراغت ہوگئی..... اب آدھا گھنٹہ تہجد کی نماز ہوگی..... محبت بھرے سجدے..... اور آنسوؤں بھری التجائیں ہونگی..... واہ مزا آ گیا..... رات کی ملاقات کا مزہ ہی کچھ اور ہے..... رابطہ جڑ گیا..... اب سب نے سر جھکا دیئے..... مراقبے شروع ہوگئے..... یہ رونے کی آواز کیوں؟ بھائی گناہوں سے معافی کے فیض والا مراقبہ ہو رہا ہے..... گندے اور ناپاک گناہوں کی غلاظت دھل رہی ہے..... یہ جسم میں جھرجھری کیسی؟ یہ نور کی بارش کیوں؟ بھائی اللہ تعالیٰ کی محبت کے فیض والا مراقبہ ہو رہا ہے..... اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ..... وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ..... یُحِبُّهُمۡ وَیُحِبُّوۡنَهٗ..... دل کیوں جھکا جا رہا ہے؟ حوصلہ کیوں بلندی پا رہا ہے؟

بھائی نعمتوں کے شکر والا مراقبہ ہو رہا ہے..... ہر طرف نعمتیں ہی نعمتیں..... واہ مالک واہ..... توجہ نعمتوں سے مُنعِم کی طرف چلی گئی..... پھر حفاظت وصحت کے مراقبے شروع ہوگئے..... یہ کیا اب مسجد کے در و بام کیوں جھوم رہے ہیں؟.....

ارے یہ آسمان سے کن کی قطاریں اتر رہی ہیں؟.....

بھائی ان سب خوش نصیبوں نے..... اپنے رب کا کلام پڑھنا شروع کر دیا ہے..... مالک الملک کا کلام..... کیا یہ ممکن ہے کہ بندہ ربّ عظیم کا کلام پڑھ سکے؟..... جی ہاں رب تعالیٰ کی فیاضی ہے..... اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے..... قرآن پاک جیسی مقدس اور نورانی کتاب ہمیں مل گئی..... اور اس کی تلاوت ہمارے لئے آسان ہوگئی..... سب نے قرآن پاک کے نسخے اٹھالئے..... سحری کا وقت..... مسجد کا ماحول..... ذاکرین کا جھمگھٹا..... اور جھوم جھوم کر ہدایت والے مقدس کلام کی تلاوت..... صبح صبح کیسی نعمت مل گئی..... اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا.....

جی ہاں صبح کی تلاوت میں فرشتوں کی..... خاص حاضری ہوتی ہے.....

واہ بھئی واہ..... صبح صبح فرشتوں کی صحبت مل گئی..... شک کا کفر کون کرے..... خود رب تعالیٰ نے اس اعزاز کا اعلان فرمایا ہے..... اگر سوتے رہتے تو یہ نعمت کہاں سے ملتی..... اچانک فجر کی اذان گونجی..... سب خاموش ہو کر..... رب کی عظمت اور آقا کی رسالت کا اعلان سننے لگے..... اذان سن کر..... دل کے حوصلے آسمان کو چھونے لگتے ہیں..... اللہ اکبر..... اللہ اکبر..... لا الہ الا اللہ..... یہ ہماری عظمت کا نشان ہے..... جی اسلام کی عظمت اور سربلندی کا اعلان..... جو بلند ہوتا رہے گا..... اذان کے بعد..... فجر کی سنتیں..... اب سنتوں اور فرضوں کے درمیان بہت قیمتی وقت ہے..... قبولیت کا وقت..... محبت کا وقت..... سب نے چالیس مرتبہ یہ دعاء پڑھ لی:

يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

اے زندہ رہنے والے..... اے تھامنے والے آپ کے سوا کوئی معبود

نہیں..... میں آپ کی رحمت سے مدد کا طلبگار ہوں.....

یہ دعاء مردہ دلوں کو زندہ کر دیتی ہے اور زندہ دلوں کو استقامت دلاتی ہے..... ابھی نماز میں کچھ وقت باقی ہے..... اس لئے سب دعاء میں لگے ہوئے ہیں..... اپنے لئے..... امت مسلمہ کے لئے..... اپنے والدین اور اہل وعیال کے لئے..... اپنی مبارک جماعت کی حفاظت کیلئے..... اس سات روزہ دورہ کی کامیابی اور عنداللہ قبولیت کیلئے.....

لیجئے اقامت شروع ہوگئی..... نماز فجر جماعت کے ساتھ..... تکبیر اولیٰ کے ساتھ..... اور مکمل بیداری کے ساتھ نصیب ہوگی..... نماز کے بعد مسنون اذکار کا ورد شروع ہوگیا..... آقا رحمۃ للعالمین کی سکھائی ہوئی..... پیاری پیاری دعائیں..... میٹھے میٹھے بول..... دین دنیا کی بھلائی والے جملے اور کلمات..... پھر قرآن پاک کے دل..... سورہ یٰسین شریف کی تلاوت شروع ہوگئی..... تلاوت کے بعد کشمیر کے نابغۃ العصر ولی..... حضرۃ امام ہمدانیؒ کے مرتب فرمودہ..... اوراد فتحیہ کا ورد شروع ہوگیا..... ایک ہزار چار سو اولیاء کرام کے تجربات اور معرفت کا نچوڑ..... ہر جملہ عشق میں ڈوبا ہوا..... اور ہر کلمہ لذت توحید و آشنائی سے سرشار..... اوراد فتحیہ کے بعد..... سب نے اس کلمے کا ورد شروع کر دیا جو رب تعالیٰ کو بہت محبوب ہے..... جو تمام مخلوق کا ذکر ہے..... جو جنت کی آبادی کا ذریعہ ہے..... سبحان اللہ وبحمدہ..... ایک ہزار بار..... روایات سے ثابت ہے کہ جو صبح سویرے..... ایک ہزار بار..... سبحان اللہ وبحمدہ پڑھ لے گا..... وہ خود کو اللہ تعالیٰ کے پاس بیچ دے گا..... سبحان اللہ..... صرف دس منٹ کی محنت سے..... ہم اپنے رب کے ہوگئے..... خریدی ہوئی چیز سے خاص پیار ہوتا ہے.....

لیجئے سورج نکل آیا..... اس کی کرنیں ذاکرین پر طلوع ہوئیں..... اور ان

کے ذکر کی گواہ بن گئیں..... ادھر ذاکرین نے اشراق کی نیت باندھ لی.....

نماز کے بعد تھوڑی دیر کا..... مذاکرہ..... تلاوت درست آتی ہے یا نہیں..... ظالموں کے نظام تعلیم نے مسلمانوں کو قرآن پاک کی ناظرہ تعلیم تک سے محروم کر دیا..... نماز درست ہے یا نہیں؟..... غافل ماحول نے نمازوں سے مسلمانوں کو دور کر دیا..... اس لئے اچھا موقع ہے..... اپنی تلاوت درست کر لیں..... اپنی نماز ٹھیک کر لیں..... علماء کرام کی معیت نصیب ہے..... ذکر کا ماحول میسر ہے..... دل نرم ہیں..... اور لوہا گرم ہے..... ایسا موقع زندگی میں بار بار نہیں ملتا..... مذاکرے کے بعد..... انفرادی تقاضے..... ناشتہ وغیرہ..... ناشتے کے بعد دوبارہ جمع ہو گئے..... اب وعظ و نصیحت سننے کا وقت ہے..... ایمان کی تجدید..... توبہ کی تجدید..... اور اپنے عزم کی تجدید کا وقت ہے..... اپنے ایمان کو تازہ کریں..... کلمہ پڑھیں..... سمجھیں..... دل میں اتاریں..... یہ ایمان کی تجدید ہو گئی..... اپنے گناہ دیکھیں..... عیب ٹٹولیں ندامت اور شرمساری سے توبہ کریں..... اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کریں..... یہ توبہ کی تجدید ہو گئی..... دین کی خدمت، اسلام کی سربلندی کی محنت اور اسلام کی خاطر ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے عزم کو..... تازہ کریں..... یہ عزم کی تجدید ہو گئی..... ایمان..... توبہ اور عزم کا شعور..... بیدار کرنے کیلئے..... ایک گھنٹہ یا کچھ کم زیادہ بیان ہو گیا..... بند آنکھیں کھل گئیں..... ظاہر پرستی سے نظر ہٹی تو..... ایمان بالغیب کے مقدس راستے کھلتے چلے گئے..... بیان کے بعد بارہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کا ورد ہو گا..... سب خوش نصیب..... افضل الذکر میں مشغول ہو گئے..... ابھی ابھی ایمان کی تجدید ہوئی تھی..... اور اب ایمان کا نعرہ مستانہ..... وردِ زبان ہے..... آواز نہ بلند ہے نہ پست..... ہر ایک سو کے بعد پورا کلمہ اور درود شریف پڑھا جا رہا ہے..... اور الا اللہ کی ہر ضرب کے وقت اس بات

کا تصور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا نور دل میں اتر رہا ہے.....

ذکر کی اس جنّتی اور نورانی محفل کے بعد..... پھر جائزہ شروع ہوگیا..... جائزہ کیا ہے؟..... ایکسرے ہے..... کمزوریاں اور عیوب پتا چلے تو انہیں دور کرنے کا عزم پیدا ہوا..... امراض کا علم ہوا تو علاج کی فکر پیدا ہوئی..... لیجئے دوپہر کے کھانے کا وقت ہوگیا..... کھانے کے بعد قیلولہ مسنون ہے..... یہ سنت بھی ادا ہوگئی..... ظہر کی نماز..... جماعت کے ساتھ ادا ہوئی اور اب محفل نے اپنا عروج پکڑا..... سب عاشقوں نے اپنے محبوب کو پکارنا شروع کردیا..... دل ہر تمنا سے خالی ہوگئے..... بس اس میں ایک نام بس گیا..... زبان نطق کے..... اور نطق زبان کے بوسے لینے لگا..... زمین و آسمان کے فاصلے سمٹ گئے..... اب اسم اعظم..... اللہ..... کا ورد شروع ہوگیا..... ہر ایک نے پندرہ ہزار بار..... یہ ورد کرنا ہے اول آخر سات سات بار درود شریف..... ذکر شروع ہوا تو ساری مخلوق اس میں شریک ہوتی چلی گئی..... ابتداء میں تعداد بھاری لگتی ہے..... مگر ایک دو روز بعد..... اس تعداد سے بھی پیاس نہیں بجھتی..... اللہ..... اللہ..... اللہ..... محبوب کا احسان کہ اس نے اپنا نام ہماری زبان پر جاری کردیا..... زبان کا اثر دل پر پڑتا ہے..... اور جب دل بھی..... اللہ اللہ کرتا ہے تو..... انسان کے بال اس کی ہڈیاں اور اسکی کھال تک..... ذکر میں شریک ہوجاتے ہیں..... سبحان اللہ..... کیسی سعادت ہے کہ ہماری زبانوں پر..... اس کا نام..... اللہ..... اللہ..... اللہ..... ذکر مکمل ہوگیا..... اب..... اصلاح نفس کیلئے..... اسماء الحسنٰی میں سے دو اسماء کا ورد شروع ہوگیا..... دونوں اسماء..... نفس امارہ کی اصلاح میں..... کیمیا اثر تاثیر رکھتے ہیں..... اور انسان کو فکرِ آخرت کی انمول نعمت نصیب ہوجاتی ہے.....

ایک ہزار بار..... یَا خَبِیْرُ..... یَا اٰخِرُ..... اور پھر اپنی اصلاح کیلئے.....

دعا.....

مسجد کے میناروں سے عصر کی آواز گونج رہی ہے..... ذاکرین کے اعمال نامے میں بہت کچھ..... لکھا جا چکا ہے..... تھکاوٹ و اکتاہٹ کا کہیں نام و نشان تک نہیں..... بہت سارے گناہ دھل گئے..... عزائم نے ایک نئی انگڑائی لی..... عصر کی نماز کے بعد پانچ تسبیحات پڑھنی ہیں..... پہلا کلمہ..... درود شریف..... استغفار..... تیسرا کلمہ..... ان سب کی ایک ایک تسبیح..... اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی..... اس مبارک دعاء کی ایک تسبیح اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی.....

مغرب تک جو وقت بچ گیا..... اس میں ورزش یا چہل قدمی..... مغرب کی نماز کے بعد..... عاشقوں کی نماز اوّابین پڑھنی ہے..... نماز میں مسلسل سستی..... کمر میں گرہ لگا دیتی ہے..... یہ شیطانی گرہ..... خطرناک روگ ہے..... اوّابین کے بیس نفل پڑھے..... تو اس گرہ کے کھلنے کا امکان بنا..... اب نماز میں دل لگتا ہے اور ہر دو رکعت کے بعد..... مزید دو رکعت پڑھنے کی رغبت دل میں ابھرتی ہے..... الحمدللہ..... آج اللہ تعالیٰ نے مزید چالیس سجدوں کی توفیق عطاء فرمادی..... رات کا کھانا..... عشاء کی نماز سے پہلے ہی نصیب ہوگیا..... عشاء کی نماز کے بعد تعلیم شروع ہوگئی..... اسلام کے اہم ترین فریضے جہاد فی سبیل اللہ کے فضائل..... احکامات اور آداب..... سب خوب توجہ سے سن رہے ہیں..... تعلیم کے بعد..... ہر ایک اپنے بستر پر آنکھیں بند کرکے..... اپنا محاسبہ کر رہا ہے..... سارا دن کیسے گزرا..... کیا کیا کوتاہیاں ہوئیں..... یا اللہ معاف فرمادے..... کن کن نیکیوں کی توفیق ملی..... یا اللہ قبول فرمالے..... یہ سب تیرے فضل اور توفیق سے ہوا..... تھوڑی دیر کے محاسبے میں حساب درست ہوگیا..... گناہ معاف اور نیکیاں محفوظ..... الحمدللہ، الحمدللہ.....

اب..... چونکہ موت کی بہن نیند کی آغوش میں جانا ہے..... اس لئے موت کو بھی یاد کرلیں..... موت نے ضرور آنا ہے..... مگر جو اسے یاد رکھتے ہیں..... ان کیلئے یہ آسان ہے..... اور محبوب سے ملاقات کا ذریعہ ہے..... پھر کیوں نہ سونے سے پہلے موت کا مراقبہ کرلیا جائے..... سب آنکھیں بند کر کے مراقبہ کر رہے ہیں۔

روح نکلے گی..... سامان دنیا یہیں کا یہیں رہ جائے گا..... غسل، کفن..... بے لباسی..... بالباسی..... ماں باپ بچوں کی جدائی..... ان کا رونا دھونا..... لوگوں کا اٹھا کر..... قبر میں جا پہنچانا..... سوال جواب..... منکر نکیر..... کیا تیاری کی تھی..... اس تنہا اور اکیلے گھر کیلئے..... ہائے ہائے..... واہ واہ..... اور بہت کچھ.....

دل میں ندامت ابھری کہ یا اللہ..... یہاں کے عارضی گھروں کی ہمیں اتنی فکر..... اور قبر کی کچھ بھی تیاری نہیں..... آنکھیں پرنم ہوئیں..... دل نرم ہوا..... سر جھکا اور زبان سے بے ساختہ یہ دعاء جاری ہوگئی.....

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ

ستائیس مرتبہ یہ دعا پڑھنے والا..... موت کی شدت سے بچ جاتا ہے..... اور شہداء کا درجہ پاتا ہے..... نیند سے قبل کے مسنون اذکار پڑھ کر..... سعادت سے اپنی جھولیاں بھر کر..... یہ سب خوش نصیب سو چکے ہیں..... اب یہ تہجد میں اٹھائے جائیں گے..... اور آج انہوں نے جو اعمال کئے..... کل اور پرسوں..... بلکہ پورے سات دن..... روزانہ یہی اعمال کریں گے..... آخری دن..... اس دورہ تربیت کے آخری لمحات میں..... کچھ بیانات اور نصیحتیں ہوتی ہیں..... اور آخر میں اجتماعی دعاء..... اس دعاء کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں..... اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے..... بار بار نصیب فرمائے.....

آپ نے دورہ تربیت کی ایک جھلک پڑھ لی..... بظاہر یہ مشکل اور بوجھ والا

کام.....معلوم ہوتا ہے.....اور نیا پڑھنے اور سننے والا.....لازماً سوچتا ہے کہ.....
اتنے سارے اعمال ایک دن میں.....کس طرح سے ممکن ہیں؟.....جواب واضح
ہے.....اب تک سینکڑوں افراد اس نورانی سمندر میں غوطے لگا چکے ہیں.....انہوں
نے روزانہ سارے اعمال کئے.....دوسری بات یہ ہے کہ.....اللہ کے لئے جمع
ہونے والوں کے اوقات میں برکت ڈال دی جاتی ہے.....تیسری بات یہ ہے
کہ.....ان اعمال کا حضرات صحابہ کرام کے اعمال سے.....اسلافِ امت کے اعمال
سے.....موازنہ کیا جائے تو یہ اعمال بہت تھوڑے ہیں.....وہ حضرات ایک دن رات
میں.....اتنا کچھ کر لیتے تھے جتنے کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے.....جی ہاں جس پر رب
تعالیٰ مہربان ہو جائے اس کیلئے زندگی میں بہت کچھ ممکن ہو جاتا ہے.....اللہ والوں
کے اوقات بڑھا دیئے جاتے ہیں.....اور ان کے اسفار سمیٹ دیئے جاتے ہیں.....
چوتھی بات.....ذکر کے حلقے.....جنت کے باغات ہیں.....ایسا خود آقا مدنی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے.....اور جنت کے دستور نرالے ہوتے ہیں عام حالات میں
دو ہزار بار.....اللہ اللہ کا ورد.....بوجھ معلوم ہوتا ہے.....مگر جب چند لوگ.....اللہ
تعالیٰ کیلئے جمع ہو جائیں تو اس محفل کی شان.....اور انداز بدل جاتا ہے.....ذکر کے
حلقے.....ذکر کی مجالس.....ذکر کی محفلیں اور ذاکرین کا اجتماع.....یہ سب عجیب
چیزیں ہیں۔اگر شریعت کے مطابق ہوں.....اور.....بدعات وخرافات سے پاک
ہوں.....حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا.....

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالَ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ (احمد، ترمذی)

جب تم جنت کے باغات پر سے گزرو، تو خوب کھایا پیا کرو کسی نے عرض کیا جنت کے باغات کیا ہیں.....آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ذکر کے حلقے.....

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَایَقْعُدُ قَوْمٌ یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلَائِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ (مسلم)

جب بھی کچھ لوگ کہیں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ کی کیفیت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے.....

دورہ تربیت کے اعمال..... صبح سے شام تک..... ذکر ہی ذکر ہیں..... نماز بھی ذکر..... تلاوت بھی ذکر..... تسبیحات بھی ذکر..... تعلیم وتعلم بھی ذکر..... مراقبہ ومحاسبہ بھی ذکر..... ایک مسلمان کو اور کیا چاہئے..... پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ..... دورہ تربیت الحمدللہ..... جنت کے باغات کی سیر..... اور نورانی سمندر میں..... پر لطف غوطہ زنی ہے.....

یا اللہ قبول فرما..... یا اللہ قبول فرما..... یا اللہ قبول فرما

www.rangroor.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دین کا کام کرنے والوں کیلئے.....

سورۂ مزمل.....کا نصاب اور دورہ تربیت

عبداللہ بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کتنی اچھی حالت ہے ان لوگوں کی..... جنہوں نے دنیا میں بھی عیش کی.....اور آخرت میں بھی عیش کریں گے.....لوگوں نے پوچھا یہ کس طرح ہوگا.....فرمایا.....دنیا میں تو اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے رہے.....اور آخرت میں اس کے پڑوس میں رہیں گے۔

(احیاء العلوم غزالیؒ)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمّے بہت اونچا.....بہت مشکل اور بہت بڑا کام لگایا گیا۔شرک کے گڑھ میں توحید کا اعلان.....دنیا بھر کے انسانوں اور جنات تک دعوتِ اسلام پہنچانا.....دشمنیوں اور مخالفتوں کے طوفان میں.....حق کی کشتی کو آگے بڑھانا.....اکیلا آدمی بھلا یہ سب کچھ کیسے.....اور کس طرح کرسکتا ہے؟.....آج ہم تھوڑی سی مخالفت پر.....دل پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں.....اور مایوسی کی آگ میں جلنے لگتے ہیں.....آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کو.....اتنا بڑا کام دے کر.....کامیابی کے نسخے سکھائے گئے.....وہ نسخے جنہیں آزما کر.....آدمی اکیلا نہیں رہتا.....بلکہ.....اللہ تعالیٰ کی نصرت اس کے ساتھ ہو جاتی ہے.....ایک تحریکی کارکن کے لئے لازم ہے کہ.....ڈرنے، گھبرانے، مایوس ہونے.....اور کام

سے بھاگ جانے کی بجائے.....سورۂ مزّمل پڑھے.....سمجھے.....اور اس میں بتائے ہوئے کامیابی کے نسخوں پر عمل کرے.....تب حالات یوں بدلیں گے کہ وہ خود حیران رہ جائے گا.....سات دن کا دورہ تربیت.....سورہ مزّمل کے نصاب پر عمل کی مشق ہے.....آیئے مختصر طور پر.....سورۂ مزّمل کا گیارہ نکاتی نصاب دیکھتے ہیں.....

۱

قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًاo　　رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی رات۔

اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًاo　　کچھ شک نہیں کہ رات کو اٹھنا (نفس امارہ کو) سخت پامال کرتا ہے اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے.....

یعنی دین کا کام کرنے والوں کو چاہئے کہ رات کے قیام کے ذریعے پہلے اپنے دل اور نفس کو مسلمان بنالیں.....اور مقبول دعاؤں کے ذریعے ربّ تعالیٰ کی نصرت کو ساتھ لے لیں.....تب دعوت میں قوت اور زبان میں اثر انگیزی پیدا ہوگی اور آدمی اس قابل ہو سکے گا کہ دوسروں کو سمجھانے کی حالت میں ہو.....

حضرت عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں.....

یعنی رات کو اٹھنا کچھ آسان کام نہیں.....بڑی بھاری ریاضت اور نفس کُشی ہے جس سے نفس روندا جاتا ہے اور نیند آرام وغیرہ خواہشات پامال کی جاتی ہیں نیز اسی وقت دعاء اور ذکر سیدھا دل سے ادا ہوتا ہے.....زبان اور دل موافق ہوتے ہیں جو بات زبان سے نکلتی ہے ذہن میں خوب جمتی چلی جاتی ہے.....خداوند قدوس کے سماء دنیا پر نزول فرمانے سے قلب کو ایک عجیب قسم کے سکون و قرار اور لذت و اشتیاق کی کیفیت میسر ہوتی ہے.....

(تفسیر عثمانی ص ۷۶۲)

تہجد کے فضائل ہم انشاء اللہ آگے چل کر بیان کریں گے..... الحمد للہ دورۂ تربیت میں..... تہجد کا مکمل اہتمام کیا جاتا ہے.....

۲

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ای لا تَعْجَلْ بِقِرَأَةِ الْقُرْاٰنِ بَلْ اِقْرَأْهُ فِیْ مَهْلٍ وَبَيَانٍ مَّعَ تَدَبُّرِ الْمَعَانِیْ

یعنی جلدی جلدی نہ پڑھو بلکہ ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور اس کے معانی میں غور کرو۔ (قرطبی ص ۳۷، ج ۱۹)

حسن بصریؒ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو قرآن پاک کی آیت پڑھتے ہوئے رو رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ ترتیل ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً ..... (قرطبی ص ۳۷، ج ۱۹)

ابوبکر بن طاہرؒ فرماتے ہیں..... ترتیل کا معنیٰ یہ ہے کہ تم قرآن پاک کے معانی پر غور کرو..... اپنے نفس کو اس کے احکامات پورے کرنے پر تیار کرو۔ اور اپنے دل کو اس کے معانی سمجھنے پر آمادہ کرو اور اپنی روح کو اس کی طرف پوری طرح سے متوجہ کرو۔ (قرطبی ص ۳۷، ج ۱۹)

حضرت علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں:

یعنی تہجد میں قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو کہ ایک ایک حرف صاف سمجھ میں آئے اس طرح پڑھنے سے فہم و تدبیر میں مدد ملتی ہے اور دل پر اثر زیادہ ہوتا ہے اور ذوق و شوق بڑھتا ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۷۶۱)

تلاوت قرآن پاک کے فضائل ہم انشاء اللہ آگے چل کر بیان کریں گے۔

خلاصہ یہ کہ ایک داعی الی الحق کیلئے سورہ مزّمّل میں جو نصاب بیان کیا گیا ہے اس کا ایک حصہ تلاوت کلام پاک ہے۔ قرآن پاک پڑھنے سے دل کو قوت اور مضبوطی ملتی ہے..... دل کا زنگ اتر جاتا ہے۔ قران پاک کو سمجھنے سے نظریات کو بلندی اور پختگی ملتی ہے اور انسان کافروں کی طاقت، منافقوں کی چالوں اور دنیا کی چمک دمک سے مرعوب نہیں ہوتا۔

الحمدللہ دورۂ تربیت میں تلاوت کلام پاک کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور قرآن پاک کو درست تلفظ سے پڑھنے اور سمجھنے کی دعوت دی جاتی ہے اور اس بات کی فکر پیدا کی جاتی ہے کہ ہر مسلمان قرآن پاک کے ان جملہ حقوق کو ادا کرے جنکی طرف سورہ مزّمل میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔

---

۴ ۳

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ	اور پڑھے جا نام اپنے رب کا۔
وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً	اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

حضرت علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں:

یعنی قیام لیل کے علاوہ دن میں بھی (گو بظاہر مخلوق سے معاملات وعلائق رکھنے پڑتے ہیں لیکن) دل سے اسی پروردگار کا علاقہ (یعنی تعلق) سب پر غالب رکھیے اور چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اسی کی یاد میں مشغول رہیے غیر اللہ کا کوئی تعلق ایک آن کیلئے ادھر سے توجہ کو ہٹنے نہ دے بلکہ سب تعلقات کٹ کر باطن میں اسی ایک کا تعلق باقی رہ جائے یا یوں کہہ لو کہ سب تعلقات اسی ایک تعلق میں مدغم ہو جائیں جسے صوفیہ کے ہاں ''بے ہمہ و باہمہ'' یا ''خلوت در انجمن'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ذکر کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کی یاد، اس کی محبت اور اس کی اطاعت اور تبتل کا معنی سب سے کٹ کر صرف اسی کا ہو رہنا..... دوستی ہو یا دشمنی سب اسی کی خاطر..... خلوت ہو یا جلوت دل اسی کے ساتھ مشغول اور اعضاء و جوارح اسی کے فرمانبردار..... لینا ہو یا دینا سب اسی کی خاطر..... توڑنا ہو یا جوڑنا..... سب اسی کیلئے۔

یا اللہ ہمیں ذکر و تبتل کی حقیقت..... اور توفیق عطا فرما..... داعی الی الحق کیلئے..... جو پورے عالم کی فکر لے کر کھڑا ہو..... ذکر و تبتل لازمی ہیں..... دورہ تربیت میں بھی ان دونوں کی مشق کرائی جاتی ہے..... صبح شام ذکر ہوتا ہے..... اور سات دن گھر والوں سمیت ہر کسی سے..... ظاہری اور باطنی طور پر کٹ کر..... بس اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی رضاء کیلئے..... مسجد کا اعتکاف ہوتا ہے.....

۵

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا　　(وہی اللہ تعالیٰ) مشرق و مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی معبود نہیں آپ اسی کو اپنا کارساز بنائیں.....

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف حکم دیا جا رہا ہے کہ پوری دنیا کو حق کی دعوت دینی ہے۔ دشمنوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ طوفانوں سے ٹکرانا ہے تو اور دوسری طرف تبتل کا حکم ہے کہ سب سے کٹ کر ایک اللہ تعالیٰ کے ہو رہیں..... تو پھر اتنا بڑا کام کس طرح سے ہوگا..... اس آیت میں جواب دیا گیا کہ مشرق و مغرب کا رب اور مالک کوئی اور نہیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے آپ اپنی تحریک کی بنیاد اسی پر توکل کو بنائیں جب مشرق و مغرب کا اصل مالک آپ کا وکیل و کارساز ہوگا تو پھر

دوسروں سے کٹ جانے اور الگ ہو جانے کی کیا پرواہ ہے.....

حق کے داعی اور دین کے مجاہد کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنی تحریک اور کام کی بنیاد .....صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر توکل .....کو بنائے .....اسی کو اپنا وکیل سمجھے اسی کو کارساز سمجھے..... جب وکیل اور کارساز وہی ہے تو پھر.....اسی کو راضی کرنے کے جتن کرے.....اور اسی کو خوش رکھنے کی جان توڑ کوشش کرے..... عام طور پر..... دین کا کام کرنے والے.....سورۂ مزّمّل کے اس عظیم حکم کو بھلا دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری تحریک کی کامیابی کا مدار..... دنیا کو ساتھ لینے میں ہے..... یا دنیا کی فلاں طاقت کو خوش کرنے میں ہے..... پھر وہ ان کو خوش کرنے کیلئے غیر شرعی امور کا..... ارتکاب کرتے ہیں..... تب اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے..... اور انہیں حالات کے حوالے کر دیتا ہے.....نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ .....انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا.....اللہ تعالیٰ نے انہیں بھلا دیا.....

ایک عجیب نکتہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت.....رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ..... بیان فرمائی ہے.....یعنی اللہ تعالیٰ مشرق و مغرب کا رب اور مالک ہے.....موجودہ دور کے تناظر میں یہاں یہ نکتہ ذہن میں آتا ہے کہ..... آج کل لوگ یا مشرق کی طاقت پر بھروسہ کرتے ہیں ..... یا مغرب کی..... کچھ عرصہ پہلے تک..... اسلامی ممالک اور اسلامی تحریکیں..... دو بلاکوں میں بٹی ہوئی تھیں..... کچھ انقلابیوں نے مشرق یعنی سوویت یونین کو..... اپنا کارساز بنا رکھا تھا۔ اور کچھ ملکوں اور تحریکوں نے مغرب یعنی..... یورپ اور امریکہ کو..... اپنا وکیل و کارساز سمجھ رکھا تھا.....موجودہ دور میں.....مشرق کی قوت تو کمزور پڑ گئی..... چنانچہ مشرق کے زور پر دھاڑنے والے.....نقلی شیروں کی کھال بھی اتر گئی.....اب قذافی سے لے

کر بشار الاسد تک..... سب نے ہتھیار پھینک دیئے ہیں۔ اور اب لوگوں نے مغرب کو..... اپنا وکیل و کارساز سمجھ رکھا ہے..... حالانکہ مغرب بھی..... غروب ہونے جا رہا ہے..... پھر یہ لوگ کس کے سہارے کھڑے ہونگے؟ یہاں افسوسناک بات یہ ہے کہ..... بعض دینی طبقے بھی..... مغرب کی خوشنودی میں..... اپنا تحفظ دیکھ رہے ہیں..... نعوذ باللہ..... نستغفر اللہ..... ولا حول ولا قوۃ الا باللہ..... ایسے وقت میں قرآن پاک کی عظیم سورت..... سورۂ مزّمل..... یہ پختہ اور پرسوز اعلان کر رہی ہے..... اے دنیا بھر کے مسلمانو!..... اے اسلام کے داعیو!..... اے راہ حق کے مجاہدو!..... اللہ تعالیٰ ہی مشرق و مغرب کا رب ہے..... تم نہ مشرق کو اپنا وکیل و کارساز بناؤ نہ مغرب کو..... یہ سب ختم ہونے والے..... فنا ہونے والے..... اور غروب ہونے والے ہیں..... تم پر لازم ہے کہ تم مشرق و مغرب کے رب..... اللہ تعالیٰ کو اپنا کارساز اور وکیل بناؤ۔ یہی سہارا پائیدار اور مضبوط ہے..... اور یہی کام میں آنے والا ہے..... کاش ہمارے حکمران طبقے کو بھی قرآن پاک کی اس سورۃ پر غور کی توفیق ملے..... جنکی زبان پر بس ایک ہی بات ہے کہ..... ہم دنیا میں اکیلے نہیں رہ سکتے ہمیں بڑی طاقتوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے..... چلو چلو کافروں کو ساتھ لے کر چلو..... یا تم ان کے ساتھ چلو..... آخر میں سوائے حسرت..... ندامت..... اور پچھتاوے کے کچھ نہیں ملے گا..... المختصر..... سورۂ مزّمّل نے داعی الی الحق کے لئے جو نصاب بیان فرمایا ہے اس کا ایک جزء اللہ تعالیٰ پر توکل اور اسی پر انحصار ہے..... تاکہ تحریک کی بنیاد..... کمزور نہیں مضبوط ہو..... دورہ تربیت میں بھی..... اس بات کی یاددھانی کرائی جاتی ہے اور ذکر و فکر کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں بٹھائی جاتی ہے.....

۶

وَاصْبِرْ عَلٰی مَایَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًاo

اور جو جو (تکلیف دینے والی) باتیں یہ کہتے ہیں ان پر صبر کریں اور اچھے طریقے پر ان سے کنارہ کش رہیں۔

یعنی مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو گالیاں دیتے تھے اور تکلیفیں پہنچاتے تھے ان کے بارے میں فرمایا گیا کہ آپ فی الحال برداشت کریں اور ان کے ساتھ ہر ہر بات پر الجھاؤ کی صورت پیدا نہ کریں کئی مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت جہاد کے حکم کے بعد منسوخ ہو چکی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ دینی تحریکوں کیلئے اس آیت میں زبردست نصیحتیں ہیں اور خلاصہ اس آیت کا یہ ہے کہ ؎

تیز قدموں سے چلو اور تصادم سے بچو

یعنی دین کا کام کرنے والوں کا ہمیشہ ایسے لوگوں سے سامنا پڑتا ہے جو انہیں خواہ مخواہ ستاتے ہیں.....اور گالیاں دیتے ہیں.....الزامات لگاتے ہیں.....فضول باتیں بکتے ہیں.....اور انہیں بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں.....اب اگر ان تمام لوگوں کو.....ترکی بہ ترکی جواب دیا جائے.....یا ان کی باتوں کو دل پر لیا جائے..... یا ان میں سے ہر ایک سے نمٹا جائے تو دین کا کام.....ٹھپ ہو جائے گا.....اور آگے بڑھنے سے رک جائے گا.....اس لئے بہتر ہے کہ.....صبر کیا جائے..... برداشت اور ہمت سے کام لیا جائے.....اپنے دل کو پریشان ہونے سے.....اور اپنی طاقت کو.....انتقام میں ضائع ہونے سے بچایا جائے۔

الحمدللہ ہمارے دورہ تربیت میں.....تجدید عہد کے ذریعے اس صفت کی مشق کرائی جاتی ہے.....

۷

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا○　　اگر تم نے کفر کیا تو اس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا.....

قیامت کا دن..... حساب کتاب کا دن..... جس کی ہولنا کی بچوں کو بوڑھا کر دے گی..... اس دن کو یاد رکھنا اور اس دن کی تیاری کرنا..... بے حد ضروری ہے..... اسلام کی دعوت دینے والے افراد اور تحریکوں کیلئے..... اور مجاہدین کیلئے جو دین کے اصل داعی ہیں..... ضروری ہے کہ قیامت کے ہولناک دن کو یاد رکھیں..... تب وہ مفاد پرستی، حب دنیا، حب جاہ..... اور آپا دھاپی سے بچیں رہیں گے اور..... ان کے دل و دماغ میں..... دنیا کا ناپاک حرص پیدا نہیں ہوگا.....

الحمدللہ دورۂ تربیت میں موت کی یاد اور مراقبہ موت کے ذریعے اس صفت کو پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے.....

۸

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ.....　　اور قائم کرو نماز.....

یہ ایک لازمی ترین صفت ہے..... عام طور پر دین کا کام کرنے والے افراد..... مختلف مصروفیات کا بہانہ بنا کر..... نماز کے اہتمام میں کمی کرتے ہیں..... حالانکہ نماز کو ضائع کرنے سے..... ایمان تک ضائع ہو جاتا ہے..... دورۂ تربیت میں..... اقامت صلوٰۃ..... یعنی نماز کو اس کے مکمل احکامات و آداب کے ساتھ ادا کرنے کی فکر پیدا کی جاتی ہے..... باجماعت نماز وغیرہ کے فضائل انشاء اللہ آگے بیان ہونگے.....

۹

وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ.....　　اور زکوٰۃ دیتے رہو.....

یعنی مال کی محبت میں مبتلا مت ہو جاؤ..... بلکہ..... مال کے لازمی حقوق ادا کرو..... تاکہ دل کو بخل سے نجات ملے..... نماز نے حب جاہ سے بچایا..... زکوٰۃ نے حب مال سے بچایا..... پس جو فرد یا تحریک حب جاہ..... اور حب مال سے بچ گئی وہ کامیاب ہے۔

۱۰

وَاَقْرِضُو اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا..... اور قرض دو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح پر قرض دینا.....

علامہ محلیؒ لکھتے ہیں:

بِاَنْ تُنْفِقُوا مَاسِوَی الْمَفْرُوْضِ مِنَ الْمَالِ فِیْ سَبِیْلِ الْخَیْرِ عَنْ طِیْبِ قَلْبٍ

یعنی فرض زکوٰۃ کے علاوہ بھی نہایت خوشدلی کے ساتھ خیر کے کاموں میں مال خرچ کرو.....

(تفسیر جلالین ص ۳۶۲)

علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں:

اَلْقَرْضُ الْحَسَنُ مَاقُصِدَ بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ تَعَالٰی خَالِصًا مِّنَ الْمَالِ الطَّیِّبِ

قرض حسن وہ حلال و پاکیزہ مال ہے جسے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خرچ کیا جائے۔

(قرطبی ص ۵۵، ج ۱۹)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ھُوَ النَّفَقَۃُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ..... قرض حسنہ جہاد میں خرچ کیا جانے والا مال ہے۔ (قرطبی ص ۵۵، ج ۱۹)

www.rangnoor.com

داعی الی الحق کیلئے لازم ہے کہ وہ مال کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنائے تب اس کی دعوت اور جہاد میں قوت آئے گی اور اس کی تحریک مضبوط ہوگی..... لیکن اگر خدانخواستہ مال کو محض دنیاوی عیش وعشرت کا ذریعہ بنایا..... یا اس کی ناجائز ذخیرہ اندوزی کی تو یہ بات ذاتی اور اجتماعی طور پر نقصان دہ ثابت ہوگی.....

۱۱

وَاسْتَغْفِرُ واللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے..... جب کوئی آدمی بڑا کام کرتا ہے..... اپنے اندر اتنی ساری صفات پیدا کرتا ہے..... سورہ مزّمّل کے نصاب پر عمل کرتے ہوئے رات دن محنت کرتا ہے..... تب خطرہ ہے کہ کہیں دل میں تکبر..... اور عجب پیدا نہ ہو جائے..... اور وہ ساری محنت اور تمام صفات کو جلا کر راکھ نہ کر دے..... تب آخری صفت کا بیان نازل ہوا کہ سب کچھ کر کے بھی..... اپنے آپ کو..... اور اپنے کام کو کچھ نہ سمجھو..... بلکہ یہ سوچو کہ اللہ رب العالمین نے میرے ذمہ جو کام لگایا ہے..... اس میں یقیناً مجھ سے بہت ساری کوتاہیاں ہوتی ہونگی۔ چنانچہ خوب توجہ سے..... گڑگڑا کر..... توبہ استغفار کرو۔

حضرت علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں:

یعنی تمام احکام بجالا کر پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو..... کیونکہ کتنا ہی محتاط شخص ہو اس سے بھی کچھ نہ کچھ تقصیر ہو جاتی ہے۔ کون ہے جو دعویٰ کر سکے کہ میں نے اللہ کی بندگی کا حق پوری طرح ادا کر دیا۔ بلکہ جتنا بڑا بندہ ہو اسی قدر اپنے کو تقصیروار سمجھتا ہے اور اپنی کوتاہیوں کی معافی چاہتا ہے۔

(تفسیر عثمانی ص ۷۶۳)

سورۂ مزّمّل کے نصاب کا آغاز تہجد سے اور اختتام استغفار پر ہوا..... یہی ترتیب..... قرآن پاک کی پیروی کرتے ہوئے دورہ تربیت میں اختیار کی گئی ہے..... معمولات کا آغاز تہجد سے اور اختتام استغفار پر ہوتا ہے..... یا اللہ قبول فرما..... اور ہمارے گناہوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمایئے۔

.....نکتہ.....

بعض تفسیری اقوال کے مطابق.....

اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبۡحًا طَوِیۡلاً ○ یقیناً دن میں آپ کو بہت لمبا شغل رہتا ہے.....

اس آیت میں بھی داعی اور مجاہد کے لئے ''خوب لمبی محنت'' کی صفت کا تذکرہ ہے..... یعنی دن کے وقت وہ مخلوق میں خوب محنت کرے اور یہ محنت ہر طرح کی علاقائی حدود و قیود سے آزاد..... خوب دور دور تک پھیل جائے.....

واللہ اعلم بالصواب.

www.ramoon.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایک وجد آفرین نصیحت

اللہ تعالیٰ کے ایک مخلص ولی کی خدمت میں حاضری ہوئی..... ہاں اس زمانے میں بھی صادقین موجود ہیں..... صدیقین موجود ہیں..... صالحین موجود ہیں..... شہداء موجود ہیں..... اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان میں شامل فرمائے..... ان کی راہ چلائے..... یہی دعاء ہم نماز کی ہر رکعت میں مانگتے ہیں.....

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ..... یا اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلا..... ان لوگوں صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ کے راستے پر جن پر آپ نے انعام فرمایا

نبوت کا دروازہ بند ہو گیا..... اب نہیں کھل سکتا..... باقی تینوں دروازے کھلے ہیں..... جو مسلمان سورہ فاتحہ دل سے پڑھتے ہیں..... ان کی دعاء قبول ہو جاتی ہے..... پھر ان میں سے کوئی صدیق بنتا ہے..... کوئی شہادت کا رتبہ پاتا ہے..... اور کوئی صالحین کے زمرے میں اپنا نام لکھواتا ہے..... ہدایت دینے والا..... اللہ تعالیٰ موجود ہے..... ہدایت سمجھانے والی کتاب..... قرآن مجید موجود ہے..... ہدایت کا مرکز اور مھبط..... کعبۃ اللہ موجود ہے..... اللہ تعالیٰ ''ھادی'' ہے۔ قرآن ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ہے اور کعبہ..... ھُدًی لِّلۡعَالَمِیۡنَ ہے..... پھر ہدایت کا دروازہ کیسے بند ہو سکتا ہے؟..... نہیں ہرگز نہیں..... ہدایت کا دروازہ پوری آب و تاب اور شان کے ساتھ کھلا ہے..... الحمدللہ ثم الحمدللہ..... مایوس ہونے کی ضرورت نہیں..... ہاں..... ضرورت ہے آہ و زاری کی..... محنت اور کوشش کی..... اور اسباب ہدایت

اختیار کرنے کی..... اللہ والے بزرگ کے ہاں حاضری..... اسی مقصد کے تحت تھی..... وہ سناتے رہے اور ہم توجہ سے سنتے رہے..... ان کی زبان کم اور آنکھیں زیادہ گفتگو کرتی تھیں..... وہ سمجھاتے رہے ہم سمجھنے کی کوشش کرتے رہے وہ یہاں کی کم اور وہاں کی باتیں زیادہ کررہے تھے..... وہاں جی ہاں وہاں..... جہاں ہم سب نے جانا ہے..... ضرور جانا ہے..... بہت جلد جانا ہے..... مگر ہمیں فکر بس یہاں کی ہے..... جہاں ہم نے رہنا ہی نہیں ہے..... وہ ایک بات کو بار بار دھراتے تھے تاکہ خوب سمجھ آجائے اور دل میں اتر جائے..... پھر ان پر ایک حال طاری ہوا تو ان کی زبان نثر کی بجائے اشعار کے موتی برسانے لگی..... وہ فرمارہے تھے ؎

غم دستار می خوردم مبادا برزمین افتد
نہ دانستم کہ ایں سر نیز زیر خاک خواہد شد

مجھے دستار کا غم کھائے جارہا ہے کہ وہ زمین پر نہ گر جائے اور میں نے یہ نہ جانا کہ دستار تو کیا ایک دن یہ سر بھی مٹی میں مل جائے گا۔

آہ کتنا خوبصورت شعر ہے..... کاش ہمیں غمِ دستار سے نجات ملے اور آخرت کی فکر نصیب ہو..... آج ظاہری شان وشوکت اور عارضی راحت کے دروازے پر..... معلوم نہیں کیا کیا ذبح کیا جارہا ہے..... پھر انہوں نے علماء کرام کی اصلاح کیلئے یہ شعر پڑھا

رخ گل رنگ را گلگونہ باید
کش گلگونہ گل رنگی فزاید

مجلس میں موجود ان کے ایک خادم نے..... ہماری حالت پر سے پردہ اٹھادیا..... پابندی خطرات اور بے قراری..... تب میں نے بھی ایک کاغذ پر دل کی بات لکھ دی۔

حضرت! حکومت گرفتار کرنا چاہتی ہے..... دشمن ہمارے دینی کام کا نام و نشان مٹانا چاہتا ہے .....شیطان اور نفس ذلت، مایوسی اور تباہی کے گڑھے میں دھکیلنا چاہتے ہیں..... دعاء فرمائیں شہادت مل جائے..... ایمان پر خاتمہ نصیب ہوجائے..... دین کا کام بچ جائے..... اور معلوم نہیں کیا کچھ..... انہوں نے اپنے خادم کی بات سنی..... میرا کاغذ پڑھا..... اور سر جھکا کر کہیں گم ہوگئے۔ بہت دور..... ہم سے بہت دور..... یا اللہ خیر..... میرا دل دھڑک رہا تھا..... پھر اچانک انہوں نے سر اٹھایا..... ان کی آنکھیں تر تھیں اور وہ وجد کے عالم میں یہ آیت پڑھ رہے تھے

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا　　تم اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں صبر کئے رہو تم تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو..... (الطور ۴۸)

ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان پر ایک خاص کیفیت طاری ہے..... وہ خوبصورت آواز اور پرسوز لہجے میں بار بار یہ آیت پڑھ رہے تھے..... معلوم نہیں کتنی بار انہوں نے اسے دھرایا بے شک ہم لوگ بے صبری کے مرض میں مبتلا ہیں..... حالات کی تھوڑی سی خرابی نے ہمیں بے ادب، گستاخ اور رب کا نافرمان بنا دیا ہے..... چند وظیفے کر کے اور کچھ دعائیں پڑھ کر ہم حالات کی فوری تبدیلی چاہتے ہیں..... اور غم سے ہمارے دل پھٹنے لگتے ہیں..... ہم میں سے کئی ایک نے تو..... راستے تک بدل لئے ہیں.....

تب ہماری اصلاح کیلئے اس سے بہتر اور کیا نسخہ ہوسکتا ہے..... حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر ستایا گیا..... ہم تصور بھی نہیں کر سکتے..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر آزمایا گیا..... ہم سوچ بھی نہیں سکتے..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر ایذاء پہنچائی گئی..... ہم سب مل کر بھی اسے نہیں سہ سکتے..... میں خود اور میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان آپ کو جو گالیاں دی گئیں۔ آپ کے عظیم الشان اور بلند مرتبے کو دیکھئے..... اور پھر..... ان ناپاک گالیوں کو

دیکھئے..... ہائے میرے اللہ..... تو نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا بڑا دل دیا تھا..... کتنا بڑا حوصلہ دیا تھا..... کتنی عظیم ہمت دی تھی۔

جب مصیبتوں کے پہاڑ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ رہے تھے..... تب آسمان سے یہ محبت بھری آواز آرہی تھی۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا (الطور ۴۸)

ترجمہ: آپ اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں صبر کیجئے آپ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں.....

سبحان اللہ..... وہ محبوب جس کی خاطر آپ دکھ اٹھا رہے ہیں وہ آپ کو دیکھ رہا ہے آپ کی نگرانی کر رہا ہے اور آپ کی قربانیاں ملاحظہ فرما رہے ہے..... بس ایک سچے عاشق کو اور کیا چاہئے..... حضرت علامہ عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں.....

''یعنی صبر اور استقامت کے ساتھ اپنے رب کے حکم تکوینی وتشریعی کا انتظار کیجئے جو عنقریب آپ کے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا اور آپ کو مخالفین کی طرف سے کچھ بھی نقصان نہ پہنچے گا۔ کیونکہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے زیر حفاظت ہیں۔'' (تفسیر عثمانی)

علامہ محلیؒ لکھتے ہیں:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ..... بِإِمْهَالِهِمْ وَلَا يَضِيقُ صَدْرُكَ..... فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا..... بِمَرْأًى مِّنَّا نَرَاكَ وَنَحْفَظُكَ (تفسیر جلالین)

آپ اپنے رب کے حکم کے انتظار میں ڈرتے رہیں یعنی فی الحال ان دشمنوں کو ڈھیل دیں اور آپ کا دل تنگ نہ ہو بیشک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں یعنی ہم آپ کو دیکھ رہے ہیں اور ہم ہی آپ کی حفاظت فرمائیں گے۔

www.raaqeem.com

اس آیت میں چند ضروری احکامات ہیں۔

دین کا کام کرنے والوں پر جب دین کے مخالفوں کی طرف سے سخت مشکلات آ جائیں تو انہیں..... صبر سے کام لینا چاہئے..... یہاں بھی صبر کے تین معنی ہوں گے۔(۱) یعنی اپنے حق کام پر ڈٹے رہیں..... ایسا نہ ہو کہ اپنے بچاؤ کی خاطر دین کا کام چھوڑ دیں یا اپنے پختہ نظریات میں لچک پیدا کر لیں یا دشمنوں کے سامنے جھک جائیں..... اگر دین کا کام اللہ تعالیٰ کیلئے تھا تو اللہ تعالیٰ موجود ہے..... دین کا کام آخرت سنوارنے کیلئے تھا تو..... آخرت نے لازماً آنا ہے..... دین کا کام حق تھا..... تو حق کو چھوڑا نہیں جاتا..... دین کے مطابق حالات بنانا انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کا کام ہے..... اور حالات کے مطابق دین کو ڈھالنا..... نعوذ باللہ..... منافقین کا شیوہ ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑے رہو..... مشکلات کی وجہ سے انسان..... بعض اوقات اپنے رب سے کٹ جاتا ہے..... بدگمان ہو بیٹھتا ہے..... میں مانگتا ہوں..... وہ سنتا نہیں..... میں اس کا ہوں..... مگر وہ میری مدد نہیں کر رہا..... کافر اور منافق اس کے دشمن ہیں..... مگر مزے کر رہے ہیں..... اور میں اسکا دوست ہو کر دھکے کھا رہا ہوں..... نعوذ باللہ..... رب کے ساتھ اس قسم کی بدگمانیاں..... حرام ہیں..... اور ایسے تصورات..... اگر خدانخواستہ نظریات بن جائیں تو..... نعوذ باللہ..... ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے..... ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ..... ہم بندے ہیں..... اور وہ رب ہے..... اس پر لازم نہیں کہ..... ہمارے منہ سے جو کچھ نکلے..... وہ..... اسے پورا کر دے..... ہاں ہم پر لازم ہے کہ..... وہ..... جو کچھ فرمائے..... ہم اسے بجا لائیں..... اس نے دنیا کو..... دار الجزاء نہیں بنایا..... پھر ہم ہر چیز کا بدلہ..... یہیں اسی دنیا میں لینے پر کیوں تلے رہتے ہیں..... رب سے

محبت کرنے والے تو اس کی آزمائش میں.....لطف پاتے ہیں.....

کوتاہ دیدگان ہمہ راحت طلب کنند

عارف بلا کہ راحت او در بلائے اوست

ترجمہ: کم نظر لوگ بس راحت کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جبکہ عارف آزمائش میں راحت دیکھتا ہے۔

اور ایک شاعر کا فرمان ہے:

اے دل صبور باش کہ در راہ عاشقی

آنکس کہ دل نہ داد بجاناں نمی رسد

ترجمہ: اے دل صبر کے خوگر بنو کیونکہ عاشقی کے راستے میں جو دل نہیں دیتا وہ محبوب تک نہیں پہنچ سکتا.....

اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں جو مصیبت آتی ہے.....وہ انسان کو بہت اونچا لے جاتی ہے.....اور مصیبت زدہ کی قدر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑھ جاتی ہے.....ایک شاعر کا فرمان ہے ؎

گفت جبریل بایوب ایکروز در بیماری خوش بودے یا ہنوز

گفت ایوبش بگریاں زار زار در بیماری بود قدرم بیسار

صبح وشام میگفت کاے ایوب من چیست حال تو بگو محبوب من

اکنوں یابم کجا آن قال را اکنوں یابم کجا آں حال را

ترجمہ: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک روز حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا آپ بیماری کے زمانہ میں زیادہ خوش تھے یا اب؟ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا بیماری کے زمانے محبوب کے ہاں میری قدر بہت زیادہ تھی وہ صبح و شام فرماتے تھے کہ میرے ایوب اے میرے محبوب بتا تیرا کیا حال ہے؟.....اب

(شفاء ملنے کے بعد) کہاں سے محبت بھری وہ پکار اور وہ حالت پاؤں؟

خلاصہ یہ کہ..... دین کے راستے میں جب کوئی مصیبت آئے تو..... اللہ تعالیٰ سے بدگمان نہیں ہونا چاہئے..... یہ بھی معنی ہے..... وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ..... کا..... باقی ..... عافیت کی دعا مانگنا..... نصرت کیلئے گڑگڑانا..... فتح کیلئے آنسو بہانا..... اور حالات کی درستگی کیلئے آہیں بھرنا..... اس کے منافی نہیں ہے..... یہ سب کچھ کرنا چاہئے..... مگر اللہ تعالیٰ سے محبت کے ساتھ..... اپنے اعمال پر ندامت کے ساتھ..... بھرپور امید اور حسن ظن کے ساتھ..... تب یہ مانگنا، گڑگڑانا..... آنسو بہانا..... اور آہیں بھرنا سب کچھ عبادت میں شمار ہوگا..... محبت بڑھائے گا..... رتبے چڑھائے گا اور ایمان کے دیپ جلائے گا..... لیکن اگر یہ سب کچھ..... رب سے شکوہ کے ساتھ ہوا..... تو..... خطرہ ہے..... شدید خطرہ..... بے صبری ہے..... ہلاک کر دینے والی..... یا اللہ ہمیں بچا..... یا اللہ ہمیں بچا..... رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ.....

(۳) گناہوں سے بچے رہو..... وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ..... یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر ڈٹے رہو..... مصیبت کے وقت معصیت بھی حملہ کرتی ہے..... آدمی تنگ آجاتا ہے..... کمزور پڑ جاتا ہے..... گھبرا جاتا ہے..... تب شیطان اسے جھوٹی اور فانی لذتوں سے غم غلط کرنے کا مشورہ دیتا ہے..... نفس بھی اسے گناہوں پر ابھارتا ہے..... تب مصیبت کے گرد..... معصیت کی باڑھ لگ جاتی ہے..... اور مصیبت ایسی پکی ہو جاتی ہے کہ..... جانے کا نام نہیں لیتی..... جس کا غم اسے مسجد لے جائے..... وہ غم مبارک..... اور جس کا غم اسے میکدے لے جائے..... وہ غم..... خود ایک عذاب۔

یا اللہ مصیبت کے تھپیڑوں میں..... ہمارے ایمان کی حفاظت فرما..... اور ہمیں معصیت کا شکار نہ فرما.....

ایک اللہ والے نے..... قرآن پاک کی ایک آیت سنا کر..... پورے مسئلے کا حل ارشاد فرما دیا..... مسئلے کا حل صبر ہے..... اور صبر کا معنیٰ ہے..... اپنے کام اور نظریات پر ڈٹے رہو..... رب کے ساتھ جڑے رہو..... گناہوں سے بچتے رہو..... اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے..... تمہاری نگرانی اور حفاظت فرما رہا ہے..... آج مجاہدین کو چاہئے کہ..... وجد کے ساتھ اس آیت کو بار بار پڑھیں..... پھر پڑھتے رہیں..... اس کے مفہوم پر غور کریں..... پھر غور کرتے چلے جائیں..... اس کے تقاضوں پر عمل کریں..... پھر عمل کرتے چلے جائیں..... اگر دل بہت زخمی ہو..... غم کے رسّے اسے جکڑ چکے ہوں..... مایوسی کی چربی اسے ڈھانپ چکی ہو..... بداعتمادی اور ناامیدی کے اندھیرے اس پر قابض ہوں تو پھر ربّ سے صبر کی دعاء مانگیں..... وہ خود مانگنے کا حکم دیتا ہے اور..... قبول فرمانے کا وعدہ کرتا ہے۔

دعا بھی اس رحیم و کریم..... بخشش والے نے خود سکھا دی ہے

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ○ (البقرۃ ۲۵۰)

اے ہمارے رب ہم پر صبر کے دھانے کھول دے اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کفار کے مقابلے میں ہماری نصرت فرما۔

اب آیئے..... اللہ والے مخلص بزرگ نے جس آیت کی طرف رہنمائی فرمائی اسے پورا پڑھتے ہیں

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ○ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ النُّجُوْمِ..... (الطور ۴۸)

اور آپ اپنے ربّ کے حکم کے انتظار میں صبر کرتے رہیں بے شک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور جب اٹھا کریں تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کیا کریں اور رات کے بعض اوقات میں بھی اور

ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی
اس کی تسبیح کیا کریں.....

غور فرمائیں.....خوب اچھی طرح توجہ کریں.....دل کی گہرائی سے کہ.....
صبر کے فوراً بعد.....سبحان اللہ وبحمدہ پڑھنے کا حکم دیا جارہا ہے.....نماز کی طرف.....
اور عبادات کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے.....کیونکہ.....صبر جیسے مشکل اور وسیع حکم
کو.....انہیں چیزوں کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے.....گویا کہ اللہ تعالیٰ کی
مدد.....نصرت اور معیت حاصل کرنے کا طریقہ صبر.....اور صبر حاصل کرنے کا
طریقہ.....تسبیح.....تحمید اور خوب عبادت.....

حضرت علامہ عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں.....
یعنی صبر وتحمل اور سکون واطمینان کے ساتھ ہمہ وقت اللہ کی تسبیح اور تحمید اور
عبادت گزاری میں لگے رہیے..... (تفسیر عثمانی)

وقت کا دجال..... جب زخمی ہو کر پھنکارا.....اور مجروح ہو کر دھاڑا.....
تو.....روئے زمین پر ہلچل مچ گئی.....ہر کوئی اپنے آپ کو بچانے کیلئے.....مرا جارہا
ہے.....ہر کوئی صفائیاں پیش کررہا ہے.....ہم بنیاد پرست نہیں.....ہم شدت پسند
نہیں.....کوئی سیکولر بن رہا ہے تو کوئی.....جدت پسندی کا غازہ مل رہا ہے.....مگر
سنو.....غور سے سنو.....کوئی اپنی زندگی کا ایک لمحہ نہیں بڑھا سکے گا.....کوئی.....اپنی
موت کو.....ایک سیکنڈ کیلئے.....نہیں ٹال سکے گا.....زندگی کے دن.....اور موت کا
وقت.....لکھا جاچکا.....اور یہ اٹل ہے.....آؤ.....اپنی جان.....اپنی کھال.....اپنا
رنگ.....اور اپنے نظریات بدلنے کی بجائے.....ڈٹ جاتے ہیں.....عزت اور
ذلت، موت اور زندگی جس کے ہاتھ میں ہے.....اسی کے بن کر جیتے ہیں اور اسی
کے بن کر مرتے ہیں.....آؤ رب سے صبر مانگتے ہیں.....اور اپنے ربّ کی طرف

دوڑتے ہیں..... مشکل حالات میں..... سات دن رات..... سکون واطمینان کے ساتھ..... ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور عبادت گزاری میں..... بسر کرتے ہیں..... ان سات دنوں میں ہم سب سے کٹ کر..... صرف اسی سے جڑے رہتے ہیں..... اور اسی کو پکارتے ہیں..... رو رو کر..... اسی سے معافی مانگتے ہیں..... بلک بلک کر..... اسی کے سامنے سجدے کرتے ہیں..... گڑگڑا گڑگڑا کر..... اور اسی سے مدد مانگتے ہیں..... تڑپ تڑپ کر.....

چھوڑو..... دنیا کے بدبخت طاقتوروں کو..... چھوڑو..... دنیا میں اپنے عہدوں پر فخر کرنے والے ناپاک لوگوں کو..... چھوڑو..... تکبر کے غلیظ پتلوں کو..... یہ دین کا اور جہاد کا کچھ نہیں..... بگاڑ سکتے..... آؤ..... آؤ..... پکارتے ہیں اپنے ربّ کو..... اپنے محبوب کو..... اپنے مولیٰ کو..... اللہ، اللہ، اللہ..... آؤ اسی کی توحید کا اعلان کرتے ہیں..... لا الہ الا اللہ..... لا الہ الا اللہ..... آؤ..... اسی کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں..... سبحان اللہ وبحمدہ..... کہو میرے یارو کہو..... اللہ..... اللہ..... اللہ..... اللہ..... اللہ..... اللہ..... کہو..... کہو بس وہی ہے..... ھو..... ھو..... ھو..... ہم کسی اور کو نہیں جانتے..... ہم کسی اور کو نہیں پہچانتے..... اللہ..... بس..... اللہ..... بس..... اللہ..... بس اللہ..... اے پیارے ربّ..... ہم آ گئے ہیں..... یا اللہ آ گئے ہیں..... لبیک اللھم لبیک..... یا اللہ ہم گناہوں کے ٹوکرے اٹھا کر..... گناہوں کے پہاڑ لاد کر..... آ گئے ہیں..... یا اللہ آپ نے ہمیں بلایا..... واقعی آپ نے بلایا تو ہم آ گئے ورنہ ہم تو ناپاکیوں میں پڑے تھے..... گندگیوں میں پڑے تھے..... غلاظتوں میں پڑے تھے..... یا اللہ ہم آ گئے..... تو ہمیں لے آیا..... ہم کس طرح سے شکر ادا کریں..... اللہ پیارے اللہ..... ہم تجھے یاد کر رہے ہیں..... یا اللہ آپ کے نبی نے آپ کا فرمان سنایا ہے کہ..... جب بندہ آپ کو یاد کرتا ہے..... آپ بھی اسے یاد فرماتے ہیں.....

واقعی میرے رب..... آپ میرا تذکرہ فرما رہے ہیں..... مجھ گناہگار کا مجھ ناپاک کا..... مجھ بد بخت ولیئم کا..... واہ میرے اللہ واہ..... تیری رحمت کتنی وسیع ہے..... تیری بردباری کتنی عظیم ہے..... تیری محبت کتنی زیادہ ہے..... کہاں مجھ جیسا حقیر و ذلیل اور کہاں تو ربّ عظیم و جلیل..... یا اللہ میں سب کو چھوڑ کر آ گیا ہوں..... میں کسی کافر کو راضی کرنے نہیں گیا..... مجھے بس تیری رضا کی فکر ہے..... یا اللہ تو راضی ہو جا..... مجھے معاف فرما دے..... اس دنیا میں لوگ مجھے تیرا سمجھتے ہیں..... لوگ مجھے مجاہد سمجھتے ہیں..... لوگ مجھے تیرے حوالے سے جانتے ہیں..... اور پہچانتے ہیں..... مگر تجھے تو معلوم ہے کہ میں کتنا گناہگار ہوں..... کتنا کمزور ہوں..... کتنا نالائق ہوں..... کتنا سیاہ کار ہوں..... بس تیرے پردے پڑے ہیں کہ میں بچا ہوا ہوں..... تیری رحمت ہے کہ میں سانس لے رہا ہوں ورنہ معلوم نہیں میں کب کا..... زمین میں دھنس چکا ہوتا..... اپنے گناہوں کی وجہ سے..... مگر میرے پیارے مالک..... اے عظیم شہنشاہ..... اے گناہگاروں پر رحم فرمانے والے اے فاسقوں کو ولی بنانے والے..... تو نے مجھ پر کرم فرمایا مجھے زمین میں نہیں دھنسایا..... اے مالک اب رحم فرما کر مجھے بخش دے..... میرے ایمان کی حفاظت فرما..... میرے نظریات کی حفاظت فرما..... میرے دینی کام کی حفاظت فرما..... اور مجھ سے جو کام لے اسے قبول فرما..... یا اللہ میں تیرے در پر آ بیٹھا ہوں میں تیرا بندہ ہوں تجھ سے ڈرتا ہوں اور تجھ سے ناز کرتا ہوں اب میں بخشے بغیر نہیں اٹھوں گا..... جب تک تو میری جھولی بھر نہیں دے گا میں نہیں ہٹوں گا..... مجھ پر رحم فرما اور مجھے اپنا بنا.....

سات دن رات میں..... ہر چوبیس گھنٹے میں چالیس اعمال ہوتے ہیں..... لوگ اپنے اپنے دینی کاموں کو بچانے کیلئے مختلف حربے آزما رہے ہیں، مختلف تدبیریں کر رہے ہیں..... ہم کمزوروں اور گناہگاروں کو یہی سوجھی ہے کہ ہم جدّت

پسندی کی طرف دوڑنے کی بجائے مسجد کی طرف دوڑیں..... غیر ملکیوں اور گوروں کو صفائیاں دینے کی بجائے رب تعالیٰ سے اپنے گناہوں پر استغفار کریں اور اپنے شہداء کرام سے لاتعلقی کا اعلان کرنے کی بجائے انہیں کے نقش قدم پر چلنے کے لئے اپنے نفس کو آمادہ کریں..... اور اسی کیلئے اپنے رب سے دعا مانگیں..... پس یہی مختصر سا پس منظر ہے..... اس سات روزہ دورہ تربیت کا..... جو گزشتہ تین ماہ میں چار مرتبہ..... بہاولپور شہر کی ایک کچی مسجد میں..... منعقد ہو چکا ہے..... اللہ تبارک وتعالیٰ نے دورے میں شرکت کرنے والے احباب کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے..... اور کئی ایک کو..... بہت عمدہ بشارتیں نصیب ہوئی ہیں..... اور سب سے بڑھ کر یہ کہ..... ان چار سو خوش قسمت افراد کے پاؤں پھسلنے سے اور نظریہ..... ڈگمگانے سے بچ گیا..... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمَّ الصَّالِحَاتُ..... اب ارادہ ہے کہ اس دورے کا سلسلہ وسیع..... اور اس کا افادہ عام کر دیا جائے..... زیر نظر تحریر اسی مقصد کا ایک حصہ ہے.....

www.rangoonline.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرفِ آخریں

ازقلم
مولانا مفتی منصور احمد صاحب
مدیر: جامعۃ النور کراچی

جب انسان دنیا کے تمام افکار وحوادث کو چھوڑ کر اپنی سوچ و بچار کا مقصد اور محور آخرت کو بنالے تو بارگاہِ ایزدی سے خود اسے کچھ اذکار اور اشغال کی ترتیبات القاء اور الہام ہوتی ہیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک عاجز اور درماندہ شخص سے رشد و ہدایت کا وہ مقبول کام لیا جاتا ہے جس کو انجام دینے سے پوری جماعتیں بھی قاصر ہوتی ہیں۔

تبلیغی جماعت کے سہ روزہ، چلہ اور چار مہینے کی ترتیب ہو، ارباب تصوف کے تزکیہ وسلوک کے منزل بہ منزل مجاہدات یا وفاق المدارس کے نصاب ''درسِ نظامی'' کا درجہ بدرجہ ارتقاء، یہ سب انتظامات خود مقصد ہیں نہ اصل مقصود، نہ فرض، واجب اور سنت، بلکہ بھولے بھٹکے بندوں کو رب سے ملانے اور جوڑنے کے بہانے اور وسیلے ہیں۔ گویا

عبارا تنا شتّٰی وحسنُک واحدٌ　　آپ کا حسن و جمال ایک ہے اور اسے کہنے والوں کی تعبیریں مختلف ہیں۔

والا معاملہ ہے۔

www.rahnoor.com

دورۂ تربیت بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں فرائض کی عادت، نوافل کی کثرت، ذکر اللہ کی اہمیت اور صحبت صالحین کے بہترین مواقع ملتے ہیں۔ دل روشن ہوتے ہیں، گناہ دُھلتے ہیں، ویران سینے آباد ہوتے ہیں اور تنگ و تلخ زندگیاں حیرت انگیز طور پر ''حیات طیبہ'' کے سانچے میں ڈھلتی ہیں۔

فقیہ وقت امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کا نام جتنی غفلت سے بھی لیا جائے، وہ اپنا اثر ضرور کرتا ہے'' جب غفلت کے ساتھ نام لینے پر اثر ہوتا ہے تو جب انسان پوری توجہ اور کامل یکسوئی کے ساتھ اپنے رب کو پکارے گا اس کے نام کی ضربیں لگائیں گا تو دل و دماغ کے بند دریچے کیسے نہیں کھلیں گے، افکار و کردار پر لگے ہوئے زنگ کیوں نہیں دھلیں گے اور تباہی و بربادی کی طرف اٹھتے اور بڑھتے قدم کیسے نہیں رکیں گے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ اپنے خالق و مالک سے تعلق جوڑے بغیر، بارگاہِ قدس سے رحمت و برکت کا فیضان حاصل کیے بغیر انسان اپنے لیے کتنے بھی اسباب راحت و تعیش کیوں نہ جمع کر لے، اُس کی زندگی پریشانیوں اور تنگیوں کا مرقع ہوتی ہے، بلکہ دیکھنے والوں کے لیے نمونۂ عبرت ہوتی ہے۔ دنیا کے بازاروں سے سکون و اطمینان حاصل کرنے کے اسباب وسائل اور آلات تو خریدے جا سکتے ہیں، لیکن خود سکونِ قلب اور اطمینانِ روح جس چیز کا نام ہے وہ ان بازاروں کی کسی دکان پر دستیاب نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

''اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کو ملتی ہے زندگی تنگی کی
اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔ (طٰہٰ ۱۲۴)

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت اور کوتاہی، اس میں جی کا نہ لگنا، ذکر الٰہی سے طبیعت کا میل نہ کھانا اور اس سے دل کا تنگ ہونا یہ سب انتہائی کم بختی کی علامات

ہیں، جنہیں دور کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اللہ کریم کا ارشاد ہے:۔

''اور جب نام لیا جائے خالص اللہ کا تو ان لوگوں کے دل رُک جاتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اللہ کے سوا کسی اور کا ذکر کیا جائے تو وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں۔'' (الزمر ۴۵)

مشکل حالات اور پریشانیوں کے اوقات میں، جب ہر شخص سرگرداں و پریشان ہے، کوئی ماضی کے غم میں گھلے جا رہا ہے تو کسی کو مستقبل کی فکر مارے جا رہی ہے، کسی کے گھر میں جہنم کے الاؤ دہک رہے ہیں اور کسی کی بیرونی زندگی نمونۂ عبرت بنی ہوئی ہے، اگر ہمیں راحت وسکون کی تلاش ہے تو اس کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ اپنے رب سے تعلق مضبوط کرنا۔

ہماری حالت بھی عجیب ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے سب کچھ مال و دولت عزت اور عافیت حاصل کرنا چاہتے ہیں، لیکن اس کو راضی کیے بغیر۔ دنیا میں یہ تو ممکن ہے کہ آپ کسی کا خزانہ چوری کر لیں یا زبردستی چھین لیں لیکن اللہ تعالیٰ کے دربار تک رسائی اور اس کے خزانوں تک پہنچ کا تو صرف ایک ہی راستہ ہے اور دورۂ تربیت میں یہی نورانی راستہ دکھایا جاتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

''جب بھی اور جہاں بھی بیٹھ کے کچھ بندگان خدا، اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو لازمی طور پر فرشتے ہر طرف سے ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ان پر چھا جاتی ہے اور ان کو اپنے سایہ میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ کی کیفیت نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے ملائکہ مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔''

(صحیح مسلم)

اسی حدیث شریف کی شرح میں مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تحریر فرمایا ہے:۔

اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ مسلمانوں کا جمع ہوکر ذکر وغیرہ کرنا رحمت وسکینت اور قرب ملائکہ کا خاص وسیلہ ہے۔(حجۃ اللہ البالغہ۲/۷۰)

شرائط کی پابندی کرتے ہوئے اور حدود کی رعایت کرتے ہوئے مجالسِ ذکر اور اجتماعی تسبیح وتہلیل کی اثر انگیزی کو ہر شخص شاہد اور محسوس کرسکتا ہے۔اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ دورۂ تربیت میں شرکت کا ایک بہت بڑا نفع اللہ کے ذکر کی مبارک مجالس میں شرکت وحاضری ہے۔انہی مجالس کے بارے میں ایک حدیث شریف کے الفاظ یوں منقول ہیں کہ

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں جاتا۔''

دورۂ تربیت کا ایک اور عظیم فائدہ نیک لوگوں کی صحبت اور ہمنشینی کا میسر آنا ہے، ہمارے ماحول اور معاشرے میں معاصی اور گناہوں کا جو زہر گھلا ہوا ہے اس کا تریاق صرف اور صرف یہ ہے کہ اپنے آپ کو ذاکرین، خاشعین اور نیک بندوں کے درمیان رہنے کا عادی بنایا جائے۔

شیخ سعدیؒ نے جب حمام میں خوشبودار مٹی سے پوچھا تھا کہ تو مشک ہے یا عنبر کہ تیری مہک سے مشامِ جان معطر ہورہے ہیں تو جواب آیا تھا:۔

بگفتا من گلے ناچیز بودم　　لیکن مدتے باگل نشستم
جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد　　وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

(میں تو وہی حقیر مٹی ہوں، لیکن ایک عرصے تک پھول کے ساتھ
رہی ہوں نتیجہ یہ ہوا کہ پھول کی خوشبو مجھ میں بھی رچ بس گئی ورنہ
میری اپنی قدر وقیمت کچھ نہیں)

اللہ تعالیٰ نے بھی جہاں تقویٰ حاصل کرنے کا حکم دیا تو اس کا آسان طریقہ یہی بتایا:

"وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ"　　سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ

ایک کتا اصحاب کہف کے ساتھ کچھ دن رہا تو قرآن نے اس کو یہ اعزاز بخشا کہ اس کا تذکرہ ہمیشہ کے لیے زندہ و جاوید ہو گیا۔

دورۂ تربیت میں تو آپ کو ان لوگوں کا ساتھ نصیب ہوگا جو رہبانِ لیل (رات کے عبادت گزار) ہی نہیں، فرسانِ نہار (دن کے شہسوار) بھی ہیں۔

دروۂ تربیت کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ آپ اپنے دل کو مجلّی، مصفّی اور معطر و منور ہوتے محسوس کریں گے، وہی دل جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ جسم کا ایسا لوتھڑا ہے کہ اگر یہ درست ہو گیا تو سارا جسم ٹھیک ہو جائے گا اور اگر یہ خراب ہو گیا تو سارا جسم فاسد ہو جائے گا۔

جسم کی بیماریاں جان لیوا ہوتی ہیں اور دل کی بیماریاں ایمان لیوا، تکبر، بغض، حسد، کینہ، حبّ جاہ، حبّ دنیا، اشراف، طمع اور دیگر روحانی بیماریاں انسان کے ایمان کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہیں۔ ہم میں سے ایک بڑی اکثریت ایسی ہے کہ ان گھناؤنی بیماریوں کے علاج کی فکر تو درکنار ہم نے انہیں بیماریاں سمجھنا ہی چھوڑ دیا۔

دورۂ تربیت میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو مجرّب حفاظتی تدابیر کا ایسا کورس کروایا جائے گا کہ آپ ذرا سی توجہ سے ہمیشہ کے لئے شفایاب ہو جائیں گی۔

دورۂ تربیت کا ایک اور بلکہ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اسلام کے اہم رکن کے بارے میں آپ کو مستند معلومات فراہم کی جائیں گی، آپ کا نظریہ اور ایمان اس فریضے کی صداقت و اہمیت پر مزید پختہ ہو جائے گا۔

یہ وہی فریضۂ جہاد ہے جو قرآن مجید نے اپنی سینکڑوں آیات میں بیان کیا، سرکارِ دوعالم ﷺ نے ۲۷ غزوات کے ذریعہ اس کا طریقہ سکھایا اور بے شمار اللہ والوں نے اسی راستے پر چل کر دنیا میں کامیابی اور آخرت کی فلاح کو پالیا۔ آج امت کا ایک بڑا طبقہ اس کا تارک ہی نہیں بلکہ اس میں تاویلاتِ فاسدہ کر کے اپنے

ایمان کو برباد کر رہا ہے۔

دورۂ تربیت کا ایک اور فائدہ..... لیکن نہیں ہم ان مختصر صفحات میں آپ کو کتنے فوائد گنوا سکتے ہیں۔ سیب کا مزہ کتاب میں پڑھ کر نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس کا آسان طریقہ یہی ہے کہ بازار سے ایک سیب لے کر کھا لیا جائے۔ اسی طرح دورۂ تربیت کے فوائد کاغذوں پر گننے سے سمجھ نہیں آ سکتے' اس کا سادہ سا طریقہ یہی ہے کہ ایک مرتبہ اس میں شرکت کر کے دیکھ لیں۔ سب کچھ خود سمجھ میں آ جائے گا۔

زیرِ نظر کتاب کا صرف یہی ایک فائدہ نہیں کہ آپ کو ''دورۂ تربیت'' کا مطالعاتی دورہ کرواتی ہے بلکہ اپنی جامعیت اور تنوع کے اعتبار سے یہ ایک مکمل اور مستقل فضائلِ اعمال ہے' جس سے ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ کتاب کے ہر ورق اور ہر سطر سے آپ کو امت کی ہدایت کے لئے ایک درد اور ایک کڑھن جھلکتی ہوئی محسوس ہوگی۔

یہی چیز نہ صرف اس کتاب کو دیگر کتابوں سے ممتاز کرتی ہے بلکہ اس کتاب کے مصنف زید مجدہم کے سوزِ جگر اور آہِ سحر گاہی کی بھی غمازی کرتی ہے۔ وہ بلاشبہ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں:

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر　　اسی سے فقیری میں ہوں امیر
مرے قافلے میں لٹا دے اسے　　لُٹا دے' ٹھکانے لگا دے اِسے

دُعا ہے کہ اللہ کریم اس کاوش کو اپنے بارگاہِ عالی میں قبول فرما کر امت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور حضرت مصنف زید مجدہم کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

۱۲ جمادی الاولیٰ ۲۵ھ